مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق
مع مسافر

فارسی و اردو ترجمہ

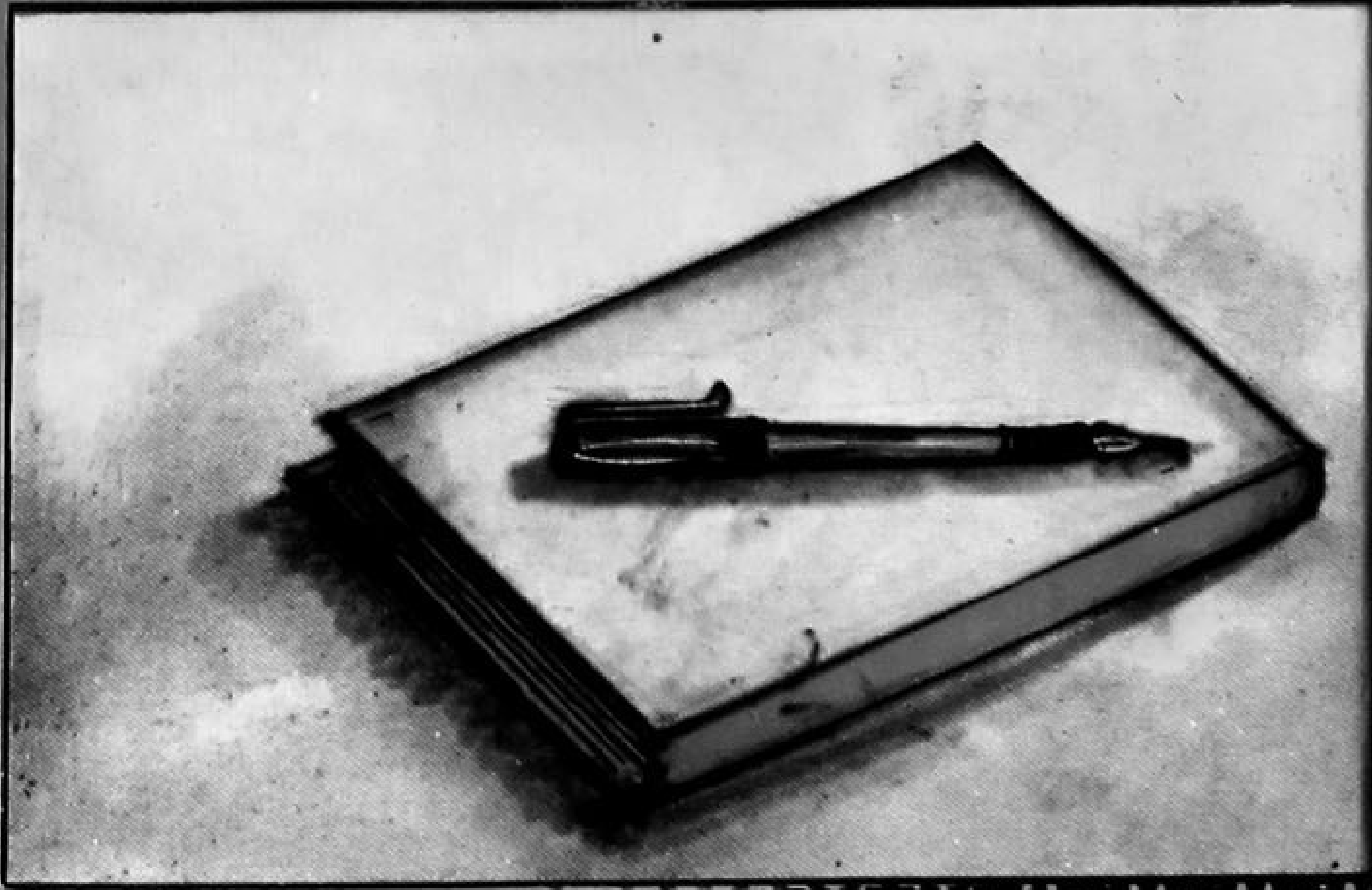

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز
ناشران و تاجران کتب

Marfat.com

Marfat.com

نسیم گلستان خلق و نسیم خاور

فی ترجمہ و مطالب

مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق

مع

مثنوی مسافر

علامہ محمد اقبال

مترجم: ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب

چوک اُردو بازار، لاہور

طابع محمد ابو بکر صدیق

ناشر شیخ محمد بشیر اینڈ سنز

کمپوزنگ کمپوزر

(042)7123297

قیمت 80/-

Marfat.com

فہرست

1.	بخوانند کتاب	4
2.	تمہید	4
3.	خطاب بہ مہر عالمتاب	9
4.	حکمت کلیمی	12
5.	حکمت فرعونی	17
6.	لاالہ الا اللہ	20
7.	فقر	25
8.	مرد حر	35
9.	در اسرار شریعت	39
10.	اشکے چند بر افتراق ہندیاں	47
11.	سیاست حاضرہ	54
12.	حرفے چند با امت عربیہ	55
13.	پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق	62
14.	در حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم	71
15.	مثنوی	81

Marfat.com

بخوانندہ کتاب

کتاب پڑھنے والے سے

سپاہ تازہ بر انگیزم از ولایت عشق　　که در حرم خطرے از بغاوت خرد است
زمانه هیچ نداند حقیقت او را　　جنوں قباست که موزوں بقامت خرد است
بآں مقام رسیدم چو در برش کردم　　طواف بام و در من سعادت خرد است
گماں مبر که خرد را حساب و میزاں نیست　　نگاه بندۂ مومن قیامت خرد است

*

(1) میں عشق کے ملک سے ایک نئی سپاہ کھڑی کر رہا ہوں + (کیونکہ) کعبہ میں عقل کی بغاوت سے خطرہ ہے (دور حاضر کا مسلمان عقل کا غلام ہوتا جارہا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسے اس غلامی سے آزاد کرانے کے لیے عشق کی سپاہ تیار کی جائے یعنی اس میں عشق پیدا کر کے اس کی عقل کو عشق کے تابع کردیا جائے)۔

(2) زمانہ اس کی حقیقت کو بالکل نہیں جانتا + (ورنہ) جنوں تو وہ قبا ہے جو عقل کے قد کے مناسب ہے (عشق اور عقل متضاد اس وقت ہیں جب وہ ایک دوسرے کی دشمن ہوں لیکن موافق اس وقت ہیں جب ایک دوسرے کی دوست ہوں عقل جب عشق کے تابع فرمان ہو جاتی ہے تو وہ درست ہے ورنہ غلط ہے)۔

(3) میں نے جب اس کو یعنی عشق کی قبا کو جسم پر نہیں لیا + تو میرے بام و در کا طواف کرنا عقل کے لیے سعادت کا موجب بن گیا (جب میں نے مسلک عشق اختیار کرلیا تو میری عقل وہ عقل بن گئی جو سعید ہوتی ہے)۔

(4) یہ گمان نہ کر کہ عقل کا حساب و میزان نہیں ہے + بندہ مومن کی نگاہ عقل کی قیامت ہے (عقل بذات خود کوئی راہنما نہیں ہے اس کا اپنا کوئی حسن یا اپنی کوئی قباحت نہیں ہے بندہ مومن کی نگاہ جس عقل کو صحیح کہتی ہے وہ صحیح ہے اور جس کو وہ غلط قرار دیتی ہے وہ غلط ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

تمہید

پہلا بند

پیر رومی مرشد روشن ضمیر　　کاروان عشق و مستی را امیر

Marfat.com

منزلش برتر ز ماہ و آفتاب | خیمہ را از کہکشاں سازد طناب
نور قرآں درمیان سینہ اش | جام جم شرمندہ از آئینہ اش
از نے آں نے نواز پاک زاد | باز شورے در نہاد من فتاد
گفت جانہا محرم اسرار شد | خاور از خواب گراں بیدار شد
جذبہ ہائے تازہ او را دادہ اند | بند ہائے کہنہ را بکشادہ اند
جز تو اے دانائے اسرار فرنگ | کس نکو ننشست در نار فرنگ
باش مانند خلیل اللہ مست | ہر کہن بتخانہ را باید شکست
امتاں را زندگی جذب دروں | کم نظر ایں جذب را گوید جنوں
ہیچ قومے زیر چرخ لاجورد | بے جنون ذو فنون کارے نکرد
مومن از عزم و توکل قاہر است | گر ندارد ایں دو جوہر کافر است
خیر را او باز میداند ز شر | از نگاہش عالمے زیر و زبر
کوہسار از ضربت او ریز ریز | در گریبانش ہزاراں رستخیز
تا ے از میخانہ من خوردۂ | کہنگی را از تماشا بردۂ
در چمن زی مثل بو مستور و فاش | درمیان رنگ' پاک از رنگ باش
عصر تو از رمز جاں آگاہ نیست | دین او جز حب غیر اللہ نیست
فلسفی ایں رمز کم فہمیدہ است | فکر او بر آب و گل پیچیدہ است
دیدہ از قندیل دل روشن نکرد | پس ندید الا کبود و سرخ و زرد
اے خوش آں مردے کہ دل با کس نداد | بند غیر اللہ را از پا کشاد

*

(1) پیر رومی جو روشن ضمیر مرشد (ہیں) + جو عشق و مستی کے قافلے کے امیر (ہیں) (مولانا روم کے مرشد پیر رومی 604ھ میں بمقام بلخ پیدا ہوئے بچپن ہی میں مشہور عارف خواجہ فریدالدین عطار کی صحبت میں آ گئے زندگی کے مختلف مراحل طے کرتے ہوئے اور حضرت شمس تبریز کی نگاہ عارفانہ سے فیض یاب ہوتے ہوئے آخر آپ قونیہ کے مقام پر 674ھ میں فوت ہوئے وہیں ان کا مزار ہے)۔

(2) ان کی منزل سورج اور چاند سے بڑھ کر ہے + وہ اپنے خیمہ کی طناب (رسیاں) کہکشاں سے بناتے ہیں۔

(3) ان کے سینے کے درمیان قرآن کا نور ہے + ان کے (دل کے) آئینے کے سامنے جام جم شرمندہ ہے (جمشید یا جم ایران کا ایک بادشاہ تھا جس کے پاس ایک ایسا پیالہ تھا جس میں دنیا کے حالات کا عکس آ جاتا تھا)۔

(4) اس پاک زاد نے نواز کی نے سے + میری طبیعت میں پھر ایک شور برپا ہو گیا (مولانا روم ابتدا میں جب حضرت شمس تبریز کے عشق میں سرمست ہوئے تو نے یعنی بنسری بجاتے رہے ان کی مثنوی معنوی بھی نے ہی کی بات سے شروع ہوتی ہے یہاں نے نواز سے مراد رومی اور نے سے مراد ان کا کلام ہے)۔

(5) انہوں نے مجھ سے کہا کہ (مشرق کے لوگوں کی) جانیں اسرار سے واقف ہو گئی ہیں یعنی افرنگ

Marfat.com

سے نجات پانے کا احساس پیدا ہو گیا ہے + مشرق (مدت کے بعد) گہری نیند سے جاگ اٹھا ہے۔

(6) کارکنان قضا و قدر نے ان کو نیا جذبہ عطا کیا ہے + اور (اس کے گرد لپٹے ہوئے) زنجیروں کے پرانے بندھنوں کو کھول دیا ہے (ان میں غلامی سے نجات حاصل کرنے کا احساس پیدا کر دیا ہے)۔

(7) اے فرنگیوں کے بھیدوں کو جاننے والے (اقبال) سوائے تیرے + کوئی شخص فرنگی نار میں بغیر نقصان کئے نہیں بیٹھا یعنی جس کو بھی دیکھو فرنگی فکر و فن کی آگ میں سڑ رہا ہے لیکن تو نے اس آگ کو پا کر بھی اور اس میں کود کر بھی خود کو بچائے رکھا ہے تو اس میں اس لئے کودا تھا کہ اس کے اسرار سے آگاہ ہو جائے جس طرح تو فرنگی شعبدہ بازی اور مکاری سے آگاہ ہوا ہے کوئی دوسرا نہیں ہو سکا)۔

(8) حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح (جسے نمرود نے آگ میں پھینک دیا تھا اور وہ محفوظ رہا تھا) تو بھی اللہ کی مستی میں رہ + (جس طرح حضرت ابراہیم نے ہر پرانے بت کدہ کو توڑ دیا تھا تجھے بھی ان کو توڑ دینا چاہئے یعنی فرنگیوں کے بت کدے کو توڑ کر اور اس کے بتوں کے آگے جھکنے والوں کو ان سے ہٹا کر صراط مستقیم اور مقام وحدت پر لے آنا چاہیے)۔

(9) امتوں کی زندگی ان کے جذب دروں کی وجہ سے ہے + کم خطر اس جذب دروں کو جنوں کہتے ہیں یعنی قوموں کی زندگی کا دارومدار عقل پر نہیں عشق پر ہے لیکن جو لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے وہ عشق کو پاگل پن قرار دیتے ہیں۔

(10) اس نیلے آسمان کے نیچے کسی قوم نے + جنون ذوفنوں کے بغیر کوئی کام نہیں کیا (ذوفنوں جنوں وہ ہے جو کسی شخص یا قوم کو اس کے اعلیٰ مقاصد تک کشاں کشاں لے جاتا ہے یہ جنوں ایک نعمت ہے)۔

(11) مومن عزم رور توکل کی وجہ سے قاہر ہے + اگر وہ یہ دو جوہر نہیں رکھتا تو وہ کافر ہے (پہلے کسی مقصد کے حصول کا ارادہ کرنا اور پھر اللہ پر بھروسہ کر کے اس کے لیے میدان عمل میں قدم رکھ دینا یہ ہے یہ مومن کی شان جس میں یہ شان نہیں وہ مومن نہیں)۔

(12) وہ یعنی مومن خیر کو شر سے الگ جانتا ہے + اس کی نگاہ سے ایک عالم تہ و بالا ہو جاتا ہے (خیر کو پھیلاتا ہے اور شر کو مٹاتا ہے اس طرح پرانے جہان کی جگہ نیا جہان پیدا کرتا ہے)۔

(13) اس کی ضرب سے پہاڑوں کا سلسلہ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے + اس کے گریبان میں ہزاروں قیامتیں ہیں (مومن ہر دشواری پر قابو پالیتا ہے اور ان دشواریوں پر قابو پانے کے لیے اس کے پاس ہر قسم کا ساز و سامان موجود ہوتا ہے)۔

(14) (اے اقبال) چونکہ تو نے میرے شراب خانے سے شراب پی ہے یعنی میری صحبت کا تربیت یافتہ ہے + (اور) قدامت کو اپنی تجلی سے لے اڑا ہے یا اس کا یہ مطلب ہے کہ تو نے پرانی قدروں کو سامنے سے ہٹا دیا ہے)۔

(15) (دنیا کے) چمن میں بو کی مانند ظاہر اور پوشیدہ جی + رنگ میں رہ کر رنگ سے پاک رہ یعنی دنیا کے کام کاج بھی کرو لیکن دنیا کی آلائشوں سے پاک بھی رہو دنیا اور دنیا والوں سے تعلق بھی رکھو اور ان سے الگ اپنی چال بھی چلو۔

(16) تیرا زمانہ روح (جان) کی رمز سے آگاہ نہیں ہے (جس کو دیکھو وہ تن پرست ہے روح سے ناواقف ہے) + اس کا دین غیر اللہ کی محبت کے سوا کچھ نہیں (اس زمانے کے لوگ مادہ پرست ہیں)۔

(17) فلسفی نے یہ رمز نہیں پہچانی ہے + اس کی فکر صرف آب و گل پر پیچ کھاتی رہی ہے یعنی فلسفی نے بھی روح کی نہیں بدن ہی کی بات کی ہے۔

(18) اس نے یعنی فلسفی نے دل کی قندیل روشن نہیں کی (صرف عقل پر بھروسہ کیا) + پس اس نے سوائے سرخ نیلے اور زرد کے کچھ نہ دیکھا یعنی فلسفی کی عقل ظاہر میں پھنسی رہی اگر دل کی آنکھ پیدا کرتا تو اسے ظاہر کے پیچھے جو باطن ہے وہ نظر آجاتا)۔

(19) مبارک ہے وہ شخص جس نے کسی کو دل نہیں دیا + جس نے غیر اللہ کی زنجیریں اپنے پاؤں سے کھول دیں یعنی خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے غیر اللہ کی محبت کو اپنے دل سے نکال دیا ہے)۔

دوسرا بند

سر شیری را نہ فہمد گاو و میش   جز بہ شیراں کم بگو اسرار خویش
با حریف سفلہ نتواں خورد مے   گرچہ باشد پادشاہ روم و رے
یوسف ما را اگر گرگے برد   بہ کہ مردے نا کسے او را خرد
اہل دنیا بے تخیل' بے قیاس   بوریا باقان اطلس نا شناس
اعجمی مردے چہ خوش شعرے سرود   سوزد از تاثیر او جاں در وجود
"نالہ عاشق بگوش مردم دنیا   بانگ مسلمانی و دیار فرنگ است"

*

(1) شیری کے بھید کو گائے اور بھیڑ نہیں سمجھتی + سوائے شیروں کے اپنے بھید کسی کو نہ بتا (صرف اہل لوگوں کو عشق کا پیغام دے)۔

(2) کمینے مد مقابل کے ساتھ شراب نہیں پی جا سکتی + چاہے وہ ملک روم یا ملک رے کا بادشاہ کیوں نہ ہو۔

(3) ہمارے یوسف کو اگر بھیڑیا لے جائے + تو اس سے بہتر ہے کہ اس کو ایک ناکس مرد خرید لے مراد یہ ہے کہ عشق کے اسرار ناقصوں کے سامنے بیان نہیں کرنے چاہیں)۔

(4) دنیا کے لوگ تو بے تخیل اور بے عقل ہوتے ہیں + وہ بوریا بننے والے اور اطلس کے کپڑے کو نہ پہچاننے والے ہوتے ہیں یعنی وہ عشق اور ہوس میں تمیز نہیں کر سکتے اس لیے نہیں کر سکتے کہ وہ صرف ہوس آشنا ہوتے ہیں عشق آشنا نہیں ہوتے۔

(5) ایک عجمی شخص نے کیا اچھا شعر گایا کہ اس کی تاثیر سے وجود کے اندر جان جلنے لگی (شعر آگے ہے)۔

(6) عاشق کا نالہ دنیا کے لوگوں کے کان میں + (ایسا ہی ہے جیسا کہ) مسلمانوں کی اذان ہو اور یورپ کے عیسائیوں کا شہر ہو (نالہ عاشق کو دنیا پرست نہیں سمجھ سکتے) یہ تھا وہ شعر جس کا اشارہ اس سے پہلے شعر میں ہے۔

Marfat.com

تیسرا بند

معنی دین و سیاست باز گوے اہل حق را زیں دو حکمت باز گوے
"غم خور و نان غم افزایاں مخور زانکہ عاقل غم خورد کودک شکر"
(رومی)
خرقہ خود با راست بر دوش فقیر چوں صبا جز بوے گل ساماں مگیر
قلزمی؟ باذشت و در پیہم ستیز شبنمی؟ خود را بہ گلبرگے بریز

*

(1) دین اور سیاست کے معنی پھر بتا اہل حق کو ان دو حکموں کے بارے میں پھر بتا (کیونکہ مسلمان ان کو بھول چکا ہے اور نئے سرے سے بتانے کی ضرورت ہے۔

(2) غم کھالے لیکن غم بڑھانے والوں کی روٹی نہ کھا + کیونکہ عقل مند غم کھاتا ہے اور بچے شکر کھاتے ہیں (راست گوئی میں کئی قسم کے غموں سے واسطہ پڑے گا اس راہ میں لطف اندوزی اور راحت کوشی کا خیال نہ رکھ یہ شعر مولانا روم کا ہے)۔

(3) فقیر کے کندھے پر تو اس کا خرقہ بھی بوجھ ہے + صبا کی طرح سوائے پھول کی خوشبو کے اور کوئی سامان نہ لے (اللہ مست فقیر تو خرقہ کو بھی سامان دنیا سمجھ کر ترک کر دیتا ہے جس طرح صبح کی نرم اور لطیف ہوا باغ سے جدا بھی نہیں ہوتی اور باغ میں ملوث بھی نہیں ہوتی تو بھی اسی طرح زندگی گزار چمن کی خوشبو سے واسطہ رکھ چمن بردوش نہ ہو)۔

(4) جنگ رکھ + کیا تو شبنم ہے (اگر ایسا ہے تو خود کو کسی پھولوں کے چمن میں گرا مراد ہے کہ اگر تو طاقت ور ہے تو باطل کے خلاف ڈٹ جا اگر تو لڑنے کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر تو دنیا والوں کی خدمت کر خدا کو بندوں کی خدمت بہت پسند ہے یہ بھی جہاد فی النفس کی ایک قسم ہے۔

چوتھا بند

سر حق بر مرد حق پوشیدہ نیست روح مومن ہیچ میدانی کہ چیست؟
قطرۂ شبنم کہ از ذوق نمود عقدۂ خود را بدست خود کشود
از خودی اندر ضمیر خود نشست رخت خویش از خلوت افلاک بست
رخ سوے دریاے بے پایاں نکرد خویشتن را در صدف پنہاں نکرد
اندر آغوش سحر یک دم تپید تا بکام غنچہ نورس چکید

*

(1) حق کا بھید مرد حق سے پوشیدہ نہیں ہے + کیا تو جانتا ہے کہ مومن کی روح کیا ہے یعنی مومن کی حقیقت کیا ہے (اس کی تشریح آگے شبنم کی مثال دے کر کی ہے)۔

(2) شبنم کا قطرہ جنت سے ذوق نمود کی وجہ سے + اپنا عقدہ اپنے ہاتھ سے خود کھولا (یعنی اس نے کسی

Marfat.com

کا احسان اٹھائے بغیر خود کو ظاہر کیا آسمان کی طرف سے نیچے آیا)۔
(3) جو خودی سے اپنے ضمیر میں بیٹھا + اس نے اپنا سامان افلاک کی خلوت سے لیا (وہ پستی سے نہیں بلندی سے نسبت رکھتا ہے اور اپنے وجود میں کسی اور کا محتاج نہیں ہے اس نے فضا میں خودی کی معرفت حاصل کر کے وجود اختیار کیا ہے)۔
(4) اس نے بے کنار دریا کی طرف رخ نہیں کیا + اس نے خود کو سیپ کے اندر نہیں چھپایا (اس نے اپنے وجود کے لئے کسی کا سہارا نہیں لیا)۔
(5) وہ سحر کی آغوش میں ایک لحہ تڑپا + تا آنکہ نئے کھلے ہوئے غنچے کے حلق میں پہنچ گیا (شبنم کے قطرے کے اس انداز کی طرح جس کا ذکر ان تین چار شعروں میں ہوا ہے مومن بھی اپنی خودی کا اظہار چاہتا ہے وہ بھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا وہ بھی اپنی محنت سے مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے وہ بھی خود مست نہیں رہتا بلکہ دوسروں کی خاطر اور دوسروں کی خدمت کے لیے اپنی زندگی بسر کر دیتا ہے دیکھا نہیں شبنم کا قطرہ اپنی قربانی دے دیتا ہے لیکن غنچہ کو پھول بنا دیتا ہے مرد مومن بھی اپنی زندگی اسی طرح بسر کرتا ہے وہ اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لیے جیتا ہے)۔

خطاب بہ مہر عالمتاب

جہان کو روشن کرنے والے سورج سے خطاب

تعارف: علامہ اقبال کا سورج سے خطاب بانگ درا کی ایک نظم میں بھی موجود ہے اس کا عنوان آفتاب ہے وہاں اسے فطرت کے ایک کارکن کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے یہاں آفتاب سے خطاب اس لئے ہے کہ آفتاب مشرق سے ابھرتا ہے اور مغرب میں غروب ہوتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اصل دانش اور اصل حکمت مشرق والوں کے پاس ہے یا مشرق ہی ان علوم و فنون کا سرچشمہ ہے جو دنیائے آدمیت کو روشن کرتے ہیں جب کہ مغربی علوم و فنون اس میں تاریکی پھیلاتے ہیں مشرق کے سورج سے خطاب کے پردے میں علامہ دراصل اہل مشرق کو خصوصاً مسلمانوں کو ان کے مقام سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں مغرب کی دریوزہ گری سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔

اے امیر خاور اے مہر منیر   می کنی ہر ذرہ را روشن ضمیر
از تو ایں سوز و سرور اندر وجود   از تو ہر پوشیدہ را ذوق نمود
می رود روشن تر از دست کلیم   زورق زرین تو در جوے سیم
پرتو تو ماہ را مہتاب داد   لعل را اندر دل سنگ آب داد
لالہ را سوز دروں از فیض تست   در رگ او موج خوں از فیض تست
نرگساں صد پردہ را بر می درد   تا نصیبے از شعاع تو برد
خوش بیا صبح مرا آوردۂ   ہر شجر را نخل سینا کردۂ
تو فروغ صبح و من پایان روز   در ضمیر من چراغے بر فروز

تیرہ خاکم را سراپا نور کن   در تجلی ہائے خود مستور کن
تا بروز آرم شب افکار شرق   بر فروزم سینۂ احرار شرق
از نوائے پختہ سازم خام را   گردش دیگرد ہم ایام را
فکر شرق آزاد گردد از فرنگ   از سرود من بگیرد آب و رنگ
زندگی از گرمی ذکر است و بس   حریت از عفت فکر است و بس
چوں شود اندیشہ قومے خراب   ناسرہ گردد بدستش سیم ناب
میرد اندر سینہ اش قلب سلیم   در نگاہ او کج آید مستقیم
بر کراں از حرب و ضرب کائنات   چشم او اندر سکوں بیند حیات
موج از دریاش کم گردد بلند   گوھر او چوں خزف نا ارجمند
پس نخستیں بایدش تطہیر فکر   بعد ازاں آساں شود تعمیر فکر

*

(1) اے مشرق (کی مملکت کے بادشاہ اے روشن سورج + تو (کائنات کے) ہر ذرہ کو روشن ضمیر بناتا ہے یعنی منور کرتا ہے۔

(2) یہ سوز و سرور جو وجود (کائنات) میں (نظر آرہا ہے) تیری وجہ سے (ہے) + تیری وجہ سے ہر پوشیدہ (شے) کے اندر ظاہر ہونے کا ذوق (موجود ہے) (کائنات کی زندگی آفتاب سے ہے اگر سورج نہ ہوتا تو کائنات کو وجود یعنی اس میں جو بھی نباتاتی حیواناتی انسانی اور دوسری رونقیں موجود ہیں سب ناپید ہو جائیں ہر شے کے اندر زندگی اور ہر پوشیدہ چیز کے اندر ظاہر ہونے کا ولولہ سورج ہی کی وجہ سے ہے زمین کے اندر سے جو روئیدگی ہوتی ہے اس کا سبب بھی آفتاب ہے اسی وجہ سے بعض مشرک قومیں سورج کو دیوتا مانتی ہیں اور پوجتی ہیں علامہ نے بتایا ہے کہ یہ دیوتا نہیں اللہ کا ایک کارکن ہے جو اپنی ڈیوٹی نبھا رہا ہے جو اللہ نے اس کے سپرد کر رکھی ہے)۔

(3) حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے (ید بیضا یا روشن ہاتھ سے) زیادہ روشن جا رہی ہے + تیری سنہری کشتی چاندی کی ندی میں (حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ جب وہ اپنا ہاتھ آستین سے نکالتے تھے تو سورج کی طرح روشن ہوتا تھا اس سے علامہ نے تشبیہاتی انداز میں سورج کی روشنی کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ روشن سورج اپنی سنہری کرنوں کے ساتھ چاندی جیسی فضا میں صبح سے شام تک سفر کرتا ہے اور کائنات کو زندگی بخشتا ہے)۔

(4) تیرے سایہ یا عکس نے ہر مہینے کو چاند عطا کیا ہے (کیونکہ چاند کی روشنی اپنی نہیں سورج کی روشنی کی وجہ سے) + (اور) لعل کو پتھر کے دل میں یعنی جو پہاڑوں کے اندر چھپے ہوئے ہیں رونق بخشی ہے۔

(5) لالے کے پھول کے اندر جو سوز ہے وہ تیرے فیض سے ہے + اس کی رگ سے جو موج خوں (بہہ رہی ہے) وہ تجھ سے ہے یعنی لالے کے پھول میں جو سرخی اور اس کے اندر جو داغ سیاہ ہے وہ تیری وجہ ہے۔

(6) نرگس کے پھول سینکڑوں پردے پھاڑتے ہیں + تب جا کر وہ تیری شعاع سے نصیب پاتے ہیں (دنیا

Marfat.com

کی ساری نباتاتی حیات تیری وجہ سے ہے)۔

(7) تیرا آنا مبارک ہو تو مراد کی صبح لے کر آیا ہے + تونے ہر درخت کو وادی سینا کا درخت بنا دیا ہے یعنی پر نور کر دیا ہے (وادی سینا کا درخت وہ ہے جس میں سے حضرت موسیٰ کو آواز آئی تھی کہ میں تیرا رب ہوں یہ درخت اس وقت اللہ کے نور سے روشن تھا سورج کے طلوع ہونے کو مبارک کہنے کے پردے میں شاعر یہ کہنا چاہتا ہے کہ مشرق میں دو تین صدیوں سے مغرب کا پیدا کردہ اندھیرا اب چھٹ رہا ہے اور اقوام مشرق اپنی خودی کو پہچان رہی ہیں)۔

(8) (اے آفتاب) تو صبح (کی طلوع) کا نور ہے اور میں دن کے اختتام کا (اندھیرا ہوں) مراد یہ ہے کہ میں نے مغرب کے علوم و فنون سے اپنی دنیا میں اندھیرا کر رکھا ہے اہل مغرب کے پاس دانش و حکمت اور سوز و ساز کا وہ سورج نہیں جو مشرق کے پاس ہے دیکھا نہیں کہ مغرب میں جا کر تو سورج غروب ہو جاتا ہے۔

(9) تو میری سیاہ مٹی کو سراپا نور بنا دے + اسے اپنی تجلی کے اندر چھپا لے یعنی منور کر دے (مٹی سیاہ اس لیے ہے کہ مغرب کے علوم و فنوں نے میرے جسم کے اندر وہ روحانی روشنی پیدا نہیں کی جو زندگی کے صراط مستقیم پر چلنے کے لیئے ضروری ہے)۔

(10) تاکہ میں مشرق کے افکار کی رات کا دن طلوع کروں + میں مشرق کے آزادی پسند لوگوں کے سینوں کو روشن کر دوں (اے آفتاب تو کائنات کو زندہ کرتا ہے میں اقوام کو زندہ کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ اس وقت ممکن ہو گا جب میرے جسم کے اندر روح روشن ہو جائے گی ذہن کی بجائے دل منور ہو جائے گا)۔

(11) میں اپنی نوا (شاعری کے ذریعے) سے (ان لوگوں کو جو) خام ہیں پختہ بنا دوں + میں ایام کو ایک نئی گردش دوں یعنی انقلاب برپا کر دوں۔

(12) (تاکہ) مشرق کی فکر مغرب (کی فکر کے اثرات سے) آزاد ہو جائے + (اور) وہ مغرب کی بجائے میرے نغمہ سے آب و رنگ حاصل کرے (کیونکہ میرا نغمہ یا میری شاعری میں جو پیغام ہے وہ مشرق کی بیداری اور مغرب سے بیداری کا ہے)۔

(13) زندگی ذکر کی گرمی سے ہے اور بس + آزادی فکر کی عفت (پاکیزگی) کی وجہ سے ہے اور بس (اصل زندگی عشق سے اور اصل آزادی فکر کی پاکیزگی سے ہے اگر یہ نہیں تو نہ زندگی زندگی ہے اور نہ آزادی آزادی ہے)۔

(14) جب کسی قوم کی سوچ خراب ہو جاتی ہے اس کے ہاتھ کی خالص چاندی کھوٹی ہو جاتی ہے یعنی ایسی قوم برائی کو اچھائی اور اچھائی کو برائی سمجھنا شروع کر دیتی ہے۔

(15) اس کے سینے میں سلیم دل مر جاتا ہے + اس کی نگاہ میں سیدھا راستہ بھی ٹیڑھا معلوم ہوتا ہے (قلب سلیم وہ دل ہوتا ہے جو ہر مرض روحانی سے پاک ہو اور جو کسی شئے کا صحیح نتیجہ برآمد کر سکتا ہو)۔

(16) (ایسا شخص) کائنات کی حرب و ضرب (جنگ) سے الگ رہتا ہے (بے عمل ہوتا ہے) + اس کی آنکھ سکون میں زندگی دیکھتی ہے (حالانکہ زندگی اپنی مخالف قوتوں سے جنگ کر کے آگے بڑھنے کا نام ہے)۔

(17) اس کے دریا سے موج نہیں اٹھتی (اس میں جدوجہد کرنے کا خیال تک نہیں آتا) + اس (کی

Marfat.com

زندگی کا) موتی ٹھیکری کی طرح بے قیمت (ہوتا ہے)۔

(18) بس اول فکر کی (سوچ کی) تطہیر کرنی چاہیے یعنی اسے پاک وصاف بنانا چاہیے + اس کے بعد فکر کی تعمیر آسان ہو جاتی ہے (یعنی جب کوئی قوم اپنی سوچ میں اچھائی کو برائی سے تمیز کرنے کی اہلیت سے عاری ہو جائے تو سب سے پہلے اس سوچ کو بدلنے کی ضرورت ہے)۔

حکمت کلیمی

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی حکمت

تعارف: حکمت کے لغوی معنی دانش یا عقل کے ہیں فلسفیانہ اعتبار سے حکمت سوچ بچار کی باتوں کو کہتے ہیں دین کے تعلق سے حکمت کا اطلاق صرف ان علوم پر یا اس فکر پر ہوتا ہے جو انبیا تک بذریعہ وحی آ ہے یہاں حکمت انہی معنوں میں استعمال ہوئی ہے اس سے آگے جو عنوان حکمت فرعونی کے نام سے آ ہے اس میں بھی حکمت سے مراد فلاسفہ یا حکما کی حکمت ہے قرآن کے نزدیک حکمت چونکہ ان حکما کی حکمت کا سرچشمہ اللہ کی وحی نہیں ہے اس لیے حکمت غلط ہے اصل حکمت نبوی حکمت ہے جو وحی کے ذریعے آتی ہے یہاں اقبال نے نبوی حکمت کو کلیمی حکمت کہا ہے یہاں ان کا مقصد دو ناموں یعنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور ان کے عہد کے فرعون مصر کے ناموں کو استعاراتی رنگ میں پیش کر کے قارئین کو حق و باطل میں تمیز کے حدود سے آشنا کرنا ہے مختصر یہ ہے کہ حکمت کلیمی کا مقصد انبیا کی تعلیمات کا طریقہ کار ہے اور حکمت فرعونی ابلیس کا)۔

تا نبوت حکم حق جاری کند پشت پا بر حکم سلطاں می زند
در نگاہش قصر سلطاں کہنہ دیر غیرت او بر نتابد حکم غیر
پختہ سازد صحبتش ہر خام را تازہ غوغاے دہد ایام را
درس او اللہ بس باقی ہوس تا نیفتد مرد حق در بند کس
از نم او آتش اندر شاخ تاک در کف خاک از دم او جان پاک
معنی جبریل و قرآن است او **فطرة** اللہ را نگہبان است او
حکمتش برتر ز عقل ذو فنوں از ضمیرش امتے آید بروں
حکمرانے بے نیاز از تخت و تاج بے کلاہ و بے سپاہ و بے خراج
از نگاہش فرو دیں خیزد زوے در دھر خم تلخ تر گردد زے
اندر آہ **صبحگاہ** او حیات تازہ از صبح نمودش کائنات
بحر و بر از زور طوفانش خراب در نگاہ او پیام انقلاب
درس **لا خوف علیھم** می دہد تا دلے در سینہ آدم نہد
عزم و تسلیم و رضا آموزدش در جہاں مثل چراغ افروزدش
من نمیدانم چہ افسوں **میکند** روح را در تن دگرگوں **میکند**

Marfat.com

حکمت او ہر تہی را پر کند / صحبت او ہر خزف را در کند
ہر کہن معبود را کن ریز ریز / بندۂ درماندہ را گوید کہ خیز
از دو حرف ربی الاعلی شکن / مرد حق! افسون ایں دیر کہن
عافیت در حال و نے در جاہ و مال / فقر خواہی؟ از تہیدستی منال
نے زر و سیم و قماش سرخ و زرد / صدق و اخلاص و نیاز و سوز و درد
طوف خود کن گرد ایوانے مگرد / بگذر از کاؤس و کے اے زندہ مرد
کرگسی کم کن کہ شاہیں زادۂ / از مقام خویش دور افتادۂ
بر مراد خویش بندد آشیاں / مرغک اندر شاخسار بوستاں
خویش را از مرغکے کمتر مگیر / تو کہ داری فکرت گردوں مسیر
بر مراد خود جہاں تعمیر کن / دیگر ایں نہ آسماں تعمیر کن
بندۂ مومن قضاے حق شود / چوں فنا اندر رضاے حق شود
از ضمیر پاک او آید بروں / چار سوے با فضاے نیلگوں
گوہر خود را بروں آ راز صدف / در ضاے حق فنا شو چوں سلف
چشم خود روشن کن از نور سرشت / در ظلام ایں جہان سنگ و خشت
ہم نیابی از جمال حق نصیب / تا نہ گیری از جلال حق نصیب
انتہاے عشق و مستی دلبری است / ابتداے عشق و مستی قاہری است
او وجود و غیر او ہر شے نمود / مرد مومن از کمالات وجود
جز بکام او نہ گردد مہر و مہ / گر بگیرد سوز و تاب از لا الہ

*

(1) جب نبوت یعنی صاحب نبوت حکم حق جاری کرتا ہے + وہ حکم سلطانی پر ایڑھی مارتا ہے یعنی اسے ٹھکرا دیتا ہے (نبوت کا مقصد لوگوں کو سلاطین اور وڈیروں کی فرماں برداری کی بجائے اللہ کی فرمانبرداری پر لگانا ہے ہر نبی خدائے واحد کی اطاعت و عبادت کی تلقین کرنے اور دینادی حاکموں اور باطل معبودوں کی غلامی سے لوگوں کو چھڑانے کے لیے آیا ہے اللہ کے قانون کو دنیا میں نافذ کرنے کے لیے آیا ہے اجرائے حکم حق سے یہاں یہی مراد ہے قرآن کریم اس سلسلے کا آخری قانون اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قانون کو نافذ کرنے والے آخری نبی ہیں)۔

(2) نبوت (یا نبی) کی نگاہ میں بادشاہ کا محل ایک پرانا مندر ہوتا ہے (جس کو وہ ڈھانے کے لیے آتا ہے) + (کیونکہ) اس کی غیرت (اللہ کے سوا) کسی اور کے حکم کو گوارا نہیں کرتی (نبی صرف احکام الھی کا پابند ہوتا ہے اور اس کے سوا ہر حکم کے بت کو پاش پاش کرنے کے لیے آتا ہے نبی کی غیرت غیراللہ کی حکومت کو برداشت ہی نہیں کر سکتی)۔

(3) اس کی یعنی منصب نبوت کی صحبت ہر خام کو پختہ بنا دیتی ہے + وہ زمانے کو نیا غوغا یا ولولہ دیتا ہے (زمانے میں انقلاب برپا کرتا ہے)۔

(4) نبوت (یا نبی) کا درس اللہ بس اور باقی ہوس (ہوتا ہے) تاکہ مرد حق (اللہ کے سوا) کسی اور کی قید

Marfat.com

میں نہ پڑجائے یعنی نبی صرف اللہ کو اپنا محبوب و مقصد اور معبود و مسجود بنانے کا درس دیتا ہے اور ہر اس بندھن کو توڑ دینے کے لیے کہتا ہے جو آدمی کو اس کے اس مقصد سے ہٹائے)۔

(5) اس کے نم سے انگور کی بیل کی شاخ کے اندر آگ یعنی شراب (پیدا ہو جاتی ہے) + اس کے دم سے خاک کی مٹھی یعنی جسم آدمی میں پاک جان (پیدا ہو جاتی ہے) مراد ہے نبی کی تعلیم و تدریس سے لوگوں کے اندر وہ خصوصیات ابھر آتی ہیں جو منشائے خالق ہیں۔

(6) وہ جبریل اور قرآن کا معنی ہے (یہاں خاص طور پر نبوت نبی آخر زماں صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے) + وہ اللہ کی فطرت کا نگہبان ہے (نبی کے جبریل اور قرآن کے معنی یا مفہوم ہونے سے مراد یہ ہے کہ نبی اللہ کے وجود اور اس کے ملائکہ کے اس کے کارکن ہونے پر دلیل ہوتا ہے نہ کسی نے خدا کو دیکھا ہے اور نہ جبریل کو لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت علم و عمل اور پیغام و سبق اس بات پر قوی اور یقینی دلیل ہے کہ واقعی خدا بھی ہے اور خدا کے فرشتے بھی ہیں وہ چلتا پھرتا قرآن ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی وحی بھیجنے والا بھی ہے اور کوئی وحی لانے والا بھی ہے دوسرے مصرع میں نبی کے فطرۃ اللہ کے نگہبان ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد اللہ کا دین ہے یا اس سے مراد انسان کی وہ فطرت ہے جس پر وہ پیدا کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سے ثابت ہے کہ ہر انسان اپنی فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے بعد میں ماحول اور تربیت اسے جو چاہے بنا دیتی ہے کسی شخص کا دین اسلام پر ہونا اور اس کے احکامات کو ماننا عین انسانی فطرت کے مطابق ہے اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسی فطرت پر قائم رکھنے اور قائم رہنے کی تلقین کرنے کے لیے آیا ہے کیونکہ ان کے بعد کسی اور نبی کو نہیں آنا اس لئے ان کو اللہ کی فطرت کا ہمیشہ کے لئے نگہبان کہنا درست اور حقیقت ہے)۔

(7) اس کی یعنی نبی کی حکمت مختلف قسم کے ہنر رکھنے والی عقل سے برتر ہوتی ہے + اس کے ضمیر سے ایک امت ظاہر ہوتی ہے (عقل انسانی خواہ لاکھ ہنر کیوں نہ رکھتی ہو اس سے غلطی کا امکان ہے اللہ کی وحی سے جو نبی پر آتی ہے کوئی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی اس لئے عقل پر وحی کو ترجیح دینی چاہیے نبی کی نبوت اور اس کے احکام وحی کو ماننے والے خود بخود ایک قوم بن جاتے ہیں مسلمان قوم کی بنیاد اسی لئے دین ہے نہ کہ اور کئی قسم کے باطلی نظریات جو کہ آج کل مسلمانوں میں پھیلائے جا رہے ہیں)۔

(8) نبی وہ حکمران ہوتا ہے جو تخت و تاج سے بے نیاز (ہوتا ہے) + وہ بے کلاہ بے سپاہ اور بے خراج (ہوتا ہے) (وہ بوریائے فقر پر بیٹھا لوگوں کے دل و دماغ پر حکمران ہوتا ہے)۔

(9) اس کی نگاہ سے خزاں کے موسم سے بہار کا موسم پیدا (ہو جاتا ہے) + ہر شراب کے مٹکے کی تلچھٹ اس کی شراب سے زیادہ تلخ ہو جاتی ہے (نبی کی نگاہ میں غیر معمولی تاثیر ہوتی ہے نبی مایوسی کو امید میں بدل دیتا ہے لوگوں کی زندگیوں میں خوش گوار تبدیلی پیدا کر دیتا ہے بدوؤں کو نیک غلاموں کو مولا اور گداؤں کو شہنشاہ کر دیتا ہے شراب میں مزید تلخی پیدا کرنے سے مراد یہ ہے کہ نبی ہر کمی کو پورا کر دیتا ہے ناقص کو مکمل خام کو پختہ اور ناکارہ کو کارہ بنا دیتا ہے)۔

(10) اس کی صبح کے وقت کی آہ میں زندگی ہے + کائنات اسکی صبح کی نمود سے تازہ (ہو جاتی ہے) یعنی نبی کی زندگی اور پیغام سے ایک نئی دنیا جنم لیتی ہے۔

Marfat.com

(11) اس کے طوفان کے زور سے بحر و بر خراب (ہو جاتے ہیں) یعنی وہ اپنے پیغام سے دنیا میں پہلے سے موجود باطل نظریات کو بہا کر لے جاتا ہے + اس کی نگاہ میں ایک انقلاب کا پیغام (ہوتا ہے)۔

(12) وہ لاخوف علیھم (ان پر کوئی خوف نہیں ہے) کا درس دیتا ہے + (وہ ایسا اس لیے کرتا ہے) تاکہ آدمی کے سینے میں اس کا دل رکھ دے (قرآن کریم میں ہے کہ آگاہ ہو جاؤ کہ بلاشبہ جو لوگ مرتبہ ولایت پر فائز ہو جاتے ہیں ان کی زندگی خوف اور حزن دونوں حالتوں سے پاک ہوتی ہے دیکھئے آیت 10-62= وہ نہ صرف دنیا میں بلکہ عقبیٰ میں بھی ان دونوں حالتوں سے محفوظ ہوں گے جو شخص اللہ کا نہیں ہوتا وہ ہر وقت طرح طرح کے خوف اور حزن میں مبتلا رہتا ہے جو اللہ کا ہو جاتا ہے وہ ان سے آزاد ہو جاتا ہے وہ خود کو تسلیم و رضا کے سپرد کر دیتا ہے جس سے نہ خوف خوف رہتا ہے نہ غم غم رہتا ہے آدمی کے سینے میں دل رکھنے سے مراد یہ ہے کہ اس کو دل خدا شناس اور دل خود شناس عطا کر دیتا ہے یہ غم اور خوف کے احساس سے آزاد ہونا اسی دل کی بنا پر ہوتا ہے)۔

(13) وہ یعنی نبی اس کو عزم تسلیم اور رضا سکھاتا ہے + اسے جہان میں چراغ کی مانند روشن کر دیتا ہے (جو خود بھی روشن ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی روشنی دیتا ہے)۔

(14) میں نہیں جانتا کہ وہ یعنی نبی کیا افسوں کرتا ہے + وہ بدن میں روح (کی حالت) کو بدل دیتا ہے (یہ سب کچھ نبی کی نگاہ اور صحبت سے ہو جاتا ہے)۔

(15) اس کی صحبت ٹھیکری کو موتی بنا دیتی ہے اس کی حکمت ہر خالی کو پر کر دیتی ہے۔

(16) (زندگی کے میدان کی دوڑ میں) پیچھے رہ جانے والے (یا زبردستوں کے پچھاڑے ہوئے) بندے کو (نبی کہتا ہے) کہ اٹھ + ہر پرانے معبود (کے بت) کو ریزہ ریزہ کر دے (ان تمام رکاوٹوں کو دور کر دے ان تمام ہاتھوں کو توڑ دے جنہوں نے تجھے معذور بنا رکھا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہو گا جب تو ایک خدا کو مان لے گا جب تو موحد بن جائے گا اور ہر غیر خدا کے بت کو توڑ دے گا اسے اپنے دماغ' دل اور نفس سے نکال دے گا اسی لیے ہر نبی توحید کا پیغام لے کر آیا ہے)۔

(17) مرد حق (ہو اور وہ) اس پرانے مندر یا اس پرانی دنیا یا اس پرانے زمانے کے جادو میں آچکا ہو (حیرت ہے) + (اے اللہ کے بندے اگر کہیں ایسی صورت پیدا ہو چکی ہے تو) اس دیر کہن کو ربی الاعلیٰ کے دو حرفوں سے توڑ دے (جب تو یہ اقرار کرے گا اور اس کا اعلان کر دے گا کہ اللہ پاک کا مرتبہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے تو ہر شے خود بخود تیرے تابع ہو جائے گی یہ دنیا تجھ پر سوار ہے خود بخود تیرے قدموں میں آ لگے گی اور تو اس پر سوار ہو جائے گا)۔

(18) اگر تو فقر چاہتا ہے تو تہی دستی (مال و دولت کے نہ ہونے سے) رنج نہ کر + عافیت حال میں ہے جاہ و مال میں نہیں ہے مراد ہے جب اللہ کا بندہ زبانی جمع خرچ کی بجائے واقعی اللہ کا غلام ہو جاتا ہے کلمہ طیبہ اس کا حال بن جاتا ہے وہ اللہ کے سوا ہر معبود سے واقعی چھٹکارا پا لیتا ہے عافیت (یا زندگی میں سکون) مال و دولت اولاد اور مرتبہ سے نہیں اللہ سے لو لگانے میں نصیب ہوتی ہے فقیر بوریا پر مطمئن اور بادشاہ تخت پر غیر مطمئن ہوتا ہے۔

(19) صدق' اخلاص' نیاز سوز اور درد (سے اطمینان قلب اور عافیت زندگی نصیب ہوتی ہے) + نہ کہ سونے' چاندی' روزگار اور سرخ و زرد یعنی طرح طرح کی دنیاوی نعمتوں اور آسائشوں سے۔

Marfat.com

(20) اے زندہ مرد تو کاؤس وکے سے گزر جا + اپنا طواف کر (بادشاہوں کے) محلوں کے گرد نہ گھوم (کاؤس وکے سے مراد جاہ و جلال والے ایرانی بادشاہ ہیں۔

(21) تو اپنے مقام سے دور گرا ہوا ہے + گدھ پن نہ کر تو تو شاہین کا جنا ہوا ہے (مراد ہے گدھوں کی طرح مردار نہ کھا زمین پر اپنا رزق تلاش نہ کر تو شاہین ہے فضاؤں میں اڑ اور ہواؤں میں پرندوں پر جھپٹ کیونکہ قدرت نے تجھے شاہین کا مقام عطا کیا ہے اس سے گر کر گدھ نہ بن)۔

(22) (کیا تونے دیکھا نہیں کہ) چھوٹا پرندہ باغ (کے درخت) کی شاخ کے اندر + اپنی مراد یا مرضی کے مطابق گھونسلہ بناتا ہے (تو کیوں دوسروں کا تابع ہے)۔

(23) تو کہ گردوں مسیر (آسمانوں کو اپنی میسر گاہ بنانے والی) فطرت رکھتا ہے + تو خود کو چھوٹے پرندے سے کم نہ لے یعنی نہ سمجھ (تو بھی اپنی زندگی کو اپنی مرضی کے تابع کر)۔

(24) ان نو آسمانوں کو یعنی جہان کو دوبارہ تعمیر کر + یعنی جہان کو اپنی مراد کے مطابق تعمیر کر (یہی اس کا دوبارہ تعمیر کرنا ہے)۔

(25) جب وہ حق کی رضا کے اندر فنا ہو جاتا ہے + (تو) بندہ مومن حق کی قضا ہو جاتا یعنی جو بندہ مومن چاہتا ہے خدا وہی کرتا ہے۔

(26) چاروں اطراف اپنی نیلے رنگ کی فضا کے ساتھ + اس کے ضمیر پاک سے باہر آتی ہیں مراد یہ ہے کہ بندہ مومن کی مرضی کے مطابق انتظام و انصرام کائنات چلتا ہے۔

(27) اپنے پرانے بزرگوں کی طرح (تو بھی) رضا میں فنا ہو جا (اپنی مرضی کو حق کی مرضی میں گم کردے) + سیپ سے اپنے موتی کو باہر لا یعنی اس طرح اپنی مخفی صلاحیت و قوت کو اجاگر کر اور اسے عملی جامہ پہنا۔

(28) اس سنگ و خشت یعنی مادی جہان کے اندھیرے میں + اپنی سرشت کے نور سے اپنی آنکھوں کو روشن کر (تو بے شک خاکی ہے لیکن فطرت تیری نوری ہے اپنی اس فطرت کو بروئے کار لا)۔

(29) جب تک تو حق کے جلال سے نصیب نہیں پائے گا + تو اس کے جمال سے بھی نصیب نہیں پائے گا (جس طرح خالق آدم میں جلال اور جمال کی دونوں صفات پائی جاتی ہیں اسی طرح یہ صفات آدم میں بھی موجود ہو سکتی ہیں کیونکہ آدم اللہ کی ان صفات کا مظہر ہے پہلے جلال حق کی صفت پیدا کر پھر جمال حق کی بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب جلال حق پیدا ہو جائے گا تو جمال حق بھی میسر آجائے گا جلال قوت کا اور جمال سکون کا مظہر ہے جلال رزم میں اور جمال بزم میں کام آتا ہے بندہ مومن میں جلال اور جمال کی دونوں صفتیں موجود ہوتی ہیں وہ دشمنوں پر شدید اور دوستوں پر رحیم ہوتا ہے)۔

(30) عشق و مستی کی ابتدا قاہری ہے + عشق و مستی کی انتہا دلبری ہے (جیسا کہ اس سے پہلے کے شعر میں واضح کیا گیا ہے پہلے جلال یا صفت قاہری سے غیر خدا کی نفی کی جاتی ہے جب اس صفت سے نقش غیر مٹ جاتا ہے تو باقی دلبری یا جمال رہ جاتی ہے محبوب کی دلبرانہ محبت سے فیض یاب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس سے پہلے ان تمام اسباب کا سختی سے قلع قمع کردیا جائے جو بزم محبوب کے جمال کو مکدر کر سکتے ہیں جس طرح بندہ مومن پہلے لا الہ کہہ کر ہر معبود باطل کو ختم کردیتا ہے اور پھر الا اللہ کہہ کر ایک معبود کا اثبات کرتا ہے اسی طرح وہ اپنے جلال سے کائنات میں جمال پیدا کرتا ہے)۔

(31) مرد مومن وجود کے کمالات میں سے ہے + صرف وہ وجود ہے اس کے سوا ہر شے نمود ہے (وجود نہیں رکھتی) اس شعر میں تصوف وجودی کی دو اصطلاحیں استعمال کر کے مومن اور غیر مومن کا تعارف کرایا گیا ہے وحدۃ الوجودی تصوف کے مطابق وجود صرف خالق کائنات کا ہے اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ موجود تو ضرور ہے لیکن وجود نہیں رکھتا کیونکہ ہر شے اللہ کی صفت تخلیق کی بنا پر معرض وجود میں آئی ہے اس لئے اس کو تجلی وجود تو کہہ سکتے ہیں حقیقی وجود کا نام نہیں دے سکتے اس کی نمود چونکہ وجود حقیقی کی بدولت ہوئی ہے اس لئے اسے ہم نمود تو کہہ سکتے ہیں لیکن وجود نہیں کہہ سکتے ہاں ایک بندہ مومن کی ہستی ضرور ہے جس پر ہم وجود مطلق کی طرح وجود کا اطلاق کر سکتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کا مظہر ہوتا ہے)۔

(32) اگر وہ یعنی بندہ حق یا کوئی بھی شخص بھی لا الہ سے سوز حاصل کرے تو سورج اور چاند اس کے ارادے یا مرضی کے بغیر گردش نہیں کر سکتے (لا الہ سے مراد ہے کہ کوئی اللہ یعنی معبود یا رب نہیں ہے الا اللہ سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنی جب ایک مرد مومن صرف اللہ کو مقصود و محبوب بنا لیتا ہے تو اللہ اس کو مقصود و محبوب بنا لیتا ہے اور جو اللہ کا مقصود و محبوب ہو اللہ اس کی مرضی کا خیال رکھتا ہے۔

حکمت فرعونی

حکمت ارباب دیں کردم عیاں — حکمت ارباب کیں را ہم بداں
حکمت ارباب کیں مکر است و فن — مکر و فن؟ تخریب جاں تعمیر تن!
حکمتے از بند دیں آزادہٗ — از مقام شوق دور افتادہٗ
مکتب از تدبیر او گیرد نظام — تا بکام خواجہ اندیشد غلام!
شیخ ملت با حدیث دلنشیں — بر مراد او کند تجدید دیں
از دم او وحدت قومے دو نیم — کس حریفش نیست جز چوب کلیم
وائے قومے کشتۂ تدبیر غیر — کار او تخریب خود، تعمیر غیر
می شود در علم و فن صاحب نظر — از وجود خود نگردد باخبر!
نقش حق را از نگین خود سترد — در ضمیرش آرزو ہا زاد و مرد
بے نصیب آمد ز اولاد غیور — جاں بہ تن چو مردہٗ در خاک گور
از حیا بیگانہ پیران کہن — نوجواناں چوں زناں مشغول تن
در دل شاں آرزو ہا بے ثبات — مردہ زایند از بطون امہات
دختران او بزلف خود اسیر — شوخ چشم و خود نما و خردہ گیر
ساختہ، پرداختہ، دل باختہ — ابرواں مثل دو تیغ آختہ
ساعد سیمین شاں عیش نظر — سینہ ماہی بموج اندر نگر
ملتے خاکستر او بے شرر — صبح او از شام او تاریک تر
ہر زماں اندر تلاش ساز و برگ — کار او فکر معاش و ترس مرگ

Marfat.com

منعمان او بخیل و عیش دوست غافل از مغز اند و اندر بند پوست
قوت فرمانروا معبود او در زیان دین و ایماں سود او
از حد امروز خود بیروں نجست روزگارش نقش یک فردانه بست
از نیاگاں دفترے اندر بغل الاماں از گفته ہاے بے عمل!
دین او عہد وفا بستن بغیر یعنی از خشت حرم تعمیر دیر
آه قومے دل ز حق پرداخته مرد و مرگ خویش را نشناخته

*

(1) میں نے ارباب دین کی حکمت ظاہر کردی ہے + (اب) کینہ یا دشمنی رکھنے والوں کی حکمت کو بھی جان لے (ارباب کیں سے مراد یہاں موسیٰ کے دشمن فرعون کی طرح کے وہ بر سر اقتدار لوگ ہیں جو بدی اور شر کے شہنشاہ ہیں)۔

(2) ارباب کیں کی حکمت مکر اور فن ہے (انکا) مکر و فن کیا ہے (ان کا مکر و فن) جان کی تخریب اور تن کی تعمیر ہے (وہ تن کی جملہ آسائشیں پیدا کرتا ہے مگر روح کو ناپید کرتا ہے)۔

(3) یہ ایسی حکمت ہے جو دین کی قید سے آزاد ہے + (یہ ایسی حکمت ہے) جو شوق کے مقام سے دور پڑی ہوئی ہے یعنی اس میں سوز و مستی کا نام و نشان تک نہیں ہے (اس حکمت میں مادہ پرستی تن پرستی اور شکم پرستی کے جملہ سامان ہیں لیکن دل کی تربیت اور روح کی نشوونما کا کوئی انتظام نہیں ہے)۔

(4) مکتب اس کے (مکر و فن) کی تدبیر سے نظام حاصل کرتا ہے + تاکہ غلام آقا کی مرضی کے مطابق سوچنے لگے (ہمارا نظام تعلیم مغرب کے ذہنی غلام پیدا کر رہا ہے یہی فرعونی حکمت کا مقصود ہے تاکہ کوئی مومن پیدا نہ ہو سکے)۔

(5) حکمت فرعونی کا کام یہ ہے کہ شیخ ملت یعنی قوم کے علما اور صوفیا دل کو لبھانے والی حکایتوں کو بیان کرکے + اس کی یعنی فرعونی حکمت کی مراد پر دین کی تجدید کرتے ہیں (وقت کے فرعونوں کو خوش کرنے کے لیے دین میں طرح طرح کی تاویلوں سے کام لیتے ہیں)۔

(6) (اس طرح) (اس کے یعنی شیخ ملت کے دم سے قوم کی وحدت دو ٹکڑے ہو جاتی ہے + اس کا کوئی (مد مقابل) نہیں ہے سوائے چوب کلیم کے حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے پاس فرعونی فریب اور طاقت کو توڑنے والا ایک معجزاتی عصا تھا جسے یہاں چوب کلیم کہا گیا ہے آج کے فرعونوں یا ان کے گماشتوں کا زور توڑنے کے لیے اس قسم کی ضرب کلیمی کی ضرورت ہے)۔

(7) افسوس ہے اس قوم پر جو دوسروں کی تدبیر کی کشتہ ہو (اس کو اپنائے ہوئے ہو یا اس پر فریفتہ ہو) + اس کا کام اپنی تخریب اور دوسروں کی تعمیر کرنا ہے۔

(8) (ایسی قوم) علم و فن میں صاحب نظر ہو جاتی ہے + (لیکن) اپنے وجود سے باخبر نہیں ہوتی۔

(9) (افسوس ہے ایسی قوم پر کہ جس نے دوسروں کی پیروی میں) حق کے نقش کو اپنے نگین سے صاف کر دیا + اس کے ضمیر میں آرزوئیں پیدا ہوئیں لیکن مر گئیں (اول تو ایسی قوم میں کوئی آرزو پیدا ہی نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو سرے نہیں چڑھتی)۔

(10) (ایسی قوم) غیرت والی اولاد سے بے نصیب ہوتی ہے + اس کے تن میں جان ایسے ہی ہوتی ہے

Marfat.com

جیسے کہ قبر میں مردہ۔

(11) (ایسی قوم) کے بڑے بڑے بوڑھے حیا سے بے گانہ (ہوتے ہیں) + اس کے نوجوان عورتوں کی طرح بدن کو (آراستہ پیراستہ کرنے) میں مشغول ہوتے ہیں۔

(12) انکے دلوں میں آرزوئیں پائیدار نہیں ہوتیں (ادھر پیدا ہوئیں ادھر مر گئیں + وہ ماں کے پیٹوں ہی سے مردہ پیدا ہوتے ہیں یہاں موت سے مراد جسمانی موت نہیں روحانی اخلاقی انسانی ملی اور غیرت کی موت ہے)۔

(13) (ایسی قوم کی) بیٹیاں اپنی ہی زلف میں اسیر ہیں + شوخ چشم اور خود نما اور دوسروں کے عیب نکالنے والی ہوتی ہیں۔

(14) (یہ لڑکیاں) اپنے بناؤ سنوار اور سنگھار میں مصروف اور دل کو ہارے ہوئے ہیں + ان کے ابرو دو تلواروں کی طرح کھنچے ہوئے ہوتے ہیں مراد ہے وہ جسم کی آرائش کی دلدادہ اور دل کی حفاظت نہ کرنے والی ہیں۔

(15) ان کی چاندی کی سی پنڈلیاں (لوگوں کے لئے) عیش نظر ہیں + دریا کی موج کے اندر مچھلی کے سینے کو دیکھ لے مراد ہے کہ وہ ایسے لباس میں ملبوث ہوتی ہیں کہ ان کے بدنوں تک کو دیکھا جا سکتا ہے۔

(16) (فرعون حکمت کی دلدادہ ملت) وہ ملت ہے جس کی مٹی میں کوئی چنگاری نہیں ہے + اس کی صبح اس کی شام سے زیادہ تاریک ہے۔

(17) وہ ہر وقت اپنے (آرام و آسائش) کے سامان کی تلاش میں لگی رہتی ہے + اس کا کام صرف روزی کی فکر کرنا اور موت سے ڈرنا ہوتا ہے۔

(18) (ایسی قوم کے) دولت مند کنجوس اور عیش دوست (ہوتے ہیں) + وہ مغز سے غافل ہیں اور پوست کی قید میں ہیں یعنی ان کو جسم کا علم ہے اور روح کا پتا نہیں شکم کو جانتے ہیں اور دل کو بھولے ہوئے ہیں ان کی ساری زندگی جسم کی فکر میں بسر ہو جاتی ہے۔

(19) حاکموں کی قوت ان کا معبود ہے (وہ خدا کی بجائے ان کے آگے جھکتے ہیں) + ان کا نفع دین اور ایمان کے نقصان میں ہے۔

(20) وہ اپنے آج کی حد سے باہر نہیں نکلے (انہیں کل کی کوئی فکر نہیں نہ دنیا کے کل کی اور نہ آخرت کے کل کی ان کو تو صرف ایک ہی فکر ہے کہ دنیا کا آج کس طرح آرام و آسائش اور عیش و عشرت سے گزرتا ہے) + ان کی زندگی نے آنے والی کل کا ایک نقش ثبت نہیں کیا (انہیں کل کی کوئی فکر نہیں ہے)۔

(21) ان کی بغل میں ان کے پرانے بزرگوں کا ایک دفتر ہے یعنی بہت سی کتب ہیں + خدا کی پناہ ان کی باتوں کی بے عملی سے (یعنی وہ بزرگوں کی کتابیں پڑھتے ہیں ان میں سے باتیں بھی بتاتے ہیں لیکن خود بے عمل ہیں)۔

(22) ان کا دین غیروں سے عہد وفا باندھنا ہے + یعنی وہ حرم کی اینٹ سے مندر تعمیر کرتے ہیں یعنی وہ دینی کتب سے حتیٰ کہ قرآن اور حدیث سے غیروں کے ساتھ سیاسی تہذیبی اور ثقافتی وغیرہ وابستگی کے درست ہونے کو نہ صرف ثابت کرتے ہیں بلکہ ایسا کرنے کی لوگوں کو تلقین بھی کرتے ہیں۔

Marfat.com

(23) آہ ہے (افسوس ہے) اس قوم پر جس نے حق سے دل اٹھالیا + جو مرگئی لیکن اس نے اپنی موت کو نہیں پہچانا۔

لا الہ الا اللہ

نہیں کوئی معبود مگر اللہ

پہلا بند

نکتہ می گویم از مردان حال امتاں را لا جلال الا جمال
لا و الا احتساب کائنات لا و الا فتح باب کائنات
ہر دو تقدیر جہان کاف و نون حرکت از لا زاید از الا سکوں
تا نہ رمز لا الہ آید بدست بند غیر اللہ را نتواں شکست
در جہاں آغاز کار از حرف لاست ایں نخستیں منزل مرد خداست
ملتے کز سوز او یک دم تپید از گل خود خویش را باز آفرید
پیش غیر اللہ لا گفتن حیات تازہ از ہنگامہ او کائنات
از جنونش ہر گریباں چاک نیست در خور ایں شعلہ ہر خاشاک نیست
جذبہ او در دل یک زندہ مرد می کند صد رہ نشیں را رہ نورد
بندہ را با خواجہ خواہی در ستیز؟ تخم لا در مشت خاک او بریز
ہر کرا ایں سوز باشد در جگر ہولش از ہول قیامت بیشتر
لا مقام ضرب ہاے پے بہ پے ایں غور عد است نے آواز نے
ضرب او ہر بود را سازد نبود تا بروں آئی گرداب وجود

*

(1) میں تمہیں مردان حال کا ایک نکتہ (رمز کی باریک بات) بتاتا ہوں + امتوں کے لئے لا جلال اور الا جمال (ہے) مراد یہ ہے کہ اہل تصوف کی محبت سے مجھے یہ رمز ہاتھ آئی ہے کہ جب کوئی قوم کلمہ طیبہ کا اقرار کرنے کے بعد اسے دل و نگاہ پر وارد کر لیتی ہے تو اس میں جلال و جمال کی صفات پیدا ہو جاتی ہیں جب وہ خدا کے سوا ہر معبود کی نفی کرتی ہے تو قہاری کی مظہر ہوتی ہے یہی اس کا جلال ہے جب وہ ہر معبود کے انکار کے بعد ایک معبود یعنی اللہ کا اثبات کرتی ہے تو وہ دلبری کی مظہر ہوتی ہے یہی اس کا جمال ہے۔

(2) لا اور الا یعنی لا الہ الا اللہ کائنات کا احتساب ہے + لا اور الا کائنات کے دروازے کا فتح کرنا ہے (جب کوئی قوم لا الہ الا اللہ کو نیا حال بنا لیتی ہے تو اس میں بے پناہ قوت پیدا ہو جاتی ہے جس کے آگے کائنات سر تسلیم خم کر دیتی ہے)۔

(3) دونوں یعنی لا اور الا جہان کاف دنون یعنی اللہ کے لفظ کن کہنے پر پیدا ہونے والے جہان کی تقدیر

Marfat.com

ہیں + لا سے حرکت (پیدا ہوتی ہے) اور الا سے سکون (پیدا ہوتا ہے) مراد ہے لا الہ کہنے سے آدمی کے اندر باطل کے خلاف عمل پیدا ہونے کی حرکت پیدا ہوتی ہے اور الا اللہ کہنے سے حق کے ساتھ مجلس آرا ہونے کی رغبت پیدا ہوتی لا سے جلال اور الا سے جمال کی شان پیدا ہوتی ہے بندہ مومن لا رزم میں اور الا بزم میں لاتی ہے۔

(4) جب تک لا الہ کی رمز ہاتھ نہیں آتی + غیر اللہ کے بندھنوں (زنجیروں) کو نہیں توڑا جا سکتا (لا الہ کی رمز لا موجود الا اللہ ہے (یعنی اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں ہے کے اقرار میں پوشیدہ ہے)۔

(5) جہان میں کام کا آغاز حرف لا سے ہے + یہ مرد خدا کی پہلی مرضی ہے مراد یہ ہے کہ مرد خدا سب سے پہلے غیر اللہ کی نفی کرتا ہے جب تک ہر غیر اللہ کی نفی نہیں کی جاتی اگلا قدم اٹھانا بے سود ہے۔

(6) وہ ملت جو اس کے سوز سے ایک دم کے لیے تڑپی + اس نے اپنی مٹی سے خود کو دوبارہ پیدا کر لیا (جب کسی شخص میں یہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں تو وہ اپنی قدرتی پیدائش کے علاوہ ایک نیا جنم اختیار کر لیتا ہے اور اس طرح وہ دوسروں کو بھی نئی زندگیاں اختیار کرنے کے علم و عمل سے آشنا کر دیتا ہے جب افراد اس شان کو اختیار کر لیتے ہیں تو پوری قوم کی یہ شان ہو جاتی ہے)۔

(7) غیر اللہ کے سامنے لا کہنے میں زندگی ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی کیسا اور کتنا کیوں نہ ہو اسے ہیچ سمجھنا اور اس کے سامنے اللہ برحق کا اقرار کرنا یہ زندگی ہے یہ وہ نئی زندگی ہے جس کی طرف اوپر اشارہ ہوا ہے + اس کے یعنی غیر اللہ کا اقرار کرنے والے ایسے شخص سے کائنات میں ہنگامے تازہ ہوتے ہیں (کائنات کی زندگی اور رونق اس سے ہے)۔

(8) اس کے جنوں سے ہر گریباں چاک ہو جاتا ہے) + ہر گھاس کا تنکا اس شعلے کے قابل نہیں ہے (کوئی اہل ہو تو اس کو نوازا جاتا ہے)۔

(9) اس کا جذبہ ایک زندہ مرد کے دل میں (جب پیدا ہو جاتا ہے تو وہ زندہ مرد) سینکڑوں راستے میں بیٹھے ہوؤں کو راہ پر چلا دیتا ہے (اور منزل تک پہنچا دیتا ہے)۔

(10) تو چاہتا ہے کہ غلام آقا سے جنگ آزما ہو جائے + (اگر ایسا ہے تو) اس کی مٹی میں لا کا بیج ڈال (اسے غیر اللہ سے نہ صرف بے نیاز کر دے بلکہ اس سے برسرپیکار ہونے کا اس میں عزم و عمل پیدا کر دے)۔

(11) ہر وہ شخص جس کے جگر میں یہ یعنی لا کا سوز ہو + اس کا ہول (ڈر لوگوں کے دلوں میں) قیامت کے ڈر سے زیادہ ہوتا ہے۔

(12) لا مسلسل (پے در پے) ضربوں کا مقام ہے + یہ بجلی یا بادل کی کڑک کی آواز ہے نہ کہ بنسری کی آواز۔

(13) اس کی ضرب ہر بود کو نابود کر دیتی ہے + تاکہ تو وجود کے گرداب سے باہر آجائے مراد ہے کہ مرد حق لا کی ضرب سے کائنات میں موجود ہر باطل وجود سے باہر نہیں نکلا جائے گا بندہ بندہ کائنات رہے گا بندہ خدا نہیں بنے گا بندہ خدا بننے کے لیے لا موجود الا اللہ کی ضرب سے خود کو کائنات کے وجود سے باہر لایا جا سکتا ہے۔

Marfat.com

دوسرا بند

با تو میگویم ز ایامِ عرب تا بدانی پختہ و خامِ عرب
ریز ریز از ضربِ او لات و منات در جہات آزاد از بندِ جہات
ہر قبائے کہنہ چاک از دستِ او قیصر و کسریٰ ہلاک از دستِ او
گاہ دشت از برق و بارانش بدرد گاہ بحر از زورِ طوفانش بدرد
عالمے در آتشِ او مثلِ خس ایں ہمہ ہنگامہ لا بود و بس
اندریں دیرِ کہن پیہم تپید تا جہانے تازۂ آمد پدید
بانگِ حق از صبح خیزیہائے اوست ہر چہ ہست از تخمِ ریزیہائے اوست
اینکہ شمعِ لالہ روشن کردہ اند از کنارِ جوئے او آوردہ اند
لوحِ دل از نقشِ غیر اللہ شست از کفِ خاکش دو صد ہنگامہ رست

*

(1) میں تمہیں عرب کے ایام کے بارے میں بتاتا ہوں + تاکہ تو عرب کے پختہ اور خام سے آگاہ ہو جائے (عرب کے ایام سے مراد عرب والوں کے گزشتہ حالات ہیں)۔

(2) (ایک وقت تھا کہ ان عربوں کی) ضرب سے (کعبہ میں رکھے ہوئے) لات اور منات کے بت ریزہ ریزہ ہو گئے تھے + وہ جہات میں یعنی جہان میں رہتے ہوئے جہان آزاد تھے (دنیا پر سوار تھے دنیا کو خود پر سوار نہیں کر رکھا تھا دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے آزاد تھے)۔

(3) ان کے ہاتھوں سے ہر پرانی قبا چاک (ہو گئی تھی) یعنی انہوں نے پرانی سیاسی اقتصادی معاشرتی تہذیبی ثقافتی اور مذہبی اقتدار کو مٹا کر ایک نئے جہان کی بنیاد رکھی تھی اپنے وقت کی بڑی بڑی جابر حکومتوں کو تہس نہس کر دیا تھا + ان کے ہاتھوں سے (رومن سلطنت کے) قیصر اور (ایرانی سلطنت کے) کسریٰ بادشاہ ہلاک ہو گئے تھے)۔

(4) کبھی بیابان اسکے (جاہ و جلال اور ترک و تاز) کی بارش اور بجلیوں سے درد میں تھا + (اور) کبھی اس کے (لشکروں کی یورش) کے طوفانوں سے بحر و بر درد میں تھے یعنی وہ کوہ و دشت اور بحر و بر کو روندتے ہوئے اور اپنے مذہبی اور تہذیبی علم بلند کرتے ہوئے وندنا رہے تھے خشکی و تری بیابان و گلزار غرض کہ ہر میدان ان سے لرزتے تھے۔

(5) سارا جہان ان کی آگ میں تنکے کی مانند تھا (آخر ایسا کیوں تھا) یہ صرف لا کا ہنگامہ تھا اور بس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بت پرست عرب صحرا نشینوں کو لا الہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کا درس دیکر ہر غیر اللہ پر ضرب لگانے ہر غیر اللہ کو شکست و ریخت سے دوچار کرنے اور ہر جگہ اللہ کا نقش قائم کرنے پر مجبور کر دیا اور وہ اس مقصد عظیم کو لے کر نہ صرف یہ کہ ساری دنیا پر چھا گئے بلکہ جس نقش کو وہ قائم کرنا چاہتے تھے اسے سینہ کائنات پر ثبت بھی کر دیا)۔

(6) وہ اس پرانے جہان میں (لا الہ الا اللہ (کا نقش ثبت کرنے کے لیے) مسلسل تڑپتے رہے (سرگرم عمل رہے) + تا آنکہ انہوں نے ایک نیا جہان پیدا کر دیا جو توحید کا نقش لئے ہوئے تھا جہاں ہر غیر اللہ نیست

Marfat.com

ونابود ہو چکا تھا۔

(7) (دنیا میں جہاں کہیں بھی) حق کی آواز بلند ہے وہ ان کی صبح خیزی کی وجہ سے ہے + جو کچھ بھی (توحید کے سلسلے میں نظر آرہا ہے) وہ ان کی تخم ریزی کی وجہ سے ہے۔

(8) یہ جو (باغ دنیا میں) لالے کے پھول کی شمع روشن کی گئی ہے یعنی توحید کا نور نظر آتا ہے (اس لالے کو) اس کی ندی کے کنارے سے لایا گیا ہے یعنی دنیا میں حق جہاں کہیں بھی نظر آرہا ہے وہ ان عرب صحرا نشینوں کے طفیل ہے جن کی تربیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور ان تربیت یافتہ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر مشرق و مغرب کی تربیت کی۔

(9) (ان تربیت یافتہ عربوں نے) دل کی تختی کو غیر اللہ کے نقش سے پاک کر دیا (دھو ڈالا) + (جس کے نتیجے میں) ان کی کف خاک سے یعنی ان آب و گل کے بنے ہوئے انسانوں کے (عزم و عمل سے دنیا میں) دو صد ہنگامے یعنی بہت سے پیدا ہوئے (صرف سیاسی ہی نہیں بلکہ ہر قسم کے انقلابات سے دنیا دو چار ہو گئی)۔

تیسرا بند

ہم چناں بینی کہ در دور فرنگ　　بندگی با خواجگی آمد بجنگ
روس را قلب و جگر گردیدہ خوں　　از ضمیرش حرف لا آمد بروں
آں نظام کہنہ را برہم زدست　　تیز نیشے بر رگ عالم زد است
کردہ ام اندر مقاماتش نگہ　　لا سلاطیں' لا کلیسا' لا الٰہ
فکر او در تند باد لا بماند　　مرکب خود را سوئے الا نراند
آیدش روزے کہ از زور جنوں　　خویش را زیں تند باد آرد بروں
در مقام لا نیا ساید حیات　　سوئے الا می خرامد کائنات
لا و الا ساز و برگ امتاں　　نفی بے اثبات مرگ امتاں
در محبت پختہ کے گردد خلیل　　تا نگردد لا سوئے الا دلیل
اے کہ اندر حجرہ ہا سازی سخن　　نعرۂ لا پیش نمرودے بزن
ایں کہ می بینی نیرزد باد و جو　　از جلال لا الٰہ آگاہ شو
ہر کہ اندر دست او شمشیر لاست　　جملہ موجودات را فرمانرواست

*

(1) اسی طرح تو دیکھے گا کہ فرنگیوں کے دور میں + غلامی آقائی سے جنگ آزمائی ہوئی یعنی یورپ والوں نے کئی علاقوں کو فتح کیا لوگوں کو غلام بنایا پھر ایک وقت آیا کہ یہی غلام ان کے خلاف نبرد آزما ہو گئے۔

(2) روس کا دل اور جگر خون ہوا (وہاں انقلاب آیا زار روس کی سلطنت ختم ہوئی اور کیمونزم نے غلبہ پایا) + اس کے ضمیر سے لا کا حرف باہر آیا (روسیوں نے ہر چیز کی نفی کر دی نہ خدا نہ مذہب نہ بادشاہ نہ جاگیر اور نہ اخلاق کیمونزم نے ہر چیز کی نفی کر دی اور صرف محنت اور مزدوری کا اثبات کیا یہ لا تعمیر کی

Marfat.com

بجائے تخریب کا سبب بنا کیونزم نے ایک خدا کا انکار کردیا اور کئی خداؤں کو جنم دیا جن کے سامنے بچارے مزدوروں کسانوں غریبوں اور بے بس انسانوں کو جھکنا پڑا اس طرح پیٹ تو کیا بھرتا ان کی عزت نفس تک باقی نہ رہی اگر کیمونزم لا الہ کا وہ نقش ثبت کرتا جس کے بعد الا اللہ کا نقش ابھرتا تو آج کیمونسٹ دنیا کی حالت ہی کچھ اور ہوتی اے کاش کیمونزم والے کیمونزم کو مسلمان کرسکتے)۔

(3) روس میں کیمونزم کے نفاذ نے) اس کے پرانے نظام کو تہ و بالا کردیا ہے + اس نے عالم کی رگ پر ایک تیز نیش مارا ہے اشتراکیوں نے بہ جبر اور ہزاروں قسم کے ظلم روا رکھ کر قدیم شاہی نظام کی جگہ کیمونزم کا بے خدا بے اخلاق اور بے نور نظام نافذ کردیا)۔

(4) میں نے اس کے یعنی روس اور اس میں نافذ کیمونزم کے نظام کے مقامات میں نگاہ کی ہے + اس نے لا سلاطین (کوئی بادشاہ نہیں ہے) لا کلیسا (کوئی گرجا یعنی مذہب نہیں ہے) کوئی الہ (کوئی خدا یا معبود نہیں ہے کا (نعرہ لگایا ہے)۔

(5) اس کی فکر لا کی تیز ہوا میں رہ گئی + اس نے اپنے گھوڑے کو الا کی طرف نہ چلایا (لا الہ یعنی ہر اللہ کی نفی کے بعد روس الا اللہ یعنی ہاں ایک اللہ یا الہ ہے کی طرف نہ آیا)۔

(6) (وہ الا اللہ کی طرف آئے گا) جس روز کہ وہ جنوں کے زور سے + خود کو اس تیز ہوا سے یعنی لا کے چکر سے نکال لے گا۔

(7) زندگی لا کے مقام پر آرام نہیں کرتی + کائنات الا اللہ کی طرف جاتی ہے مراد یہ ہے کہ لا الہ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) کا اعلان کرکے قدرتی طور پر الا اللہ (اللہ کے سوا یعنی اللہ معبود ہے) کی طرف دھیان جاتا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہمارا خالق رب اور معبود کوئی نہ ہو ساری کائنات اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کوئی خالق ہے)۔

(8) لا اور الا امتوں کا سازو سامان ہے + بغیر اثبات یعنی الا کے نفی یعنی لا امتوں کی موت ہے (جیسا کہ بے دین معاشرہ سے ظاہر ہے کیمونزم ہی کو دیکھ لیجئے اس نے ملکوں کو جنگل کے قانون کے سوا کچھ نہیں دیا یہ لا میں پھنسا رہا اگر الا کی طرف آتا تو انسانی قانون اور انسانی معاشرے کی تخلیق کرتا انسانی معاشرے کے لیے نفی و اثبات یا لا و الا دونوں کی ضرورت ہے)۔

(9) حضرت خلیلؑ محبت میں پختہ کیسے ہوں گے + جب تک لا (نفی) الا (اثبات) کی طرف جانے کی دلیل نہیں بنے گا (حضرت ابراہیم خلیل اللہ ایک برگزیدہ پیغمبر ہوئے ہیں جن کی قوم بتوں کو پوجتی تھی اس قوم کا بابا آذر نام کا ایک شخص تھا جو اسے بت پرستی میں لگائے ہوئے تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے اس بابا کی اور اس کے نظریہ کی نفی کی اور سب باطل معبودوں کو توڑ دیا پھر اللہ کے اثبات کی طرف قوم کو لائے۔

(10) اے وہ شخص جو حجرے (تنہائی) میں بیٹھا باتیں بنا رہا ہے + (حجرے سے باہر آ اور اپنے وقت کے) نمرود کے آگے لا کا نعرہ لگا (تو یہ کہہ کہ اے نمرود تو جو خدا بنا ہوا ہے میں اس کی نفی کرتا ہوں تیری خدائی کو آگے بڑھانے والے تیری قوم کے بابا آذر کی نفی کرتا ہوں اور پھر الا کا نقش ثبت کرکے فطرت کے مقاصد کو بروئے کار لا)۔

(11) یہ کچھ تو دیکھتا ہے وہ جو کے برابر قیمت نہیں رکھتا + لا الہ کے جلال سے آگاہ ہو مراد یہ ہے کہ

Marfat.com

جب تک پہلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کا نعرہ لگا کر کائنات کے باطل خداؤں کو پاش پاش نہیں کیا جائے گا سب کچھ بے کار ہے لا الٰہ میں وہ جلال ہے کہ اسکے آگے ہر غیر اللہ جھک جاتا ہے اور مٹ جاتا ہے۔

(12) ہر وہ شخص جس کے ہاتھ میں لا (لا الٰہ کوئی معبود نہیں) کی تلوار ہے + وہ ساری موجودات کا فرماں روا ہے (کیونکہ جب وہ ہر شئے کی نفی کر دیتا ہے اور الا اللہ کہہ کر خدا کا اثبات کر دیتا ہے تو ہر چیز نہ صرف یہ کہ اس کے لیے ہیچ ہو جاتی ہے بلکہ اس کی خادم بھی بن جاتی ہے ظاہر ہے جو شخص خدا کا ہو جائے گا ہر شئے اس کی ہو جائے گی کیونکہ ہر شئے خدا کی شے ہے جو شخص خدا کا حکم مانے گا ہر شے اس کا حکم مانے گی کیونکہ ہر شے خدا کے تابع ہے۔

فقر

تعارف: فقر کے کئی لغوی اور اصطلاحی معنی ہیں یہاں یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث الفقرو فخری (فقر میرا فخر ہے) کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے تصوف یا درویشی اور ولایت یا طریقت اسی کے دوسرے نام ہیں یہاں فقر سے مراد غریبی عاجزی اور بے کسی نہیں بلکہ اللہ کے سوا ہر چیز سے بے نیازی اور استغنا مراد ہے یہ رہبانیت سے بھی یکسر مختلف ہے فقر دنیا ترک کرنا نہیں سکھاتا دنیا پر حکمران ہو کر اسے اپنے تابع بنانے کا گر بتاتا ہے مزید آگے شعروں میں دیکھیے۔

پہلا بند

چیست فقر اے بندگان آب و گل   یک نگاہ راہ بیں، یک زندہ دل
فقر کار خویش را سنجیدن است   بر دو حرف لا الٰہ پیچیدن است
فقر خیبر گیر با نان شعیر   بستۂ فتراک او سلطان و میر
فقر ذوق و شوق و تسلیم و رضاست   ما امینیم ایں متاع مصطفیٰ ست
فقر بر کر و بیاں شبخوں زند   بر نوامیس جہاں شبخوں زند
بر مقام دیگر اندازد ترا   از زجاج الماس می سازد ترا
برگ و ساز او ز قرآن عظیم   مرد درویشے نہ گنجد در گلیم
گرچہ اندر بزم کم گوید سخن   یک دم او گرمی صد انجمن
بے پراں را ذوق پروازے دہد   پشہ را تمکین شہبازے دہد
با سلاطیں در فتد مرد فقیر   از شکوہ بوریا لرزد سریر
از جنوں می افگند ہوے بہ شہر   وارہاند خلق را از جبر و قہر
می نگیرد جز باں صحرا مقام   کاندر و شاہیں گریزد از حمام
قلب او را قوت از جذب و سلوک   پیش سلطاں نعرۂ [illegible]

Marfat.com

آتش ما سوز ناک از خاک او شعلہ ترسد از خس و خاشاک او
برنیفتد ملتے اندر نبرد تا در و باقیست یک درویش مرد
آبروئے ما ز استغنائے اوست سوز ما از شوق بے پروائے اوست
خویشتن را اندر ایں آئینہ بیں تا ترا بخشند سلطان مبیں
حکمت دیں دل نوازی ہائے فقر قوت دیں بے نیازی ہائے فقر

*

(1) اے آب و گل کے (بنے ہوئے) بندو (کیا تمہیں خبر ہے کہ) فقر کیا ہے + (فقر نام ہے) ایک راہ میں نگاہ (اور) ایک زندہ دل کا مراد ہے فقیر کے پاس صحیح علم و عرفان کے ذریعے حق تعالیٰ کو پہچاننے اور اس تک پہنچنے کی بصیرت موجود ہوتی ہے اور اس کا دل انوار الٰہی کی تجلیات کا مرکز ہوتا ہے یہ دل زندگی ہے نہ کہ وہ جو طبیب کہتے ہیں۔

(2) فقر اپنے کام یا عمل کو تولنے کا نام ہے + (فقر) لا اللہ کے دو حروف کے گرد طواف کرنے کا نام ہے مراد ہے فقیر اپنے ہر سکون ہر حرکت ہر خیال ہر فکر اور ہر عمل کو شریعت اور رضائے الٰہی کے ترازو میں تولتا ہے تاکہ یہ دیکھے کہ اس کا وزن درست ہے یا نہیں فقیر لا الہٰ الا اللہ کا (کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا) کا صرف زبان و دل سے اقرار ہی نہیں کرتا بلکہ اپنے فکر و عمل کے ساتھ اس کی کلی مطابقت پیدا کرتا ہے وہ اس کا عملی نمونہ ہوتا ہے۔

(3) فقر جو کی روٹی کھا کر قلعہ خیبر فتح کرنے والا (ہوتا ہے) + بادشاہ اور امیر اسکی فتراک میں بندھے ہوئے ہوتے ہیں مراد یہ ہے کہ حضرت علی جنہوں نے خیبر کا قلعہ فتح کیا تھا فقر نے یہ قوت فاتحانہ پیدا کی تھی ورنہ وہ تو جو کی روٹی کھا کر گزارا کیا کرتے تھے جو جسمانی طاقت کیا پہنچا سکتی ہے جس طرح شکاری کے گھوڑے سے لٹکے ہوئے لوہے کے چھلے (فتراک) میں شکار بندھے ہوئے ہوتے ہیں اسی طرح دنیا کے بادشاہ اور امیر فقیر کے قدموں میں ہوتے ہیں۔

(4) فقر (کیا ہے) ذوق اور شوق اور تسلیم اور (رضا کا نام ہے) + ہم تو امین ہیں یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال ہے مراد یہ ہے کہ فقر عشق الٰہی میں گم ہو جانے کا نام ہے فقر کی نعمت ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہے اس امانت کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے ہمیں نہ صرف عشق الٰہی اور شیوہ تسلیم و رضا اختیار کر کے بلکہ نعمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری اور حفاظت کر کے فقر کو قائم اور دائم رکھنے کی تدبیر کرنی چاہیے۔

(5) فقر فرشتوں پر شبخون مارتا ہے + فقر جہان کے اندر پوشیدہ قوتوں پر شبخون مارتا ہے (فقر عالم ملکوت سے بھی آگے عالم لاہوت میں پہنچ جاتا ہے فرشتوں سے کہیں آگے نکل جاتا ہے فقر زمان و مکان پر حکمران ہو جاتا ہے)۔

(6) (فقر) تجھے کسی اور مقام پر پھینک دیتا ہے + تجھے زجاج (شیشے) سے الماس بنا دیتا ہے (فقر آب و گل کے بنے ہوئے آدمی کو مظہر صفات الٰہی بنا کر نیابت الٰہی کے مقام پر لے جاتا ہے چکنا چور ہو جانے والے شیشے کو جوہر الماس عطا کر دیتا ہے ہیرا بنا دیتا ہے جو شیشے کو کاٹ سکتا ہے کائنات کے تخت پر خلیفۃ الارض بنا کر بٹھا دیتا ہے جملہ مخلوق اس کے تابع ہو جاتی ہے زمان و مکاں پر وہ قابو پالیتا ہے)۔

Marfat.com

(7) اس کا برگ و ساز قرآن عظیم ہے درویش مرد گودڑی میں نہیں کماتا (مرد فقیر جو کچھ حاصل کرتا ہے یا وہ جو کچھ بنتا ہے اس کا منبع قرآن کریم ہے وہ بیٹھا بوریائے فقر پر ہوتا ہے لیکن کائنات اس کے قدموں میں ہوتی ہے۔

(8) اگرچہ وہ یعنی مرد فقیر بزم میں بہت کم بات کرتا ہے یا (بات نہیں کرتا ہے) + لیکن اس کا ایک دم سو انجمنوں کی گرمی ہے (وہ اپنی ایک دم کی صحبت سے فقیر وہ کچھ کردیتا ہے جو کئی انجمنیں اور ان کے ہنگامے مل کر نہیں کرسکتے)۔

(9) (مرد فقیر) بے پروں کو پرواز کا ذوق عطا کرتا ہے + وہ مچھر کو شاہین کی تمکنت بخشتا ہے (وہ ضعیفوں کو طاقت اور غلاموں کو آقا اور گداؤں کو شہنشاہ کردیتا ہے)۔

(10) (مرد فقیر) وقت آنے یا ضرورت پڑنے پر) بادشاہوں سے ٹکر لے لیتا ہے + اس کے بوریا کے شکوہ سے تخت لرزتے ہیں۔

(11) (مرد فقیر) اپنے جنوں سے شہر میں ہائے و ھو برپا کردیتا ہے (سوئے ہوؤں کو جگا دیتا ہے مقصد زندگی حاصل کرنے کے لیے + اور خلق کو خدا کو (وڈیروں امیروں اور زبردستوں کے) جبر اور قہر سے نجات دلادیتا ہے۔

(12) وہ اس صحرا کے سوا کہیں مقام نہیں بناتا + جہاں شاہین کبوتر سے بھاگتا ہو (وہ کمزوروں میں طاقت اور کبوتروں میں شاہین کا ولولہ جب تک پیدا نہیں کردیتا اس جگہ قیام نہیں کرتا)۔

(13) اسکے دل کی قوت جذب و سلوک کی وجہ سے ہے + سلاطین کے سامنے اس کا نعرہ لا ملوک ہے یعنی کوئی بادشاہ نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے حقیقی بادشاہ صرف وہی ہے یہ بے باکی اور جرآت اس میں عشق الٰہی سے پیدا ہوتی ہے۔

(14) ہمارے اندر جو آگ ہے اس کی حرارت اس کی وجہ سے ہے (اگر فقر نہ ہو تو ہم مٹی کے مجسمے ہیں اور کچھ نہیں ہیں) + اس کے خس و خاشاک سے شعلہ بھی ڈرتا ہے (مرد فقیر لوگوں میں دین کی حرارت پیدا کرتا ہے اور ایسے لوگوں سے بڑے بڑے زبردست بھی ڈرتے ہیں)۔

(15) کوئی ملت (آپس میں) لڑائی جھگڑا یا خانہ جنگی میں نہیں پڑتی + جب تک اس میں ایک مرد درویش بھی باقی ہے (وہ اپنی دینی سوجھ بوجھ اخلاقی اثر و روح صلح کل کے نادر اصول اور روحانی قوتوں کے نفوذ سے ایسا ہونے نہیں دیتا اس کی خیر و برکت ہی ایسی ہوتی ہے کہ اس قسم کے فساد کی نوبت ہی نہیں آتی جس ملت کے لوگ آپس میں دست و گریباں ہیں سمجھیں کہ اس میں کوئی درویش یا فقیر نہیں ہے وہ درویش جس کا معیار فقیری علامہ نے بتایا ہے ورنہ چھوٹے موٹے درویشوں کا ہونا اور بات ہے بات جنگل کے بادشاہ ببر شیر کی ہے ہرنوں ریچھوں چیتوں بھیڑیوں کی نہیں)۔

(16) ہماری آبرو اس کے استغنا کی بدولت ہے + ہمارا سوز اس کے بے پروا شوق کی وجہ سے ہے۔

(17) خود کو اس آئینہ کے اندر دیکھ تاکہ تجھے (کارکنان قضا و قدر) سلطان مبین عطا کریں (قرآن کی ایک آیت میں ہے کہ تم زمین و آسمان کے کناروں سے نہیں نکل سکتے بغیر سلطان کے یہ سلطان جو مبین یعنی روشن اور بغیر دلیل کے ظاہر ہے بڑا حقیقت کے پاس ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ اسپ کائنات پر سوار ہوتا ہے تو بھی اس کو فقر سے استوار رابطہ پیدا کرکے حاصل کر)۔

Marfat.com

(18) دین کی حکمت (کیا ہے) فقر کی دل نوازیاں ہیں + قوت دین (کیا ہے؟) فقر دین کی بے نیازیاں ہیں (ملت میں حکمت یا دانش جو پاکیزہ ترین اخلاقی نصب العین کی ضامن ہیں اور قوت جو سیاسی اور دوسرے ہر قسم کے غلبہ سے تعلق رکھتی ہے صرف فقر کی وجہ سے کیوں اور کیسے اگر اس کا علم نہیں تو یہ کسی اہل ذکر فقیر سے پوچھیں)۔

دوسرا بند

مومناں را گفت آں سلطان دیںؒ
مسجد من ایں ہمہ روے زمیں'
الاماں از گردش نہ آسماں
مسجد مومن بدست دیگراں
سخت کوشد بندۂ پاکیزہ کیش
تا بگیرد مسجد مولاے خویش
اے کہ از ترک جہاں گوئی مگو
ترک ایں دیر کہن تسخیر او
راکبش بودن ازو وارستن است
از مقام آب و گل برجستن است
صید مومن ایں جہان آب و گل
باز را گوئی کہ صید خود بہل؟
حل نشد ایں معنی مشکل مرا
شاہیں از افلاک بگریزد چرا
واے آں شاہیں کہ شاہینی نکرد
مرغکے از چنگ او نامد بدرد
درکنا ے ماند زار و سرنگوں
پر نہ زد اندر فضاے نیلگوں

*

(1) مومنوں کو اس سلطان دین یعنی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا + یہ ساری زمین میری مسجد ہے۔

(2) نو آسمانوں کی گردش سے (اللہ) امان میں رکھے + مومنوں کی مسجد (آج) دوسروں یعنی کافروں کے قبضہ میں ہے (اگر ہم مومن ہوتے تو غالب ہم ہوتے کافر نہیں روئے زمین پر ہمارے حاکمانہ قدم ہوتے کافروں کے نہیں ایسا نہ ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ ہم حقیقی معنوں میں مومن نہیں ہیں)۔

(3) پاکیزہ ملک رکھنے والا (اللہ کا) بندہ سخت کوشش (محنت اور جدوجہد) کرتا ہے + تا آنکہ وہ اپنے مولا کی مسجد کو لے لیتا ہے یعنی دوسروں کے قبضے میں نہیں جانے دیتا۔

(4) اے کہ تو جہان کو ترک کرنے (اور جدوجہد سے دور رہنے) کے متعلق بات کر رہا ہے ایسا نہ کہہ + اس پرانے مندر یعنی دنیا کے ترک کرنے کے مقصد (دراصل اس کا) تسخیر کرنا ہے (نہ کہ اس سے بے تعلق ہو کر بے عملی کی زندگی بسر کرنا) تسخیر کائنات کو ترک کائنات اس پہلو سے کہا ہے کہ مومن پہلے کائنات کی تسخیر کرتا ہے پھر اسے اپنے ذاتی مفاد کے لیے نہیں اللہ کی رضا اور اللہ کے بندوں کی خدمت کے لیے استعمال کرتا ہے مومن کا ترک دنیا یہ ہے کہ یعنی اپنے مفادات اور اپنی اغراض و خواہشات کو اللہ کی مرضی اور بندوں کی خدمت کے تابع کر دینا نہ کہ دنیا سے بے تعلق ہو کر بیٹھ جانا جیسا کہ دوسرے مذاہب میں ہے)۔

(5) (ترک دنیا جو مومن کرتا ہے اسکی وضاحت کرتے ہوئے علامہ خود کہتے ہیں کہ) اس کے یعنی دنیا

Marfat.com

(کے گھوڑے پر) سوار ہو جانا یہ ہے اس سے چھٹکارا پانا یا اسکو ترک کرنا نہ کہ راہبوں کی طرح کی دنیا سے بے تعلقی کی زندگی بسر کرنا + (حرمن کی ترک دنیا کا مفہوم اس کا) آب و گل کے مقام سے باہر آنا ہے یعنی اللہ نے اپنے بندے کے اندر جو نائب خدا اور خلیفتہ الارض ہونے کی صلاحیتیں رکھی ہیں ان کو بروئے کار لا کر اپنی مٹی میں وہ نور اور وہ قوت پیدا کرنا ہے کہ جس سے زمان و مکاں کی تسخیر ہو سکے جس سے کائنات پر سوار ہوا جا سکے کائنات کو مسخر کر کے اللہ اور اس کے بندوں کے فائدے کے لیے چھوڑ دینا یہ ہے مومن کی ترک دنیا۔

(6) یہ پانی اور مٹی کا جہان (جا ہے مومن کا شکار ہے + عجیب بات ہے کہ تو اے راہبانہ ترک دنیا سکھانے والے) باز کو یہ کہہ رہا ہے کہ اپنا شکار چھوڑ دے جہان مومن کا شکار ہے اور وہ خود شکاری ہے کیا تجھے خبر نہیں ہے کہ خالق کائنات نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے انسان کے لیے پیدا کیا ہے اور انسان ہوتا ہی وہ ہے جو مومن ہو باقی انسان نما حیوان ہوتے ہیں اور تو یہ کہہ رہا ہے کہ یہ سب کچھ چھوڑ دو)۔

(7) میرے لئے یہ مشکل (ابھی حل نہیں ہوئی) + کہ شاہین افلاک سے کیوں گریز کرتا ہے یعنی ایک شخص مومن ہو کر کائنات سے فرار کیوں اختیار کرتا ہے اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ جس کو ہم شاہین سمجھتے ہیں وہ کرگسوں (گدھوں) کی خصلتیں اپنا چکا تھا تبھی تو آسمانوں کی کھلی فضاؤں اور پہاڑوں کی بلند چوٹیوں سے گریزاں زمین پر رزق کی تلاش کر رہا ہے۔

(8) افسوس ہے اس شاہین پر کہ جس نے شاہینی نہیں کی + کوئی چھوٹا پرندہ اس کے (شکاری پنجوں میں پھنس کر) چیخا چلایا نہیں)۔

(9) وہ گھونسلے میں زار و زبوں بیٹھا رہا + اور اس نے نیلگوں فضا میں پر نہ مارے (مومن تو اللہ کا شاہین ہوتا ہے اور اس کا کام باطل کے جانوروں کو شکار کرنا ہوتا ہے مومن تو نائب خدا ہوتا ہے اور اس کا کام کائنات پر حکمران ہونا ہوتا ہے لیکن آج اس سے الٹ دیکھنے میں آرہا ہے نہ مومن میں اللہ کے شاہین ہونے کی صفتیں باقی ہیں اور نہ کائنات پر غالب ہے سبب اس کا صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ وہ مومنانہ صفات سے عاری ہو چکا ہے)۔

تیسرا بند

فقر قرآں احتساب ہست و بود — نے رباب و مستی و رقص و سرود
فقر مومن چیست؟ تسخیر جہات — بندہ از تاثیر او مولا صفات
فقر کافر خلوت دشت و دراست — فقر مومن لرزۂ بحر و بر است!
زندگی آں را سکون غار و کوہ — زندگی ایں را ز مرگ با شکوہ!
آں خدا را جستن از ترک بدن — ایں خودی را بر فسان حق زدن
آں خودی را کشتن و وا سوختن — ایں خودی را چوں چراغ افروختن
فقر چوں عریاں شود زیر سپہر — از نہیب او بلرزد ماہ و مہر
فقر عریاں گرمی بدر و حنین — فقر عریاں بانگ تکبیر حسینؓ

Marfat.com

فقر را تا ذوق عریانی نماند آں جلال اندر مسلمانی نماند

٭

(1) قرآن کا فقر (کیا ہے) قرآن کا فقر ہست و بود کا احتساب ہے (کائنات اور اس میں جو کچھ موجود ہے اس کا حساب رکھنا ہے اس کے اچھے برے کو پرکھنا ہے) + نہ کہ رقص مستی اور راگ رنگ ہے (جیسا کہ آج کل کی خانقاہوں میں دیکھا جاتا ہے)۔

(2) مومن کا فقر کیا ہے (مومن کا فقر) جہان یعنی اطراف کی یا کائنات کی تسخیر کا (نام ہے) + بندہ اس کی تاثیر سے مولا صفات بن جاتا ہے یعنی فقر مومن سے اللہ کے بندے میں اللہ کی صفات جلوہ گر ہو جاتی ہیں اور جس میں اللہ کی صفات کی جلوہ گری ہو جائے اس کے لئے کائنات کو مطیع کر لینا کونسی مشکل بات ہے۔

(3) کافر کا فقر بیابان اور گھر کی تنہائی ہے (دنیا اور اس کی ضروریات اور اس کی ذمہ داریوں سے الگ ہو کر گھر یا باہر کہیں گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر آسودہ اور آرام طلب زندگی گزارنے کا نام ہے) + (لیکن) مومن کا فقر بحر و بر پر لرزہ طاری کرتا ہے۔

(4) زندگی اس کے لئے یعنی کافر کے لیے غار اور پہاڑ کا سکون ہے (دنیا سے الگ تھلگ ہو کر کسی پہاڑ یا اس کی غار میں جا بیٹھتا ہے) زندگی اس کے لئے یعنی مومن کے لیے مرگ باشکوہ ہے (اور مرگ باشکوہ وہ ہوتی ہے جو اللہ کے راستے میں زندگی صرف کرتے ہوئے پیش آئے دنیا میں حق کو پھیلانے اور باطل کو دبانے کے مسلسل عمل کے نتیجے میں ہاتھ آئے چاہے وہ موت طبعی ہو چاہے میدان جنگ میں شہید ہو کر آئے یہی موت شاندار موت ہے باقی اقسام کی اموات تو کیڑے مکوڑوں اور حیوانوں کو بھی پیش آتی ہیں ترک دنیا کر کے اور اللہ کے بندوں سے دور رہ کر زندگی گزارنا بذات خود موت ہے اور اس کے نتیجے میں انسان پر جو موت وارد ہوتی ہے وہ ذلیل موت ہوتی ہے)۔

(5) وہ یعنی کافر کا فقر خدا کو بدن (کی ضروریات) ترک کر کے ڈھونڈتا ہے + اور یہ یعنی مومن کا فقر اپنی خودی کو حق کی سان پر لگاتا ہے یعنی مومن بدن کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے جب اس کے اندر خودی پیدا کرتا ہے صرف پیدا ہی نہیں کرتا بلکہ حق کے منشا کے مطابق اسے بروئے کار لاتا ہے تو یہ اس کا فقر ہے۔

(6) وہ یعنی کافر کا فقر خودی کو مار دینا اور جلا دینا ہے + اور یہ یعنی مومن کا فقر اپنی خودی کو چراغ کی طرح روشن کرنا ہے۔

(7) فقر جب آسمان کے نیچے عریاں ہو جاتا ہے یعنی جب وہ اپنی پوشیدہ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے میدان عمل میں اتر آتا ہے + تو اس کی ہیبت سے چاند اور سورج لرز اٹھتے ہیں (کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ فقر میں وہ طاقت ہے کہ وہ ہم پر بھی کمند پھینک سکتا ہے)۔

(8) فقر عریاں (کی مثال میدان جنگ میں خنجروں کی چھاؤں میں) حضرت حسین کی اذان (اور ادیگی نماز) ہے (جنگ بدر اور جنگ حنین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے)۔

(9) جب سے فقر میں عریانی کا ذوق نہیں رہا (مرد فقیر خانقاہ نشین تو ہو گیا مگر اس نے رسم شبیری ادا کرنے سے گریز کیا) تو مسلمان کے اندر وہ جلال باقی نہ رہا (جو کبھی اس میں تھا اس میں وہ سطوت باقی نہ

Marfat.com

رہی جس کے آگے بحر و بر لرزتے تھے ماہ و مہر کانپتے تھے)۔

چوتھا بند

وائے ما اے وائے ایں دیر کہن   تیغ لا در کف نہ تو داری' نہ من
دل ز غیر اللہ بپرداز اے جواں   ایں جہان کہنہ در باز اے جواں
تا کجا بے غیرت دیں زیستن   اے مسلماں مردن است ایں زیستن
مرد حق باز آفریند خویش را   جز بہ نور حق نہ بیند خویش را
بر عیار مصطفیٰ خود را زند   تا جہانے دیگرے پیدا کند

*

(1) افسوس ہے ہم پر اور افسوس ہے اس پرانے مندر یعنی جہان پر + (جس میں آج) لا الہ (یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کی تلوار نہ تو رکھتا ہے اور نہ میں رکھتا ہوں (جس کے نتیجے میں ہر جگہ غیر اللہ سر اٹھائے ہوئے ہے حالانکہ مومن ہونے کی حیثیت سے لا الہ پر یقین رکھنے کے ناتے سے ہمیں ان کا سر قلم کر دینا چاہیے تھا)۔

(2) اے (مسلمان) جوان دل کو غیر اللہ سے خالی کر + اس پرانے جہان کو بازی پر لگا دے یا ہار دے مراد ہے اس غیر اللہ کی زندگی کو ترک کر کے اللہ والی زندگی اختیار کر۔

(3) کب تک دین کی غیرت کے بغیر جینا (تو گوارا کرے گا) + اے مسلمان یہ (بے غیرتی کی) زندگی تو موت ہے۔

(4) حق کا بندہ خود کو دوبارہ پیدا کرتا ہے (یعنی وہ اپنی ناپسندیدہ زندگی کو عزم و عمل سے ایک نئی پسندیدہ زندگی میں تبدیل کر دیتا ہے) وہ خود کو نور حق کے سوا نہیں دیکھتا مراد ہے کہ وہ زندگی کے ہر سکون ثبات کو ایمان کی روشنی سے دیکھتا ہے وہ اپنے ہر عمل کو ایمان کے نور کی کسوٹی پر کھتا ہے۔

(5) وہ خود کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی اور اسوہ حسنہ) کی کسوٹی پر لگاتا ہے (جو اس پر پورا اترتا ہوا سے برقرار رکھتا ہے اور جو پورا نہ اترتا ہوا سے چھوڑ دیتا ہے) + تاکہ ایک نیا جہان پیدا کرے) (یہ دوبارہ جنم لیتا ہے پہلے غیر مصطفائی جہان کو چھوڑ کر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہان میں داخل ہو جاتا ہے ہر اعتبار سے)۔

پانچواں بند

آہ زاں قومے کہ از پا بر فتاد   میر و سلطاں زاد و درویشے نزاد
داستان او مپرس از من کہ من   چوں بگویم آنچہ ناید در سخن
در گلویم گریہ ہا گردد گرہ   ایں قیامت اندرون سینہ بہ
مسلم ایں کشور از خود نا امید   عمر ہا شد با خدا مردے ندید

Marfat.com

لا جرم از قوت دیں بد ظن است کاروان خویش را خود رہزن است
از سہ قرن ایں امت خوار و زبوں زندہ بے سوز و سرور اندروں
پست فکر و دوں نہاد و کور ذوق مکتب و ملائے او محروم شوق
زشتی اندیشہ او را خوار کرد افتراق او را زخود بیزار کرد
تانداند مقام و منزلش مرد ذوق انقلاب اندر دلش
طبع او بے صحبت مرد خبیر خستہ و افسردہ و حق نا پذیر
بندۂ رد کردۂ مولاست او مفلس و قلاش و بے پرواست او
نے بکف مالے کہ سلطانے برد نے بدل نورے کہ شیطانے برد
شیخ او لرد فرنگی را مرید گرچہ گوید از مقام بایزید
گفت دیں را رونق از محکومی است زندگانی از خودی محرومی است
دولت اغیار را رحمت شمرد رقص ہا گرد کلیسا کرد و مرد

*

(1) افسوس ہے اس (مسلمان) قوم پر کہ جو (عروج سے) گر گئی + اس نے امیر اور بادشاہ تو پیدا کیے لیکن درویش (فقیر) پیدا نہ کیا (جو ان میں ذوق یقین پیدا کرتا ہو ان میں عشق الٰہی پیدا کرتا اور اس طرح دوبارہ عروج حاصل کرنے کی ان کے اندر آرزو اور تکمیل آرزو کے لئے عمل کی تڑپ پیدا کرتا)۔

(2) (اس کے زوال) کی کہانی مجھ سے نہ پوچھ کہ میں + کیسے بیان کروں وہ جو کہ بیان میں نہیں آسکتا۔

(3) (اس کہانی کو بیان کرتے ہوئے) میرے گلے میں میرے رونے (کے انداز) کی گرہ بندھ جاتی ہے (رونے کا یہ انداز زبان تک میرے دل کی بات نہیں آنے دیتا) + یہ قیامت سینے کے اندر ہی بہتر ہے (نہ میں بیان کرسکوں نہ کوئی سن سکے)۔

(4) اس ولایت یعنی برصغیر پاک و ہند کا مسلمان اپنے آپ سے ناامید ہے + مدت ہوئی اس نے کوئی با خدا مرد نہیں دیکھا (جو ان میں پھر سے عروج حاصل کرنے کا یا دین و ایمان کا وہ یقین پیدا کرے جو مومن کی شان کے مطابق ہو)۔

(5) (اس لئے) لازمی طور پر وہ دین کی قوت سے بدظن ہے + وہ اپنے کارواں کا آپ رہزن ہے۔

(6) تین صدیوں سے یہ خوار و زبوں امت (ہندی مسلمان) + (یہ امت) اندر کے سوز اور سرور کے بغیر زندہ ہے (بے کیف زندگی بسر کر رہی ہے)۔

(7) وہ پست فکر کمینہ فطرت اور کور ذوق ہے + اس کا مدرسہ اور ملا شوق سے محروم ہے (مدرسوں میں تن پروری کے طریقے تو سکھائے جاتے ہیں من کو یکسر نظر انداز کیا جاتا ہے)۔

(8) اس کی سوچ کی برائی نے اسے خوار کیا + اس کے افتراق (آپس کے لڑائی جھگڑوں اور نفاق) نے اسے خود سے بیزار کردیا۔

(9) چونکہ وہ اپنے مقام اور منزل کو نہیں جانتی + (اس لئے) اس کے دل میں انقلاب کا ذوق مر گیا۔

(10) اس کی طبیعت اللہ اور اس کی راہ سے) مسلسل خبر رکھنے والے شخص (مرد فقیر) کی صحبت کے بغیر ہے (اس لیے) وہ یعنی اس امت کے بندے کی طبیعت خستہ افسردہ اور حق نہ قبول کرنے والی (بن چکی

Marfat.com

ہے)۔

(11) وہ یعنی اس امت کا بندہ اپنے مولا کا رد کیا ہوا ہے (اس کا خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کی دین سے سرد مہری اور دنیا سے گرم جوشی کی وجہ سے اس سے منہ پھیر چکا ہے) وہ قلاش مفلس اور اپنی ترقی سے بے پروا ہے۔

(12) اس کے ہاتھ میں نا مال ہے کہ جسے کوئی بادشاہ لے جائے + نہ اس کے دل میں کوئی نور ہے کہ جسے شیطان لے اڑے (نہ اس کے پاس دنیا ہے اور نہ دین وہ نہ پیٹ بھرے ہوئے ہے اور نہ دل میں نور رکھتا ہے دین و دنیا دونوں لحاظ سے مفلس اور قلاش ہے)۔

(13) اس (امت کا یا اس امت کے لوگوں کا) شیخ فرنگی لارڈوں (امیروں/حاکموں) کا مرید ہے + اگرچہ وہ باتیں بایزید (جیسے باکمال فقیر) کی کرتا ہے (لیکن اس کے اپنے اندر فقیری کی رمق تک نہیں دوسروں کو مرید کرنے والا پیر انگریز حاکموں کی چوکھٹ پر سر بسجود ہے وہ اپنے مریدوں کو خدا رسائی کی بجائے دنیا رسائی کے گر بتا رہا ہے)۔

(14) وہ (شیخ) کہتا ہے کہ دین کی رونق محکومی میں ہے (انگریز کی غلامی میں ہے یاد رہے اس وقت ہندوستان پر انگریز حکمران تھے) + زندگی خودی سے محروم ہونے کا (نام ہے) مراد ہے وہ اپنے مریدوں کو دین شناس اور حریت شناس کرنے کی بجائے ان کے لیے ان کی بے دینی اور ذلت کے اسباب پیدا کر رہا ہے۔

(15) اس (شیخ) نے غیروں کی دولت کو رحمت سمجھا (یہ دولت چاہے اسے انگریز حاکموں سے ملے اور چاہے مریدوں کا خون چوس کر حاصل ہو) + اس نے گرجا یعنی انگریز حاکموں کے گرد رقص یا طواف کیا (اور اس طرح کی ذلیل زندگی گزار کر) مر گیا۔

چھٹا بند

اے تہی از ذوق و شوق و سوز و درد   می شناسی عصر ما با ما چہ کرد!
عصر ما ما را ز ما بیگانہ کرد   از جمال مصطفیٰ بیگانہ کرد
سوز او تا از میان سینہ رفت   جوہر آئینہ از آئینہ رفت
باطن ایں عصر را نشناختی   داو اول خویش را در باختی
تا دماغ تو بہ پیچاکش فتاد   آرزوے زندۂ در دل نزاد
احتساب خویش کن از خود مرو   یک دو دم از غیر خود بیگانہ شو
تا کجا ایں خوف و وسواس و ہراس   اندر ایں کشور مقام خود شناس
ایں چمن دارد بسے شاخ بلند   بر نگوں شاخ آ نشیمن خودمبند
نغمہ داری در گلو اے بے خبر   جنس خود بشناس و با زاغاں مپر
خویشتن را تیزیٔ شمشیر دہ   باز خود را در کف تقدیر دہ
اندرون تست سیل بے پناہ   پیش او کوہ گراں مانند کاہ

Marfat.com

سیل را تمکیں ز نا آسودن است　　یک نفس آسودنش نابودن است
من نہ ملا' نے فقیہہ نکتہ ور　　نے مرا از فقر و درویشی خبر
در رہ دیں تیز بین و ست گام　　پختہ من خام و کارم ناتمام
تا دل پر اضطرابم دادہ اند　　یک گرہ از صد گرہ بکشادہ اند
از تب و تابم نصیب خود بگیر　　بعد ازیں ناید چو من مرد فقیر'

*

(1) اے ذوق و شوق اور سوز و درد سے خالی (عہد حاضر کے مسلمان) + کیا تو جانتا ہے کہ ہمارے زمانے نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔

(2) ہمارے زمانے نے ہمیں اپنے آپ سے بے گانہ کر دیا + اس نے جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے گانا کر دیا (مسلمان جو کل تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقصود و محبوب سمجھتا تھا آج ان کو چھوڑ کر اوروں کی محبوبیت کے گن گا رہا ہے اپنے دین کو چھوڑ کر دوسروں کے افکار کا تابع بن چکا ہے)۔

(3) چونکہ اس کا سوز اس کے سینے سے رخصت ہو گیا (اس میں وہ عشق نہ رہا جو کبھی اسے جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا) + (اس لئے) اس کے آئینہ سے اس کا جوہر (عکس کی صلاحیت) نکل گیا اسکے دل کا آئینہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس جمال سے اب محروم ہے)۔

(4) تو نے اس عصر (کے ظاہر کو دیکھا ہے) اس کے باطن کو تو نے نہیں پہچانا + تو نے اپنے آپ کو پہلے داؤ میں ہار دیا۔

(5) چونکہ تیرا دماغ اس کے یعنی زمانہ حاضر کی لپیٹ میں آ گیا + (اس لئے) ایک زندہ آرزو بھی تیرے دل میں پیدا نہ ہوئی (مراد ہے تو عہد حاضر کی تہذیبی و ثقافتی چمک دمک سے اس طرح چندھیا گیا ہے کہ تجھے اپنے دل کی طرف آنے کا خیال تک پیدا نہیں ہوتا)۔

(6) (اے غافل اے بے خبر عہد حاضر کے مسلمان) اپنا احتساب کر (اور) خود سے مت گزر (اپنی پہچان کر کہ تو کس امت کا فرد ہے) + ایک دو دم کے لیے اپنے غیر سے بے گانا ہو جا (شاید تجھے تیرا بھولا ہوا مقام یاد آ جائے)۔

(7) کب تک یہ خوف ہراس اور وسواس (تجھ میں رہے گا) + (اے بے خبر اس دنیا میں اپنا مقام پہچان (تو زمانے کے آئینے کا جوہر ہے تیرے پاس تو خدا کا آخری پیغام ہے)۔

(8) یہ (دنیا کا) چمن بہت سی بلند شاخیں (بھی) رکھتا ہے + جھکی ہوئی یا نیچی شاخوں پر اپنا آشیانہ نہ بنا (پست مقاصد کو چھوڑ اعلیٰ مقاصد اپنا غیروں کو چھوڑ اپنا بن)۔

(9) اے بے خبر تو گلے میں نغمہ رکھتا ہے (تیری اپنی انفرادیت ہے تو خود کو غیروں پر قیاس نہ کر جس طرح ہر پرندہ اس کی بولی سے شناخت کیا جاتا ہے اس کی آواز ہمیں بتاتی ہے کہ یہ فلاں پرندہ ہے اس طرح تیری بھی اپنی الگ دینی اور قومی شناخت ہے خود کو پہچان اور دیکھ کہ تو توشہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا شاہین ہے) + اپنی جنس کو (اے شاہین) پہچان اور کوؤں کے ساتھ نہ اڑ۔

(10) (پہلے) خود کو تلوار کی تیزی دے + پھر خود کو تقدیر کے ہاتھ میں دے یعنی تقدیر پر تکیہ اس وقت کر جب تو وہ سب کچھ کر چکے جو تیری ہمت میں ہے بغیر کچھ کئے تقدیر پر خود کو چھوڑ دینا بے وقوفی ہے اپنی

Marfat.com

ایک ٹانگ اٹھا دیکھ اٹھ گئی اب دوسری اٹھا یہ نہیں اٹھے گی بس اس مثال کو ذہن میں رکھتے ہوئے جو کچھ تجھ سے بن پڑتا ہے وہ کر انجام اللہ پر چھوڑ یہ ہے تقدیر)۔

(11) تیرے اندر بے پناہ سیلاب ہے + اس کے سامنے بھاری پہاڑ تنکے کی مانند ہے۔

(12) سیلاب کی شان و شکوہ آرام نہ کرنے میں ہے (مسلسل بہاؤ میں ہے) اس کا ایک دم کے لیے آرام کرنا اس کا ختم ہونا ہے (زندگی عمل پیہم اور جدوجہد مسلسل کا نام ہے)۔

(13) میں نہ تو ملا اور نہ باریک باتیں بتانے والا فقیہہ (ہوں) + نہ مجھے فقر اور درویشی کی خبر ہے۔

(14) میں دین کے راستے میں تیز بین (ضرور ہوں) لیکن سست گام (ہوں) + میرا پختہ خام اور میرا کام ناقص ہے۔

(15) چونکہ (مجھے قضاو قدر کے کارکنوں نے) پر اضطراب دل دیا ہے + (اس طرح) انہوں نے میری سینکڑوں گرہوں سے ایک گرہ کھول دی ہے یعنی مجھ میں اضطراب عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کردیا ہے جو ہر مشکل کا دل اور ہر گرہ کی کشاد ہے۔

(16) (اے مسلمان عہد حاضر) میری اس تب و تاب سے جو میرے اندر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پیدا ہوگئی ہے) اپنا نصیب حاصل کرلے + (کیونکہ) اس کے بعد مجھ جیسا مرد فقیر کوئی نہیں آئے گا۔

مرد حر

آزاد مرد

مرد حر محکم ز ورد لا تخف ما بمیداں سر بجیب او سر بکف
مرد حر از لا الہ روشن ضمیر می نہ گردد بندۂ سلطان و میر
مرد حر چوں اشتراں بارے برد مرد حر بارے برد خارے خورد
پاے خود را آنچناں محکم نہد نبض رہ از سوز او بر می جہد
جان او پایندہ تر گردد ز موت بانگ تکبیرش بروں از حرف و صوت
ہر کہ سنگ راہ را داند ز جاج گیرد آں درویش از سلطاں خراج
گرمی طبع تو از صہباے اوست ۔ جوے تو پروردۂ دریاے اوست
پادشاہاں در قباہاے حریر زرد رو از سہم آں عریاں فقیر
سر دیں ما را خبر' او را نظر او درون خانہ' ما بیرون در
ما کلیسا دوست! ما مسجد فروش! او ز دست مصطفیٰ پیمانہ نوش
نے مغاں را بندہ' نے ساغر بدست ما تہی پیمانہ' او مست الست
چہرۂ گل از نم او احمر است ز آتش .ما دود او روشن تر است!
دارد اندر سینہ تکبیر امم در جبین اوست تقدیر امم

Marfat.com

قبلہ ما گہ کلیسا' گاہ دیر   او نخواہد رزق خویش از دست غیر
ما ہمہ عبد فرنگ او عبدہ'   او نہ **گنجد** در جہان رنگ و بو
صبح و شام ما بہ فکر ساز و برگ   آخر ما چیست؟ **تلخیہاے** مرگ!
در جہان بے ثبات او را ثبات   مرگ او را از مقامات حیات!
اہل دل از صحبت ما مضمحل   گل ز فیض **صحبتش** دارائے دل
کار ما وابستہ تخمین و ظن   او **ہمہ** کردار و کم گوید سخن
ما گدایاں کوچہ گرد و فاقہ مست   فقر او از لا الہ **تیغے** بدست
ما پَرِ کاہے اسیر گرد باد   ضربش از کوہ گراں جوئے کشاد
محرم او شو' ز ما بیگانہ شو   خانہ ویراں باش و صاحب خانہ شو
شکوہ کم کن از سپہر گرد گرد   زندہ شو از صحبت آں زندہ مرد
صحبت از علم کتابی خوشتر است   صحبت مردان حر آدم گر است
مرد حر دریائے ژرف و بیکراں   آب گیر از بحر و نے از ناوداں
سینہ ایں مردی جوشد چو دیگ   پیش او کوہ گراں یک تو دہ ریگ!
روز صلح آں برگ و ساز انجمن   ہم چو باد فرو دیں اندر چمن
روز کیں آں محرم تقدیر خویش   گور خود می کندد از شمشیر خویش
اے سرت گردم گریز از ما چو تیر   دامن او گیرو بے تابانہ گیر
می نہ روید تخم دل از آب و گل   بے نگاہے از خداوندان دل
اندر ایں عالم نیرزی با **خسے**   تا نیاویزی بدامان کسے!

*

(1) مرد حر (آزاد مرد) لا **تخف** کے ورد سے مضبوط (ہوتا ہے) + ہم میدان میں سر بجیب (سر کو بچانے والے) اور وہ سر کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے یعنی سر قربان کرنے والا (ہوتا ہے) پہلے مصرع میں لا **تخف** قرآن کی ایک آیت کی طرف اشارہ کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو اللہ کی راہ میں کسی قسم کا بھی خوف نہ رکھنے اور نہ کھانے کی تلقین کرتا ہے بندہ حر کو جب دوست کی خاطر جان قربان کرنے سے دریغ نہیں تو اسے اور کیا ڈر ہو سکتا ہے کیونکہ جان دینا سب سے زیادہ مشکل ہے)۔

(2) مرد حر لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کے یقین و عقیدہ کی بدولت) روشن ضمیر ہوتا ہے (وہ اللہ کے سوا ہر شئے کی نفی کر چکا ہوتا ہے) + (اس لئے) وہ بادشاہ یا امیر کا غلام نہیں بنتا (صرف اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام رہتا ہے)۔

(3) مرد حر اونٹوں کی طرح بوجھ لے جاتا ہے + مرد حر بوجھ لے جاتا ہے اور کانٹے کھاتا ہے مراد ہے مرد حر دنیا میں ضرورت کی حد تک دل لگاتا ہے وہ دین کے کاموں میں مصروف رہتا ہے جو کی روٹی کھا کر خیبر شکن ہوتا ہے اونٹ کی طرح مشکل سے مشکل حالت میں بھی سرگرم عمل رہتا ہے۔

(4) وہ (اونٹوں کی طرح) اپنے پاؤں کو (زندگی یا خدا کی راہ میں) اس طرح مضبوطی سے رکھتا ہے + کہ راستے کی نبض اس کے سوز سے پھڑکنے لگتی ہے یعنی راستہ بھی اس کے سوز کی تاثیر سے فیض یاب ہوتا

Marfat.com

رہتا ہے وہ جس راہ سے گزر جاتا ہے حریت کی خوشبو پھیلاتا جاتا ہے لوگوں کو حریت آشنا کرتا جاتا ہے۔

(5) موت سے اس کی جان زیادہ پائندہ (ہمیشہ رہنے والی) بن جاتی ہے (کیونکہ جب وہ راہ حق میں شہید ہو جاتا ہے تو خدا کے فیصلہ کے مطابق وہ زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق بھی دیا جاتا ہے اگرچہ ہم اس زندگی کا شعور نہیں رکھتے لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ طبعی موت مرنے والے لوگوں کے مقابلے میں زندہ و پائندہ ہوتا ہے) + اس کی تکبیر حروف اور آواز کے بغیر ہوتی ہے) مراد ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں ذبح ہونے کے لیے ظاہری تکبیر کہہ کر گلے پر دشمن کی چھری نہیں پھراتا بلکہ وہ تو سرتاپا تکبیر ہوتا ہے اللہ کی بڑائی کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے شہید ہوتا ہے۔

B#(6) وہ جو کہ راستے کے پتھر کو شیشہ سمجھتا ہے (مشکلات کو آسان گردانتا ہے) + وہ درویش بادشاہوں سے خراج وصول کرتا ہے (اس کی عالی ہمتی کے آگے بڑی بڑی طاقتیں جھک جاتی ہیں)۔

(7) تیری طبیعت کی گرمی اس کی شراب سے ہے + تیری ندی اس کے دریا کی پروردہ ہے۔

(8) بادشاہ اپنے ریشمی لباس یا قبا میں + اس عریاں فقیر کے کے سامنے (خوف کے مارے) زرد رو ہوتے ہیں سہمے ہوئے ہوتے ہیں)۔

(9) دین کا بھید ہمارے لیے خبر اور اس کے لیے نظر ہے یعنی ہم کتابیں پڑھ کر دین حاصل کرتے ہیں وہ نظر سے سب کچھ حاصل کرلیتا ہے اور نظر سے ہی دوسروں کو منتقل کردیتا ہے + وہ گھر کے اندر اور ہم گھر کے باہر ہیں یعنی وہ مشاہدہ حق میں ہوتا ہے اور ہم اس نعمت سے محروم ہوتے ہیں مشاہدہ حق کے لیے اور دین کی روح سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے کسی درویش کی نظر اور صحبت ضروری ہے۔

(10) ہم کلیسا دوست (مغربی تہذیب و تمدن کے دلدادہ اور غیر مسلموں کے شعار کو اپنانے والے) ہیں اور مسجد میں بیچنے والے (دین کو بیچنے والے ہیں + وہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پیالے پینے ولا ہے مراد ہے وہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شراب پینے والا اور ان سے راست فیض یاب ہونے والا ہے۔

(11) نہ وہ پیر مغاں کا بندہ ہے اور نہ اس کے ہاتھ میں پیالہ ہے + ہم خالی پیمانہ ہوتے ہیں یعنی ہمارے ہاتھوں میں پیالے تو ہوتے ہیں لیکن ان میں شراب نہیں ہوتی ہمارے برعکس وہ (بغیر شراب پئیے) مست الست ہوتا ہے یعنی وہ اللہ کے عشق کی اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی شراب پی کر دائمی مست ہوتا ہے اس کے لیے ظاہری پیالوں کی ضرورت نہیں ہوتی یہ کام فیضان نگاہ ساقی سے ہوجاتا ہے۔

(12) گلاب کے پھول کا چہرہ اس کی نم سے سرخ ہے مراد ہے کائنات کی رونق اس سے ہے لوگوں کے اندر نور حق کی چمک دمک اس سے ہے + اس کا دھواں ہماری آگ سے زیادہ روشن ہے یعنی اس کی معمولی سے معمولی بات بھی ہماری افضل سے افضل بات پر بھاری ہے۔

(13) وہ اپنے سینے کے اندر امتوں کی تکبیر رکھتا ہے (اس کے اللہ اکبر کہنے سے گری ہوئی امتیں کھڑی ہوجاتی ہیں مردوں میں زندگی آجاتی ہے) + وہ جبین میں امتوں کی تقدیر رکھتا ہے (اس کی نگاہ اس کی صحبت اور اس کے فیضان سے امتوں کی تقدیر سنور جاتی ہے)۔

(14) ہمارا قبلہ کبھی کلیساں (گرجا) اور کبھی دیر (مندر) ہوتا ہے یعنی ہم اپنے پیٹ کی خاطر نہ جانے

کس غیر اللہ کے آگے جھکتے ہیں + لیکن وہ دوسروں سے رزق نہیں چاہتا (وہ اللہ کو روزی رساں سمجھتا ہے اور اللہ اسے رزق پہنچاتا ہے جو دوسروں کو میسر نہیں ہوتا)۔

(15) ہم سب فرنگیوں کے عبد (غلام ہوتے ہیں (اور) وہ اس کا یعنی اللہ کا بندہ (غلام) ہوتا ہے + وہ جہان رنگ و بو میں نہیں سماتا (دنیا اور اس کی آلائشوں اور دنیا داری کی باتوں سے الگ تھلگ رہتا ہے وہ دنیا کو اپنے تابع فرمان رکھتا ہے نہ کہ اسے خود پر حکمران بنالیتا ہے)۔

(16) ہماری صبح و شام (زندگی کے لیے) ساز سامان اکٹھا کرنے کی فکر میں (گزر جاتی ہے) + ہمارا آخر کیا ہے موت کی تلخیاں یعنی ہم ساری عمر آخرت سے بے خبر دنیا اکٹھی کرنے میں لگے رہتے ہیں تا آنکہ موت ہمیں گھیر لیتی ہے اور سب کچھ یہیں رہ جاتا ہے)۔

(17) (اس کے برعکس مرد حر یا مرد فقیر کی سنئے) اس سے اس فانی جہان میں بقا حاصل ہوتی ہے (وہ مر کر بھی نہیں مرتا) + اس کی موت زندگی کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔

(18) اہل دل ہماری یعنی ہم دنیا داروں کی صحبت سے افسردہ ہوتے ہیں + لیکن اس کی یعنی مرد حر کی محبت سے گلاب کا پھول دل رکھنے والا بن جاتا ہے یعنی جو لوگ جو دل سے نا آشنا ہیں دل والے بن جاتے ہیں یہاں دل سے مراد گوشت کا لوتھڑا نہیں بلکہ وہ دل مراد ہے جس میں صفات خداوندی کی تجلیات ہوتی ہیں۔

(19) ہمارا کام (حقیقت اور باطن کے معاملے میں) قیاس اور اندازہ کرنا ہے + وہ سراپا عمل ہوتا ہے اور بات نہیں کرتا یعنی وہ عملاً مشاہدہ حق میں ہوتا ہے اس لئے منزل یقین پر سرفراز ہوتا ہے۔

(20) ہم کوچہ گرد اور فاقہ مست گدا ہیں یعنی ہمارے دامن میں غربت اور دوسروں کی محتاجی کے سوا کچھ نہیں + اس کے برعکس مرد فقیر کا فقر لا الہ کی تیغ ہاتھ میں رکھتا ہے یعنی وہ اللہ کے سوا ہر ایک سے بے نیاز ہے وہ صرف خدا کا محتاج ہے اس لئے کہ خدا اس کی جملہ احتیاجات اپنی جناب سے پوری کرتا ہے۔

(21) ہم وہ پر کاہ (تنکا) ہیں جو گرد باد میں ہو (ہوا جہاں چاہے ہمیں لے جاتی ہے ہم دنیا کے طوفان کے آگے بے بس ہیں) + (جبکہ) اس کی نفس مرد فقیر کی ضرب نے کوہ گراں سے نہر نکال دی مراد ہے مرد فقیر لوگوں کے لئے مشکل سے مشکل کام کو بھی حل کر دیتا ہے یا یہ کہ وہ اللہ کی راہ میں آنے والی مشکل سے مشکل اور بڑی سے بڑی رکاوٹ کو دور کر دیتا ہے۔

(22) (اے مسلمان) اس مرد فقیر کا محرم بن (اور) ہم سے دور رہ + خانہ برباد رہ اور صاحب خانہ بن جا مراد ہے کہ اصل گھر وہ ہے جو اللہ کی راہ میں سب کچھ لٹا کر بنایا جاتا ہے دنیا کا گھر تو یہیں رہ جانے والا ہے اصل گھر آخرت کا گھر ہے۔

(23) گردش کرنے والے آسمان کا شکوہ نہ کر + (اور) اس زندہ مرد (فقیر) کی صحبت سے زندہ ہو جا (وہ زندگی پا جا جو مقصود تخلیق آدم ہے)۔

(24) علم کتابی سے صحبت (فقیر) زیادہ اچھی ہے + حر مردوں کی صحبت آدم گر (آدمی کی آدمیت کی) تعمیر کرنے والی ہوتی ہے۔

(25) مرد حر ایک گہرا اور بے کنارہ دریا ہے + سمندر سے پانی لے نہ کہ پرنالے سے۔

(26) اس مرد (فقیر) کا سینہ (عشق الٰہی کی وجہ سے) دیگ کی طرح جوش مارتا ہے + اس کے سامنے

اس کے سامنے بھاری پہاڑ ریت کا تودہ (ہوتا ہے)۔

(27) صلح کے زمانے میں وہ انجمن کا سازو سامان (رونق) ہوتا ہے + (اس زمانے میں) وہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح چمن میں بہار کی ہوا (ہوتی ہے)۔

(28) جنگ کے زمانے میں وہ اپنی تقدیر کا محرم ہوتا ہے (اسے پتہ ہوتا ہے کہ مجھے حق کے لیے جان قربان کرنا ہے باطل کے مقابلے میں بچ گئے تو غازی اور زندہ رہے تو شہید) + وہ اپنی تلوار سے اپنی قبر خود کھودتا ہے یعنی ہر وقت راہ حق میں بخوشی شہید ہونے کے لیے تیار رہتا ہے اور اس مقصد حصول کے لیے تلوار چلاتا ہے دشمن سے جنگ کرتا ہے۔

(29) اے میرے مخاطب) میں تیرے قربان جاؤں مجھ سے تیر کی طرح بھاگ + (اور) اس (فقیر) کا دامن پکڑ لے اور بڑی بے تابی سے پکڑ لے (اس میں سوچ سمجھ کو دخل نہ دے میری بات پر یقین رکھ اور کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر عمل کر لے)۔

(30) آب و گل میں سے دل کا بیج نہیں پھوٹتا + دل والوں کی نگاہ کے بغیر (تو اپنے دل کو دل نہ سمجھ یہ تو گوشت کا لوتھڑا ہے کسی اہل دل سے پوچھ کہ دل کیا ہے پھر یہ دل اس کے فیض نگاہ سے اپنے اندر پیدا کر)۔

(31) تو اس دنیا میں ایک تنکے کے برابر قیمت نہیں پائے گا + جب تک تو کسی کے دامن سے وابستہ نہیں ہوگا (وہ دامن صرف مرد فقیر یا مرد حر کا ہے اس کی تلاش کر اور اس کا ہو جا)۔

در اسرار شریعت

شریعت کے بھیدوں میں

پہلا بند

نکتہ ها از پیر روم آموختم خویش را در حرف او وا سوختم
مال را گر بہر دیں باشی حمول نعم **مال صالح** گوید رسولؐ
(رومی)

گر نداری اندر ایں حکمت نظر تو غلام و خواجہ تو سیم و زر
از تہی دستاں کشاد امتاں از چنیں منعم فساد امتاں
جدت اندر چشم او خوار است و بس **کہنگی** را او خریدار است و بس
در نگاہش نا صواب آمد صواب ترسد از ہنگامہ ہائے انقلاب
خواجہ نان بندۂ مزدور خورد آبروے دختر مزدور برد
در حضورش بندہ می نالد چو نے بر لب او نالہ ہائے پے بہ پے
نے بجامش بادہ و نے در سبوست کاخہا تعمیر کرد و خود بکوست

Marfat.com

اے خوش آں منعم کہ چوں درویش زیست   در چنیں عصرے خدا اندیش زیست

*

(1) میں نے پیر روم (مولانہ جلال الدین رومی) سے بہت سی باریک باتیں سیکھیں + میں نے خود کو اس کی باتوں (کی آگ) میں بھسم کردیا (مکمل طور پر استفادہ کیا)۔

(2) (ان کی یہ بات دیکھئے وہ ایک حدیث کے حوالے سے کہتے ہیں کہ) اگر مال کو تو دین کی خاطر جمع کرے گا یا اس کا بوجھ اٹھائے گا + تو اس کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خدا کے رسول ہیں مال صالح کی نعمت کہا ہے یا مال صالح کو نعمت کہا ہے (اس میں مال کو جائز طور پر اکٹھا کرنے یا رزق حلال جمع کرنے کی بات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے مال کو ناجائز طور پر اکٹھا کرنا چاہے اعلیٰ دینی مقاصد کے لئے کیوں نہ ہو غلط ہے)'۔

(3) اگر تو اس (حدیث) کی حکمت میں نظر نہیں رکھتا + تو پھر تو غلام ہے اور سونا اور چاندی تیرا آقا ہے (مال و دولت جمع کرنا اپنی ذات میں مقصد نہیں بلکہ اسے کسی اچھے مقصد کے لیے جمع کرنا مقصود ہے)۔

(4) خالی ہاتھ والوں سے امتوں کی کشاد ہے + اس قسم کے دولت مندوں سے امتوں کا فساد ہے (جو لوگ دولت نہیں رکھتے وہی امت کا سرمایہ ہوتے ہیں کیونکہ ان میں ایمان کی دولت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے دولت والے تو معاشرے میں دولت کے لالچ میں طرح طرح کے فساد برپا کرتے ہیں)۔

(5) جدت اس کی یعنی سرمایہ دار کی نظر میں بری بات ہے اور بس + وہ تو قدامت کا خریدار ہے اور بس (یہاں دولت والے کی طرف اشارہ ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ رویہ کی قدیم روایات پر قائم رہتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی کے لیے تیار نہیں ہوتا چاہے اس بارے میں کوئی کچھ کیوں نہ کہے)۔

(6) اس کی (سرمایہ داری کی) نگاہ میں غلط درست ہوتا ہے + وہ انقلاب کے ہنگاموں سے ڈرتا ہے (اور اس خوف سے کہ کہیں کوئی انقلابی قدم ان کی سرمایہ داری کو نقصان نہ پہنچائے وہ ہر غلط بات اور غلط اقدام کو درست قرار دیے رکھتا ہے اور اس پر سختی سے جما رہتا ہے)۔

(7) آقا نے مزدور بندے کا نان کھالیا یعنی اس نے مزدور کو غلام سمجھ رکھا محنت کرائی لیکن معاوضہ یا معقول معاوضہ نہ دیا سرمایہ دار سرمایہ جمع کرتا رہا اور مزدور روٹی کے لیے ترستا رہا + (اس نے صرف مزدور کی روٹی ہی نہیں چھینی) بلکہ وہ مزدور کی بیٹی کی آبرو بھی لے گیا (وہ اس کی عصمت دری سے بھی باز نہیں رہا)۔

(8) اس کے یعنی سرمایہ دار کے حضور بندہ (مزدور غلام) بنسری کی طرح روتا ہے (اپنی تکالیف اور مصائب بیان کرتا ہے) + اس کے لب پر پے در پے (مسلسل) نالے ہوتے ہیں (لیکن سرمایہ دار پر کوئی اثر نہیں ہوتا)۔

(9) اس کے یعنی مزدور کے نہ جام میں شراب ہے اور نہ اس کے مٹکے میں مراد وہ ہر لحاظ سے بے سرو سامان ہے + اس نے (امیروں کے) محل تعمیر کیے اور وہ خود گلیوں میں (خوار ہے) اسے چھت تک میسر نہیں۔

(10) مبارک ہے وہ دولت مند جو درویش (کی طرح) جیا + اس زمانے میں خدا کے خوف والا (بن کر) جیا (دولت بجائے خود بری نہیں دولت مند کا سا رویہ برا ہے جو وہ اپنے سے کمتر غریب مزدور اور بے بس

Marfat.com

کے لیے رکھتا ہے یہی دولت اگر وہ ان کی بہبود کے لئے ان کے تحفظ کے لیے اور ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے خرچ کرے تو یہ اس کی درویشانہ خوپسندیدہ ہوگی خاص طور پر اس دور میں جب نفسانفسی اور زرپرستی کا بازار گرم ہے)۔

دوسرا بند

تا ندانی نکتہ اکل حلال　　بر جماعت زیستن گردد و بال
آہ یورپ زیں مقام آگاہ نیست　　چشم او بنظر بنور اللہ نیست
او نداند از حلال و از حرام　　حکمتش خام است و کارش ناتمام
امتے بر امتے دیگر چرد　　دانہ ایں می کارد' آں حاصل برد
از ضعیفاں ناں ربودن حکمت است　　از تن شاں جاں ربودن حکمت است
شیوۂ تہذیب نو آدم دری است　　پردۂ آدم دری سوداگری است
ایں بنوک' ایں فکر چالاک یہود　　نور حق از سینہ آدم ربود
تا تہ و بالا نہ گردد ایں نظام　　دانش و تہذیب و دیں سودائے خام

*

(1) جب تک تو رزق حلال کی باریک بات یا رمز نہیں سمجھے گا + تو قوم پر تیرا رہنا سہنا وبال بن جائے گا (کیونکہ تو ہر اچھے برے طریقے سے دولت جمع کرنے کی کوشش کرے گا جس سے لازماً معاشرے کو نقصان پہنچے گا)۔

(2) آہ (افسوس) یورپ اس مقام سے آگاہ نہیں ہے (یورپ والے انفرادی طور پر اور اجتماعی لحاظ سے ہر اچھے برے طریقے سے افراد اور اقوام کو لوٹ رہے ہیں ان کی ہوس زر اور شکم پرستی نے پوری دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے) + اس کی یعنی یورپ کی آنکھ اللہ کے نور سے نہیں دیکھتی (ان کا نقطہ نظر سراسر مادی ہے دینی یا روحانی یا اخلاقی نہیں ہے)۔

(3) وہ یعنی یورپ حرام اور حلال میں فرق نہیں جانتا اس کی حکمت خام اور اس کا کام ناقص ہے (اس کا سارا نظام مادہ پرستی پر قائم ہے اس لئے اس میں سوائے فساد کے اور کچھ نہیں ہے)۔

(4) (اہل یورپ کے دئے ہوئے نظام میں) ایک قوم دوسری قوم پر چرتی ہے (طاقت ور قوم کمزور قوم کو کھا رہی ہے) + دانہ یہ (قوم) کاشت کرتی ہے اور اس کا حاصل وہ (قوم) لے جاتی ہے (صدیوں سے یورپ کی طاقت ور اور مکار قومیں دوسرے علاقوں کے لوگوں سے یہی سلوک روا رکھے ہوئے ہیں وسائل چاہے کسی ملک اور قوم کے کیوں نہ ہوں اہل یورپ اپنی دغا بازی اور فریب کاری سے اور اپنی بے پناہ مادی قوت کی بدولت خود استعمال کر رہے ہیں اہل یورپ کی ساری ترقی اور خوش حالی اسی لوٹ کھسوٹ کا نتیجہ ہے)۔

(5) اہل یورپ کی حکمت یا طاقت ور قوموں کی حکمت کمزوروں کی روٹی چھیننا ہے + ان کے تن سے جان کراچک لے جانا ان کی حکمت ہے۔

Marfat.com

(6) نئی تہذیب کا شیوہ آدم دری (آدم کو پھاڑ کر کھانا) ہے + (اور) اس آدم دری کو سوداگری کے پردے میں روا رکھا جارہا ہے (تجارت کے نام پر ایسی ایسی اقتصادی حکمت عملی سے کام لیا جاتا ہے کہ طاقت ور یورپی اقوام امیر سے امیراور دوسری دنیا کی اقوام غریب سے غریب تر ہوتی جارہی ہیں اہل یورپ رات دن عیش و عشرت میں مصروف ہیں اور دوسری دنیا کے لوگ فاقوں مر رہے ہیں یاد رہے اہل یورپ میں سارا یورپ اور اس کا مضبوط بازو امریکہ بھی شامل ہے)۔

(7) یہ بنک جو یہودی (سود خوروں) کی چالاک فکر کا نتیجہ ہے + یہ آدم کے سینے سے دل کا نور کھینچ کر لے گئے ہیں (بنکوں کے ذریعے اجتماعی سود خوری کا نظام رائج کر کے لوگوں میں دولت کی محبت پیدا کردی گئی ہے اور انسانیت اور روحانیت کا جنازہ نکال دیا گیا ہے ایک کا سود لاکھوں کے لئے مرگ مفاجات کا سبب بنا ہوا ہے بہ ظاہر یہ تجارت ہے مگر حقیقت میں جوا ہے اللہ تعالیٰ نے سود کے کاروبار کرنے والے کو خود سے جنگ کرنے والا کہا ہے لیکن اس جنگ میں اب مسلمان بھی شریک ہے)۔

(8) جب تک یہ (سود کا) نظام تہ و بالا نہیں ہوتا + (اس وقت تک دانش اور تہذیب سودائے خام ہے (اس سے انسان کو مادی فائدے تو پہنچ سکتے ہیں روح و دل مفلس اور آدمیت و انسانیت قلاش ہو جاتی ہے)۔

تیسرا بند

آدمی اندر جہان خیر و شر — کم شناسد نفع خود را از ضرر
کس نداند زشت و خوب کار چیست — جادۂ ہموار و ناہموار چیست
شرع بر خیزد ز اعماق حیات — روشن از نورش ظلام کائنات
گر جہاں داند حرامش را حرام — تا قیامت پختہ ماند ایں نظام
نیست ایں کار فقیہاں اے پسر — با نگاہے دیگرے او را نگر
حکمش از عدل است و تسلیم و رضاست — بیخ او اندر ضمیر مصطفیٰ است
از فراق است آرزو ہا سینہ تاب — تو نمانی چوں شود 'او' بے حجاب
از جدائی گرچہ جاں آید بلب — وصل 'او' کم جو' رضائے 'او' طلب
مصطفیٰ داوا ز رضائے 'او' خبر — نیست در احکام دیں چیزے دگر
تخت جم پوشیدہ زیر بوریا است — فقر و شاہی از مقامات رضاست
حکم سلطان گیرو از حکمش مثال — روز میداں نیست' روز قیل و قال
تا توانی گردن از حکمش مپیچ — تا نہ پیچد گردن از حکم تو ہیچ
از شریعت احسن التقویم شو — وارث ایمان ابراہیم شو

*

(1) جہان خیر و شر میں آدمی + اپنے نفع کو نقصان سے نہیں پہچانتا (اس جہان میں اچھائی بھی ہے اور برائی بھی ہے ہر آدمی میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ ان میں تمیز کر سکے امت میں اولیا و صلحا اس لئے آتے

Marfat.com

ہیں تاکہ لوگوں میں اس تمیز کی حد کا شعور پیدا کر سکیں اللہ کی وحی بھی پیغمبروں کے ذریعے یہی کام کرتی ہے خیروشرک کی جو حدیں لوگ اپنی مرضی سے قائم کرتے ہیں ان میں فساد ہوتا ہے)۔

(2) (یہاں جہان خیرو شر میں) کوئی نہیں جانتا کہ براکام اور اچھا کام کون سا ہے + (زندگی کی) کون سی راہ ہموار ہے اور کون سی راہ ناہموار ہے۔

(3) شریعت زندگی کی گہرائیوں سے اٹھتی ہے (اس کا تعلق زندگی کی حقیقت سے ہوتا ہے) + (اس لئے) اس سے کائنات کے اندھیرے روشن (ہوجاتے ہیں) یعنی شرع کی روشنی میں آدمی کے اندر خیروشر کی تمیز پیدا ہوجاتی ہے نیک وبد میں فرق معلوم ہوجاتا ہے۔

(4) اگر جہان اس کے یعنی شرع کے حرام کئے ہوئے کو حرام سمجھ لے + تو قیامت تک یہ نظام (یعنی نظام کائنات وحیات) پختہ رہے گا۔

(5) اے بیٹے یہ فقیہوں کا کام نہیں ہے + اسے کسی اور نگاہ سے دیکھ مراد ہے کہ اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ شریعت میں خیر کیا ہے اور شر کیا ہے عشق کی نگاہ کا ہونا ضروری ہے علم کی نگاہ یہاں پورا کام نہیں کرتی علم تو شریعت کی باتوں کو شک اور اعتراض کی نظر سے بھی دیکھ سکتا ہے لیکن عشق کے لئے ایسا ممکن نہیں وہ جو دیکھے گا اسے تسلیم کرلے گا۔

(6) اس کا حکم عدل اور تسلیم ورضا سے ہے + اس کی جڑ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمیر میں ہے (شریعت کسی اور کی ساختہ اور پرداختہ نہیں ہے بلکہ یہ سب نبیوں کے نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے پیدا شدہ ایک حقیقت ہے جو وحی کا درجہ رکھتی ہے اس میں کسی قسم کا جھول اور کمی نہیں ہے لیکن اس کو بے چون وچرا تسلیم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ عقلی طور پر ہم یہ سمجھیں کہ یہ ایک صادق اور امین شخص کا دیا ہوا نظام ہے اور عشقی طور پر یہ تسلیم کریں کہ یہ ہمارے محبوب برحق کا عطا کردہ آئین ہے جس میں نہ غلطی ہوسکتی ہے اور نہ خرابی شریعت کی بنیاد عدل پر ہے اور جس چیز کی بنیاد عدل پر ہو اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے ہی میں نفع انسان ہے۔

(7) آرزوئیں فراق سے سینے میں تپش پیدا کرنے والی ہیں (مراد بندہ اگر حق سے وصل پالے تو اپنی انفرادیت کھو بیٹھے گا زندگی فراق ہی کا نام ہے) + اگر وہ بے حجاب ہوجائے گا تو تو نہیں رہے گا (اس کی تجلی تجھے فنا کردے گی)۔

(8) جدائی سے اگرچہ جان لبوں پر آجاتی ہے + (پھر بھی) اس کا وصل نہ طلب کر اس کی رضا طلب کر (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خدا کی رضا طلبی ہی کی تلقین کی ہے)۔

(9) حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رضا کی خبر دی ہے + دین کے احکام میں (رضا کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے) دین سوائے اللہ کے راضی کرنے کے اور کچھ نہیں شریعت اللہ کی رضا طلبی ہی کا ایک طریقہ ہے)۔

(10) جمشید بادشاہ کا تخت (یعنی سلطنت یا بادشاہت) فقیر کے بوریا کے نیچے چھپا ہوا ہے + فقر اور شاہی دونوں رضا کے مقامات ہیں (جب اللہ راضی ہوجاتا ہے تو تخت اور بوریا دونوں نصیب ہوجاتے ہیں لیکن اس کو راضی بوریا پر بیٹھ کر کیا جاتا ہے تخت پر بیٹھ کر نہیں تخت حاصل ہوجائے تو ضروری نہیں کہ بوریا بھی یعنی فقر بھی حاصل ہوجائے لیکن جب فقر حاصل ہوجائے گا تو تخت اس کے محتاج ہوں گے کوئی

Marfat.com

تخت پر بیٹھ کر اور کوئی بوریا پر بیٹھ کر اللہ کی رضا چاہتا ہے اور یہ مقامات رضا صرف شریعت کی پابندی سے حاصل ہوتے ہیں)۔

(11) سلطان کا حکم مان اور اس کے حکم سے رنجیدہ نہ ہو + روز قیل و قال روز میداں نہیں ہے (یہاں سلطان سے مراد وہ سلطان ہے جو صاحب ایمان اور متبع شریعت ہو وہ حاکم مراد ہے جسے قرآن اولوالا مرمنکم کے الفاظ میں متعین کرتا ہے وہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع فرمان صاحب امر ہو زندگی بھی میدان جنگ ہی ہے جدوجہد کا میدان ہے زندگی محض باتیں بنانے سے نہیں خون جگر دے کر اسے سینچنے کا نام ہے یہ جل ترنگ نہیں لہو ترنگ ہے اس لئے صاحب امر کے ہر حکم کی تعمیل خوشی سے کرو)۔

(12) جہاں تک ہو سکے اس کے حکم سے گردن نہ پھیر + تاکہ تیرے حکم سے کوئی گردن نہ پھیرے۔

(13) شریعت سے (یعنی اس کی پیروی کر کے) احسن تقویم ہو + ابراہیم خلیل اللہ پیغمبر کے ایمان کا وارث ہو (اللہ تعالیٰ قرآن کریم =95-4= آیت میں فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو احسن ساخت یا انداز پر پیدا کیا ہے یہ حسن ساخت و انداز اس کی شکل کا نہیں اس کے کردار کا ہے اور کردار کا حسن صرف اللہ کی اطاعت (رضا) سے پیدا ہوتا ہے اور اس کا تعلق شریعت کی پاسداری اور پابندی سے ہے ایسا کرنے سے انسان اس ایمان کا وارث بن جائے گا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تھا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اسی ایمان ابراہیمی کی تشریح و تفصیل ہے)۔

چوتھا بند

پس طریقت چیست اے والا صفات   شرع را دیدن بہ اعماق حیات
فاش می خواہی اگر اسرار دیں   جز بہ اعماق ضمیر خود مبیں
گر نہ بینی، دین تو مجبوری است   ایں چنیں دیں از خدا مہجوری است
بندہ تا حق را نہ بیند آشکار   بر نمی آید ز جبر و اختیار
تو یکے در فطرت خود غوطہ زن   مرد حق شو بر ظن و تخمین متن
تا نہ بینی زشت و خوب کار چیست   اندر ایں نہ پردۂ اسرار چیست
ہر کہ از سر نبی گیرد نصیب   ہم بہ جبریل امیں گردد قریب
اے کہ می نازی بہ قران عظیم   تا کجا در حجرہ می باشی مقیم
در جہاں اسرار دیں را فاش کن   نکتہ شرع مبیں را فاش کن
کس نہ گردد و در جہاں محتاج کس   نکتہ شرع مبیں این است و بس
مکتب و ملا سخنہا ساختند   مومناں ایں نکتہ را نشناختند
زندہ قومے بود از تاویل مرد   آتش او در ضمیر او فسرد
صوفیان با صفا را دیدہ ام   شیخ مکتب را نکو سنجیدہ ام
عصر من پیغمبرے ہم آفرید   آنکہ در قرآں بغیر از خود ندید

ہر یکے دانائے قرآن و خبر   در شریعت کم سواد و کم نظر
عقل و نقل افتادہ در بند ہوس   منبر شاں منبر کاک است و بس
زیں کلیماں نیست امید کشود   آستیں ہائے بے ید بیضا چہ سود؟
کار اقوام و ملل ناید درست   از عمل بنما کہ حق در دست تست

*

(1) اے اچھی صفات رکھنے والے (میرے قاری) پس طریقت کیا ہے + (طریقت) شرع کو اعماق حیات (زندگی کی گہرائیوں سے) دیکھنے کا نام ہے (شروع خارج سے کسی پر مسلط نہیں ہوتی بلکہ یہ بندہ کی زندگی کے اندر کی گہرائیوں سے باہر آتی ہے مراد ہے انسان کی فطرت کے تقاضوں کے مطابق ہے اب شرع کو اعماق حیات سے دیکھنے کے لئے جو آنکھ درکار ہے وہ ہے طریقت یعنی طریقت شرع کو جو ایک علمی چیز ہے عملی بنا دیتی ہے شریعت جو کچھ کہتی ہے طریقت اسے وارد کرتی ہے آدمی کا حال بناتی ہے شریعت کو علم سے عمل بناتی ہے اس کے جسم میں جان ڈالتی ہے)۔

(2) اگر دین کے بھیدوں کو صاف اور ظاہر دیکھنا چاہتا ہے + سوائے اپنے ضمیر کی گہرائیوں سے نہ دیکھ (کیونکہ اس کے بغیر ان کا مشاہدہ نہیں ہو سکے گا اور اس مشاہدہ کا طریقہ صرف طریقت بتاتی ہے)۔

(3) اگر تو دین کے یا شریعت کے اسرار نہیں دیکھتا تو دین تیری مجبوری ہے + اس قسم کا دین خدا سے (بندے) کو دور رکھتا ہے (اس لئے طریقت یا ولایت کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے تاکہ شریعت یا دین مجبوری نہیں اختیاری بن کے خدا سے رابطہ کا ذریعہ بن سکے)4۔

(4) بندہ اگر حق کو ظاہرا طور پر نہ دیکھے + وہ جبر و اختیار سے باہر نہیں آتا (جب تک بندہ یہ نہ مشاہدہ کر لے گا کہ شریعت خارج سے مجھ پر مسلط نہیں ہوئی بلکہ اسکی فطرت کے تقاضوں نے اسے جنم دیا ہے وہ جبر کے چکر سے نہیں نکل سکتا اور اختیار کے مقام پر فائز نہیں ہو سکتا)۔

(5) تو ایک دفعہ اپنی فطرت میں غوطہ لگا + حق کا مرد بن قیاس اور اندازے (کے علم) پر فخر نہ کر (شریعت کا راز اپنے اندر غوطہ لگانے سے یا سیر انفسی سے کھلے گا اور اس کا طریقہ صرف طریقت بتائے گی)۔

(6) تاکہ تو دیکھ لے کہ عمل کا اچھا ہونا اور برا ہونا کیا ہے + اس نو پردوں کے اسرار کے اندر کیا ہے یعنی یہ نو آسمان والی کائنات کیا ہے کیوں ہے اور اس میں کیا ہے (عام طور پر سات آسمان کہے جاتے ہیں بعض اس میں عرش اور کرسی کو ملا کر نو بنا لیتے ہیں)۔

(7) جو کوئی نبی (حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بھید سے نصیب پا لیتا ہے + وہ جبریل امین (جیسے مقرب اور وحی لانے والے فرشتے) کے بھی قریب ہو جاتا ہے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و نبوت کے اسرار کا پتہ لگانے کے لئے ضروری ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کیا جائے اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ شرع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی جائے اور شرع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم میں جان پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ طریقت کا مسلک اختیار کیا جائے جبریل سے قرب حاصل ہو جانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب نبوت کے اسرار سے بندہ آگاہ ہوتا ہے تو اس پر بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنی باتیں القا یا الہام کر دیتا ہے)۔

Marfat.com

(8) اسے کہ تو (اے مرد مسلماں) قرآن کریم پر ناز کرتا ہے + کب تک حجرے میں بیٹھا رہے گا (کب تک دنیا سے الگ رہے گا اگر تجھے واقعی قرآن عزیز ہے تو میدان عمل میں نکل شریعت کو پہلے خود پر نافذ کر پھر دوسروں پر اس کا نقش ثبت کر)۔

(9) جہان میں دین کے بھیدوں کو ظاہر کر + روشن شرع کی باریک بات یا رمز کو ظاہر کر (اور باریک بات کو ظاہر کرنے کے لئے حجرہ نشینی ترک کرنا اور عمل اختیار کرنا پڑے گا)۔

(10) شرع کو آشکا کرنا اس لئے ضروری ہے تاکہ جہان میں کوئی کسی کا محتاج نہ رہے + شرع روش کا نکتہ (باریک بات) صرف یہی ہے (جہاں شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نافذ ہو جاتی ہے کوئی شخص کسی شخص کا دست نگر نہیں رہتا سب اللہ غنی کے محتاج ہوتے ہیں)۔

(11) مدرسے اور ملا نے بہت باتیں بنائیں + لیکن (مومنوں کو چونکہ شرع کی رمز انہوں نے نہیں بتائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) مومنوں نے اس نکتہ کو نہ پہچانا یعنی شرع کی باریک بات ان پر منکشف نہ ہوئی وہ ظاہری شرع کے لئے پابند تو رہے لیکن اس شرع کی پابندی سے قاصر رہے جسے طریقت بتاتی ہے جب ایسی شرع کا نفاذ نہ ہوا تو اس کے خاطر خواہ نتائج بھی مرتب نہ ہوئے)۔

(12) (مسلمان) ایک زندہ قوم تھی (ان علما اور فقہا کی اسلام کی غلط تاویلوں کی وجہ سے) مرگئی (اس میں انتشار و نفاق پیدا ہو گیا دین تو رہا لیکن دین کے جسم سے روح نکل گئی) + اس کے یعنی مسلمان قوم کے سینے میں جو آگ تھی (دین کی حرارت تھی) وہ بجھ گئی۔

(13) میں نے (اس دور کے) باصفا صوفیوں کا دیکھا ہے + میں نے مدرسوں کے اساتذہ کو خوب تولا ہے (کسی میں وہ بات نہیں جس کا اسلام ان سے تقاضا کرتا ہے)۔

(14) () عصر حاضر نے (مسلمانوں میں) ایک پیغمبر بھی پیدا کیا (اشارہ ہے برصغیر کے صوبہ پنجاب کے قصبہ قادیاں ضلع گورداس پور میں پیدا ہونے والے شخص مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف جس نے انگریزی اقتدار کی چھتری کی حفاظت میں یہ اعلان کردیا تھا کہ میں (مسیح موعود ہوں) + اس (جھوٹے مدعی نبوت) نے قرآن میں سوائے اپنے کچھ نہ دیکھا (صرف نبوت مسیح والی آیت کو پکڑ لیا اور قرآن کے باقی حصوں پر نظر نہ کی یہاں تک کے اس نے یہ اعلان بھی کردیا کہ اس دور میں خصوصاً انگریز حاکموں کے خلاف جہاد حرام ہے)۔

(15) (مدرسہ ملا اور یہ جھوٹا نبی) ہر ایک (دعویدار ہے) کہ وہ قرآن اور حدیث کا جاننے والا ہے + لیکن (تینوں) شریعت (پر غور کرنے کے بارے میں) کم نظر اور کم سواد ہیں (جن کی آنکھیں شریعت کے صحیح رخ کو دیکھنے سے قاصر ہیں کم سواد وہ ہوتا ہے جس کی آنکھ کی پتلی میں روشنی نہ ہو)۔

(16) (اس دور کے علما و فقہا اور صوفیا و فقرا میں) عقلی علوم اور نقلی یعنی شرعی علوم ہوس کی قید میں ہیں (نفس اور پیٹ کی پرورش کے لئے ہیں) + ان کے (مسجدوں اور خطبوں) کے منبر پر صرف لکڑی کے منبر ہیں (ان کی حقیقت باطل ہو چکی ہے ان منبروں پر صرف خطیب دین کو اپنی ہوس پرستی کے لئے استعمال کرتے ہیں)۔

(17) ان کلیموں (خطبے دینے والے اور وعظ کرنے والوں) سے (دین کی مشکلات) کی کشود یعنی حل کی کوئی امید نہیں + ان کی آستینیں ید بیضا کے بغیر ہیں (ایسی صورت میں) ان کا فائدہ؟ یعنی ان سے کوئی

فوائد حاصل نہیں ہوسکتے (حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا سے کلام کرتے تھے اس لئے کلیم اللہ تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں ہاتھ کا معجزہ عطا کر رکھا تھا جب وہ اپنی آستین سے ہاتھ نکالتے تھے تو وہ چمکتا تھا ان کا کلام ان کے عمل کا آئینہ تھا ان کا کلام اور ان کا عمل اللہ کی راہنمائی میں تھا ہمارے علماء اور حاکموں واعظوں اور خطیبوں کا کلام اللہ کی بجائے نفس پرستی کا نقش لئے ہوئے ہوتا ہے ان کی بات کچھ ہوتی ہے اور عمل کچھ ان سے بہتری کی کیا توقع ہوسکتی ہے علماء تو انبیا کے وارث ہوتے ہیں عہد حاضر کے علماء میں یہ وصف موجود نہیں ہے الا ماشااللہ)۔

(18) (آج) اقوام وملل عالم کا کام درست نہیں ہے (سب کو راہنمائی کی ضرورت ہے) + اپنے عمل سے پہلے (خود کو درست) دکھا پھر ان قوموں اور ملتوں کو درست کر کیونکہ (اگر جہان میں کسی کے پاس حق ہے) تو وہ صرف تو ہے (تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے تو آئینہ زمانہ کا جوہر ہے)۔

اشکے چند بر افتراق ہندیاں

ہندوستان کے لوگوں کے پراگندگی یا تنظیم کے نہ ہونے پر چند آنسو

پہلا بند

اے ہمالہ! اے اٹک! اے رود گنگ — زیستن تا کے چناں بے آب و رنگ؟
پیر مرداں از فراست بے نصیب — نوجواناں از محبت بے نصیب
شرق و غرب آزاد و ما نخچیر غیر — خشت ما سرمایہ تعمیر غیر
زندگانی بر مراد دیگراں — جاوداں مرگ است نے خواب گراں
نیست ایں مرگے کہ آید ز آسماں — تخم او می بالد از اعماق جاں
صید او نے مردہ شو خواہد' نہ گور — نے ہجوم دوستاں از نزد و دور
جامہ کس در غم او چاک نیست — دوزخ او آں سوے افلاک نیست
در ہجوم روز حشر او را مجو — ہست در امروز او فردائے او
ہر کہ ایں جاوا نہ کشت' ایں جا درود — پیش حق آں بندہ را بردن چہ سود
امتے کز آرزو نیشے نہ خورد — نقش او را فطرت از گیتی سترد
اعتبار تخت و تاج از ساحری است — سخت چوں سنگ ایں زجاج از ساحری است
در گذشت از حکم ایں سحر مبیں — کافری از کفر و دینداری زدیں
ہندیاں بایک دگر آویختند — فتنہ ہاے کہنہ باز انگیختند
تا فرنگی قومے از مغرب زمیں — ثالث آمد در نزاع کفر و دیں
کس نداند جلوۂ آب از سراب — انقلاب! اے انقلاب! اے انقلاب!

*

Marfat.com

(1) اے ہندوستان (کے بلند و بالا پہاڑ) ہمالہ اے علاقہ اٹک اور اے گنگا کے دریا + (یعنی اے ان علاقوں میں رہنے والے لوگو) کب تک تم ایسے بے آب و رنگ جیو گے (کب تک غلامی کی زندگی بسر کرو گے اور آپس میں علاقائی اور مذہبی منافرت پھیلاتے رہو گے یاد رہے علامہ نے یہ مثنوی 1936ء میں لکھی تھی جب کہ ہندوستان پر ابھی انگریز حکمران تھے اور وہ ہندو اور مسلم دو بڑی قوموں کو کئی اعتبارات سے لڑوا کر اپنی حکومت کو طول دینا چاہتا تھا علامہ نے یہ اشعار اس پس منظر میں لکھے ہیں)۔

(2) (**تمھارے**) بوڑھے فراست سے بے نصیب ہیں + (تمھارے) نوجوان محبت سے بے نصیب (ہیں)۔

(3) مشرق اور مغرب (کے لوگ) آزاد ہیں اور ہم غیروں یعنی انگریزوں کے غلام ہیں + ہماری اینٹیں دوسروں کی (عمارتوں) کی تعمیر کا سرمایہ (ہیں) یعنی ہم اپنی جو محنت کرتے ہیں وہ غیر ملکی حاکم کو تقویت پہنچانے کے لئے کرتے ہیں۔

(4) ہماری زندگی دوسروں کی مراد پر (بسر ہو رہی ہے) + یہ ہمیشہ کی موت ہے نہ کہ گہری نیند۔

(5) یہ وہ موت نہیں جو آسمان کی طرف سے آتی ہے + اس کا بیج جان کی گہرائی سے اگتا ہے مراد ہے یہ **تمھارے** جسم کی موت نہیں روح کی موت ہے **تمھاری** غیرت کی موت ہے۔

(6) (اس موت کا شکار جو تجھ پر طاری ہوئی ہے) نہ مردہ نہلانے والا مانگتا ہے نہ قبر + نہ (اپنے جنازے کے لئے) دور سے یا نزدیک سے آنے والے دوستوں کے ہجوم (کا طالب ہے)۔

(7) (اس مردے کی موت) کے غم میں کسی کے کپڑے نہیں پھٹتے + اس کی دوزخ آسمان کی اس طرف سے نہیں ہے (بلکہ اس دنیا میں ہے)۔

(8) (اس مردے کو) حشر کے ہجوم میں تلاش نہ کرنا + اس کی آج کے اندر ہی اس کی (آنے والی کل ہے یعنی اس کا حشر اور اس کی دوزخ یہی اس کی غلامانہ زندگی ہے غلام کی زندگی چونکہ اپنی نہیں ہوتی اس لئے وہ موت ہے زندگی نہیں ہے۔

(9) جس نے یہاں (دنیا میں) دانہ بویا اور اس نے اس جگہ (یعنی دنیا ہی میں کاٹا) اس بندہ کو (آخرت میں جزا و سزا کے لئے) خدا کے سامنے لے جانے کی کیا ضرورت ہے (اس کی دنیا بھی یہاں ہے اور اس کی آخرت بھی یہاں ہے اس نے جو کچھ یہاں کیا اس کا بدلہ یہیں مل گیا اس نے غلامی پر رضامندی ظاہر کی اس کو دوزخ یہی مل گئی کیونکہ غلامی کی زندگی دوزخی کی زندگی سے بھی بری ہے۔

(10) جس قوم نے آرزو کا نیش (ڈنک) نہیں کھایا یعنی جس نے آرزو خصوصاً غلامی سے چھٹکارا پانے کی آرزو نہیں کی + اس کے (وجود کے) نقش کو قدرت نے دنیا سے مٹا دیا۔

(11) تخت و تاج کا اعتبار (بادشاہوں) کی جادوگری ہے (جس کے ذریعے وہ رعایا کو غلام بناتے ہیں) + یہ (بادشاہت) کا شیشہ جادوگری کی وجہ سے پتھر کی طرح سخت ہے (غلام قوم اگر اس بات کو سمجھ لے اور اپنے آقاؤں کی جادوگری کو توڑ دے تو آقاؤں کے بت پاش پاش ہو سکتے ہیں)۔

(12) (انگریز حکمرانوں) کی اس روشن اور صاف جادوگری سے + (ہندوستان کے کافروں یعنی ہندوؤں کی کافری کفر کو اور (مسلمانوں کی) دینداری دین کو چھوڑ گئی (نہ ہندو صحیح معنوں میں ہندو رہا اور نہ مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان رہا ہندوستان کی دونوں بڑی قوموں نے خود کو اپنے انگریز حاکموں کے رنگ میں

Marfat.com

رنگ لیا اور اپنا رنگ ختم کر دیا)۔

(13) (فرنگیوں نے بہ ظاہر دلفریب مگر حقیقت میں زندگی (خراب چالوں سے) ہندوستان کے لوگ (ہند اور مسلم) ایک دوسرے سے برسرپیکار ہیں + انہوں نے پرانے فتنوں کو پھر کھڑا کر دیا (یعنی ہندو اور مسلمان جو مدتوں سے اکٹھے رہ رہے تھے ان میں دشمنیاں پیدا کر دی ہیں اور وہ ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے درپے ہیں تقسیم کرو اور حکمران رہو کی چال سے وہ اپنی حاکمیت کو طول دے رہے ہیں)۔

(14) یہاں تک کے فرنگی جو مغرب کے علاقے کی ایک قوم ہے + (یہاں آکر) کفر اور دین (ہندو اور مسلمان) کے درمیان ثالث بنی ہوئی ہے (اس ہندو مسلم اختلافات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کبھی وہ ایک قوم کو تھپکی دیتی ہے اور کبھی دوسری قوم کو اور اسی طرح خود کو مضبوط سے مضبوط تر بناتی جا رہی ہے)۔

(15) وہ (دونوں قوموں میں اس طرح کی ثالثی کر رہا ہے) کہ کوئی نہیں جانتا پانی کا جلوہ کیا ہے اور سراب کیا ہے (انگریز حاکم کی چالوں کو وہ سمجھ نہیں رہا) + (اب ضرورت اس امر کی ہے کہ دونوں قومیں اس انگریز مکار کی مکارانہ چالوں کو سمجھ کر اتحاد پیدا کریں اور اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوں یہ نعرہ لگاتی ہوئی) انقلاب اے انقلاب (بدل دو اس سارے نظام کو نکال دو انگریز کو ملک سے)۔

دوسرا بند

اے ترا ہر لحظہ فکر آب و گل	از حضور حق طلب یک زندہ دل
آشیانش گرچہ در آب و گل است	نہ فلک سرگشتہ ایں یک دل است
تا نہ پنداری کہ از خاک است او	از بلندی ہاے افلاک است او
ایں جہاں او را حریم کوے دوست	از قباۓ لالہ گیرد بوے دوست
ہر نفس با روزگار اندر ستیز	سنگ رہ از ضربت او ریز ریز
آشناے منبر و دار است او	آتش خود را نگہدار است او
آبجوے و بحر ہا دارد ببر	می دہد موجش ز طوفانے خبر
زندہ و پایندہ بے نان تنور	میرد آں ساعت کہ گردد بے حضور
چوں چراغ اندر شبستان بدن	روشن از وے خلوت و ہم انجمن
ایں چنیں دل خود نگر' اللہ مست	جز بہ درویشی نمی آید بدست
اے جواں دامان او محکم بگیر	در غلامی زادہ' آزاد میر

*

(1) (اے) کہ تجھے ہر وقت آب و گل کی (اپنے جسم کی پرورش کی) فکر لگی رہتی ہے + اللہ کے حضور سے ایک زندہ دل طلب کر (اسی میں تیری بہتری ہے اسی سے تجھے غلامی سے نجات ملے گی)۔

(2) تیرا آشیانہ اگرچہ آب و گل میں ہے + لیکن نو آسمان اس ایک دل کے سرگشتہ (حیران) ہیں (کیونکہ دل وسعت میں ان سے بھی زیادہ ہے)۔

(3) تو یہ نہ سمجھ لے کہ وہ یعنی دل بھی (جسم کی طرح) مٹی سے (پیدا ہوا) ہے + وہ تو افلاک کی بلندی

Marfat.com

سے (آیا) ہے (دل سے مراد وہ گوشت کالوتھڑا نہیں ہے جو ہر آدمی کے سینے میں ہے بلکہ اس سے مراد ایک خاص قسم کا جذبہ ہے جو دل آدمی سے متعلق ہے جس کو صوفیا جانتے اور پہچانتے ہیں)۔

(4) (دل اگرچہ افلاک کی بلندی سے تعلق رکھتا ہے) لیکن یہ جہان اس کے لئے یار کی گلی کا کعبہ ہے دل کا تعلق مادی نوزات سے نہیں ہے وہ جسم مادی میں ایک کعبہ کی حیثیت رکھتا ہے یا یہ کہ دل سارے جہان کو خدا کے انوار و تجلیات کا مقام سمجھتا ہے) وہ لالہ کی قبا سے دوست کی خوشبو پاتا ہے (وہ قدرت کے مظاہر سے صاحب قدرت کا پتہ پاتا ہے)۔

(5) وہ ہر لحہ زمانے کے ساتھ جنگ میں رہتا ہے + راستے کا پتھر اس کی ضرب سے ریزریز ہو جاتا ہے (کوئی مشکل اسکے سامنے مشکل نہیں رہتی)۔

(6) وہ منبر اور دار (دونوں) کا آشنا ہے (کبھی بزم میں اور کبھی رزم میں ہوتا ہے کبھی خطیب ہوتا ہے اور کبھی بر سردار ہوتا ہے یعنی ضرورت پڑنے پر سر بھی دے دیتا ہے) + وہ اپنی آگ کا (عشق کی آگ کا) خود نگہدار ہے (یہ منبرو دار کے کرشمے اس عشق کی وجہ سے ہیں جن کا دل حامل ہے)۔

(7) وہ ندی ہے لیکن اپنے پہلو میں کئی سمندر رکھتی ہے + اس کی موج طوفان کی خبر دیتی ہے مراد ہے دل کی وسعت گہرائی اور جوش کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

(8) (دل) تنور کی روٹی کھائے بغیر زندہ اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے + وہ اس وقت مرتا ہے جب وہ بے حضور ہو جاتا ہے (جب اللہ تعالیٰ کی حضوری سے وہ دور ہو جاتا ہے ایسے دل کو جس کی زندگی اللہ کے مشاہدے اور اس کے حضور قائم و دائم رہنے سے ہے زندہ رہنے کے لئے مادی سازو سامان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اللہ کا نور کھاتا ہے وہ اللہ کے حضور رہتا ہے اس لئے زندہ و پائندہ رہتا ہے)۔

(9) بدن کی سیاہ رات کے کے مقام کے اندر (دل) چراغ کی مانند ہے + اس سے (انسان کی) خلوت بھی روشن ہے اور جلوت بھی (دل سے زندگی پر نور اور دل کے بغیر زندگی تاریک ہے)۔

(10) دل اس قدر خود نگر اور اللہ مست (ہوتا ہے) + کہ وہ بغیر درویشی کے ہاتھ نہیں آتا (دل کی حقیقت کو جاننا اور پھر اس حقیقت کو پانا صرف مرد درویش کا کام ہے درویش کے علاوہ کسی بھی اور طریقے سے یہ خود نگر اور اللہ مست ہاتھ نہیں آتا)۔

(11) اے جوان اس کا یعنی خود نگر اور اللہ مست دل کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے + تو غلامی میں پیدا ہوا ہے آزادی (کی فضا) میں مر مراد اس سے یہ ہے کہ انگریز کی سیاسی غلامی سے تو بے شک چھٹکارا نہیں پا سکتا تو اپنے جسم کو اور ذہن کو بے شک اس کی قید سے آزاد نہیں کرا سکتا لیکن دل کو تو آزاد رکھ سکتا ہے اور یاد رکھ دل کی آزادی شہنشاہی ہے اس کے مقابلے میں شکم موت کا سامان لئے ہوئے ہے اے جوان دل اختیار کر شکم کو نظر انداز کر دے دل آزاد ہو گا تو شکم بھی آزاد ہو گا شکم آزاد ہو گا تو دل غلام ہو جائے گا تو پھر وہ مقام آجائے گا کہ نہ تن تیرا اور نہ من۔

Marfat.com

سیاسیات حاضرہ

دور حاضر کی سیاسی سرگرمیاں

پہلا بند

می کند بند غلاماں سخت تر حریت می خواند او را بے بصر
گرمی ہنگامہ جمہور دید پردہ بر روے ملوکیت کشید
سلطنت را جامع اقوام گفت کار خود را پختہ کرد و خام گفت
در فضایش بال و پر نتواں کشود با کلیدش ہیچ در نتواں کشود
گفت با مرغ قفس "اے درد مند آشیاں در خانہ صیاد بند
ہر کہ سازد آشیاں در دشت و مرغ او نباشد ایمن از شاہین و چرغ"
از فسونش مرغ زیرک دانہ مست نالہ ہا اندر گلوے خود شکست
حریت خواہی بہ پیچاکش میفت تشنہ میر و بر نم تاکش میفت
الحذر از گرمی گفتار او الحذر از حرف پہلو دار او
چشم ہا از سرمہ اش بے نور تر بندۂ مجبور از و مجبور تر
از شراب ساتگینش الحذر از قمار بد نشینش الحذر
از خودی غافل نہ گردد مرد حر حفظ خود کن حب افیونش مخور
پیش فرعوناں بگو حرف کلیم تا کند ضرب تو دریا را دو نیم

*

(1) (دور حاضر کی سیاست کا جو دراصل مغرب کے مکاروں اور چال بازوں نے دی ہے ایسی سیاست ہے جو) غلاموں کی زنجیر غلامی کو اور مضبوط بناتی ہے + حریت (آزادی) اسے بے بصر یعنی اندھی سیاست کہتی ہے (یہ سیاست لعنت ہے رحمت نہیں)۔

(2) (جب مغرب کے سیاستدانوں نے) جمہور کے ہنگاموں کی گرمی دیکھی (کہ لوگ اپنے حقوق مانگ رہے ہیں) تو انہوں نے بادشاہت کے چہرے پر پردہ کھینچ دیا (اور لوگوں کو جمہوریت کی نعمت عطا کی لیکن یہ جمہوریت کی نعمت جو ان مغربی جادوگروں نے دی ہے دراصل ملوکیت ہی کی ایک خوش نما مگر بد باطن شکل ہے)۔

(3) (ان مغربی سیاست دانوں نے مشرقی اقوام کو غلام رکھنے کے لئے) سلطنت کو اقوام کی جامع کہا (کہ سلطنت بری شے نہیں بشرطیکہ اسے اقوام کی جمعیت کی شکل دے دی جائے چنانچہ پہلی جنگ عظیم کے بعد انہوں نے جمعیت الاقوام کے نام سے اور دوسری جنگ عظیم کے بعد یو این او کے نام سے اقوام کو ایک انجمن کی شکل میں جمع کیا صرف اس لئے کہ غلاموں کو آزادی نہ ملنے پائے غلام اقوام اگر سیاسی طور

Marfat.com

پر آزاد ہو بھی جائیں تو کئی دوسرے طریقوں سے ان کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا جا سکے) انہوں نے اپنے کام کو تو اس طرح پختہ کر لیا لیکن (دوسروں کو) خام کہا یعنی ان کو دھوکا دیا (ان کا دنیا کی تمام سلطنتوں کو ملا کر ایک سلطنت بنا دینا دراصل اپنی حکمرانی کو آسان بناتا ہے پہلے مختلف سلطنتوں سے فرداً نپٹنا پڑتا تھا اب ایک ہی جگہ یو این او کے ادارے کے ذریعے سب ملکوں کو زیر نگیں کیا جا سکتا ہے)۔

(4) اس کی فضا میں بال و پر نہیں کھولے جا سکتے + اس کی کنجی سے کوئی دروازہ نہیں کھولا جا سکتا (جو سیاست کی فضا اہل مغرب نے ہمیں دی ہے اس میں حقیقی معنوں میں آزادی کی فضا نصیب نہیں ہو سکتی یہ دنیا کا کوئی مسئلہ حل کرنے کا قابل نہیں ہے)۔

(5) اس پنجرے میں قید پرندے سے کہا اے تکلیف اٹھانے والے + تو شکاری کے گھر میں آشیانہ بنا لے (پنجرے میں قید رہنے سے کہیں بہتر ہو گا) مراد یہ ہے کہ مغرب کے ارباب سیاست مکر و فن سے کام لیتے ہوئے مشرق کی غلام اقوام سے کہتے ہیں کہ تم ہماری عمل داری میں رہو تو محفوظ رہو گے ورنہ نہ جانے تمہارے ساتھ کیا سلوک ہو یعنی شکاری پرندے کو دعوت دے رہا ہے کہ میرے گھر آ جاؤ تو محفوظ رہو گے شکار کرنے میں تو پھر محنت کرنا پڑے گی جب شکار خود ہی شکاری کے گھر آ گیا تو بلا محنت اس کا مقصد پورا ہو گیا۔

(6) جو کوئی بیابان اور سبزہ زار میں آشیانہ بناتا ہے + وہ شاہین اور چرغ سے (شکار کرنے والے ان پرندوں سے) محفوظ نہیں رہتا (اس لئے تم شکاری کے گھر آ جاؤ تم محفوظ رہو گے)۔

(7) اس کے جادو سے عقل مند پرندہ نے جو دانہ مست ہوتا ہے + اپنے نالے اپنے گلے میں دبائے مراد ہے کہ صیاد کے خلاف اس نے زبان بند کر دی اور دانہ کے لالچ میں صیاد کے گھر پہنچ گیا مراد یہ ہے کہ غلام اقوام کو طرح طرح کے دل خوش کن وعدے دے کر یہ مغربی سیاست دان غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔

(8) اگر تو آزادی چاہتا ہے تو (ان مغربی سیاست دانوں کے) بل فریب میں نہ پھنس + پیاسا مر جا ان کی انگور کی بیل کی نم یعنی شراب نہ پی۔

(9) ان کی گرمی گفتار سے اللہ کی پناہ + ان کی (تقریروں) کے پہلو دار حروف سے اللہ بچائے (وہ کہتے کچھ ہیں اس کا مطلب کچھ ہوتا ہے وہ اپنی پہلو دار تقریروں سے غلام قوموں کو فریب دیتے ہیں)۔

(10) اس کے سرمہ سے آنکھیں پہلے سے زیادہ بے نور ہو جاتی ہیں + مجبور بندہ اس سے اور زیادہ مجبور ہو جاتا ہے۔

(11) اس کی صراحی کی شراب سے ڈرو (بچو) + اس کے بدنشین قمار (جوا) سے بچو (جوا کی بازی کا ساتھی اگر اچھا ہو تو پھر جوا بھی + گوارا کیا جا سکتا ہے لیکن اگر بد ہو تو جوا بد سے بھی بد ہو جاتا ہے ایسے جوا باز سے خدا کی پناہ)۔

(12) آزاد مرد خودی سے غافل نہیں ہوتا + اپنی حفاظت کر (اور) اس کی افیون کی گولی مت کھا (مغربی سیاست دان اپنی باتوں اور اعمال سے غلام قوموں کو ایسی افیون کھلا دیتے ہیں کہ پھر ان افیمیوں کو ہوش ہی نہیں رہتا کہ ان کا فائدہ کس بات میں ہے اور نقصان کس بات میں)۔

(13) (ان) فرعون کے سامنے کلیم کا حرف کہہ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کے

Marfat.com

فرعون کے مقابلے میں حق کی بات کہہ دیتے تھے تو بھی اپنے وقت کے ان مغربی فرعونوں کے سامنے کلمتہ الحق کہنے سے باز نہ رہ + تاکہ تیری ضرب سے دریا دونیم ہو جائے (حضرت موسیٰ نے دریا میں عصا مارا تھا تو یہ دو حصوں میں ہو گیا تھا اور درمیان میں خشک راستہ بن گیا تھا جس پر سے موسیٰ اور بنی اسرائیل والے گزر کر فرعون کی گرفت سے بچ گئے تھے)۔

دوسرا بند

دا غم از رسوائی ایں کارواں — در امیر او ندیدم نور جاں
تن پرست و جاہ مست و کم نگہ — اندرونش بے نصیب از لا الہ
در حرم زاد و کلیسا را مرید! — پردۂ ناموس ما را بر درید
دامن او را گرفتن ابلہی است — سینۂ او از دل روشن تہی است
اندریں رہ تکیہ بر خود برخود کن کہ مرد — صید آہو با سگ کورے نکرد
آہ از قومے کہ چشم از خویش بست — دل بہ غیر اللہ داد' از خود گست
تا خودی در سینۂ ملت بمرد — کوہ کاہی کرد و باد او را ببرد
گرچہ دارد لا الہ اندر نہاد — از بطون او مسلمانے نزاد
آنکہ بخشد بے یقیناں را یقیں — آنکہ لرزد از سجود او زمیں
آنکہ زیر تیغ گوید لا الہ — آنکہ از خونش بروید لا الہ
آں سرور آں سوز مشتاقی نماند — در حرم صاحبدلے باقی نماند
اے مسلماں اندریں دیر کہن — تا کجا باشی بہ بند اہرمن
جہد با توفیق و لذت در طلب — کس نیابد بے نیاز نیم شب
زیستن تا کے بہ بحر اندر چو خس — سخت شو چوں کوہ از ضبط نفس

*

(1) میں اس کارواں کی یعنی غلام مسلمانوں کے قافلے کی رسوائی سے دل میں داغ رکھتا ہوں + میں نے اس کے امیر کارواں میں کوئی نور نہیں دیکھا (اس قوم کے راہنما بے بصیرت ہیں)۔

(2) وہ تن پرست جاہ مست اور کم نگاہ ہے + اس کا اندر لا الہ سے بے نصیب ہے (زبان سے کلمہ گو ضرور ہے لیکن اس کا کوئی اثر اس میں نہیں ہے)۔

(3) وہ پیدا کعبہ میں یعنی مسلمانوں کے گھر میں ہوا ہے لیکن مرید گرجا کا ہے یعنی اس کی فکر اس کے طور اور اس کی زندگی کے انداز سب عیسائیوں جیسے ہیں + اس نے ہماری یعنی ملت اسلامیہ کی ناموس کے پردے کو چاک کر دیا (ملت کو ذلیل کر دیا ہے۔

(4) اس کا دامن پکڑنا بے وقوفی ہے + اس کا سینہ روشن دل سے خالی ہے۔

(5) اس راستے میں (ایسے بدخواہ امیر کارواں کی بجائے اے قافلے والے) خود پر بھروسہ کر کیونکہ کسی مرد نے + ہرن کا شکار اندھے کتے کی مدد سے نہیں کیا۔

(6) افسوس ہے اس قوم پر جس نے خود پر آنکھیں بند کر لیں یعنی جس نے اپنی خودی کو نہ پہچانا + جس نے اپنا دل غیر اللہ کو دے دیا اور اپنے آپ سے ناتہ توڑ لیا۔

(7) جب ملت کے سینے میں خودی مر گئی + (تو) پہاڑ تنکا ہو گیا اور ہوا اسے لے اڑی (مخالف قومیں اس پر غالب آ گئیں)۔

(8) اگرچہ (مسلمان) اپنی فطرت میں لا الٰہ رکھتا ہے (کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) لیکن اس کے اندر سے مسلمانی پیدا نہیں ہوئی مراد یہ ہے کہ مسلمان نام کا مسلمان ہے طیبہ کا اقرار کرنے کے بعد غیروں کا محتاج ہے۔

(9) وہ جو بے یقینوں کو یقین بخشتا ہے + وہ کہ جس کے سجدے سے زمین لرزتی ہے۔

(10) وہ جو تلواروں کے سائے میں لا الٰہ کہتا ہے + وہ جس کے خون سے لا الٰہ (کا پودا) اگتا ہے یعنی جو شہید ہو جاتا ہے لیکن لا الٰہ پر آنچ آنے نہیں دیتا۔

(11) (آج اس مسلمان) میں وہ سوز مشتاقی (عشق کا سوز) اور وہ (عشق کی وجہ سے پیدا شدہ) سرور باقی نہیں رہا + (آج) حرم میں کوئی صاحب دل باقی نہیں رہا۔

(12) اے مسلمان اس پرانی دنیا میں + کب تک تو شیطان کی زنجیر میں بندھا رہے گا (کب تک اس کے پھندے میں گرفتار رہے گا)۔

(13) طلب میں لذت اور توفیق والی کوشش + کسی میں آدھی رات کی (آہ فغاں) سے بے نیاز ہو کر نہیں آ سکتی (رات کے پچھلے پہر خدا سے تعلق پیدا کر اسی میں تیری بہتری کا راز ہے)۔

(14) سمندر کے اندر تنکے کی طرح رہنا کب تک + ضبط نفس سے پہاڑ کی طرح سخت ہو (یہ دنیا ساحل سمندر کی طرح امن کی جگہ نہیں یہ تو سمندر کی گہرائیوں اور اس میں اٹھنے والے طوفانوں کی طرح ہے اس کے لئے سخت کوشش اور سخت جان ہونا پڑے گا)۔

تیسرا بند

گرچہ دانا حال دل با کس نگفت   از تو درد خویش نتوانم نہفت
تا غلامم در غلامی زادہ ام   ز آستان کعبہ دور افتادہ ام
چوں بنام مصطفیٰ خوانم درود   از خجالت آب میگردد وجود
عشق می گوید کہ "اے محکوم غیر   سینہ تو از بتاں مانند دیر
تانداری از محمدؐ رنگ و بو   از درود خود میالا نام او"

*

(1) اگرچہ دانا آدمی نے (کبھی) کسی سے دل کا حال بیان نہیں کیا + تجھ سے (اے عہد حاضر کے زبون و زار مسلمان) میں اپنا درد نہیں چھپا سکتا۔

(2) چونکہ میں غلام ہوں اور غلامی کے دور میں پیدا ہوا ہوں + (اس لئے) میں کعبہ کے آستان سے دور جا پڑا ہوں (مجھے دین سے کوئی شغف نہیں رہا)۔

Marfat.com

(3) جب میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود بھیجتا ہوں + تو شرمندگی سے میرا بدن پانی ہو جاتا ہے۔

(4) عشق کہتا ہے کہ اے غیروں کے محکوم تیرا سینہ تو بتوں کی وجہ سے مندر کی مانند ہے (تونے سینے میں تو غیر اللہ کو اور غیر مصطفیٰ کو جگہ دے رکھی ہے)۔

(5) جب تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ و بو ہی نہیں رکھتا (تو) اپنے درود سے اس کا نام گدلا نہ کر۔

چوتھا بند

از قیام بے حضور من مپرس — از سجود بے سرور من مپرس
جلوۂ حق گرچہ باشد یک نفس — قسمت مردان آزاد است و بس
مردے آزادے چو آید در سجود — در طوافش گرم رو چرخ کبود
ما غلاماں از جلالش بے خبر — از جمال لا زوالش بے خبر
از غلامے لذت ایماں مجو — گرچہ باشد حافظ قرآں' مجو
مومن است و پیشہ او آزری است — دین و عرفانش سراپا کافری است
در بدن داری اگر سوز حیات — ہست معراج مسلماں در صلوٰت
در نداری خون گرم اندر بدن — سجدۂ تو نیست جز رسم کہن
عید آزاداں شکوہ ملک و دیں — عید محکوماں ہجوم مومنیں!

*

(1) میرے (نماز) میں بے حضور قیام کے متعلق نہ پوچھ + میرے (نماز میں) بے سرور سجدے کے متعلق (بھی) مت پوچھ مراد ہے نہ میری نماز کا قیام درست ہے اور نہ سجدہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے ہونے کی بجائے میں نہ جانے کہاں گھوم پھر رہا ہوتا ہوں ایسی نماز کے نہ قیام میں نرہ ہے اور نہ سجدے میں۔

(2) حق کا جلوہ اگرچہ ایک دم کے لئے کیوں نہ ہو + وہ صرف آزاد مردوں کی قسمت میں ہے اور بس (نماز با حضور آزاد مردوں کی ہوتی ہے غلاموں کی نہیں ہوتی)۔

(3) آزاد مرد جب (نماز کے وقت) سجدے میں پڑتا ہے + تو اس کے طواف میں نیلا آسمان تیزی سے گھومنے والا ہوتا ہے (چونکہ نمازی اس وقت ہر شے سے منہ موڑ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سر جھکائے ہوئے ہوتا ہے اس لئے ساری کائنات اس کی تماشائی ہوتی ہے اس کے آگے سر جھکائے ہوئے ہوتی اس کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہوتی ہے)۔

(4) ہم غلام (ایسے سجدے کے) جلال سے بے خبر ہیں + ہم اس کے لازوال جمال سے بے خبر ہیں۔

(5) کسی غلام سے ایمان کی لذت تلاش نہ کر + اگرچہ وہ قرآن کا حافظ کیوں نہ ہو اس میں (لذت ایمان) تلاش نہ کر۔

Marfat.com

(6) (آج صورت حال یہ ہے کہ) مومن ہے لیکن اس کا پیشہ آذری (بت پرستی) ہے (وہ کلمہ گو ہو کر غیراللہ کے سامنے جھکتا ہے) + اس کا دین اور اس کا عرفان سراسر کافری یعنی کافروں کا سا ہے (آذر حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں ان کی قوم کا بابا تھا جو بت پرست تھا)۔

(7) اگر تو بدن میں سوز حیات رکھتا ہے + تو نماز میں مسلمان کی معراج ہے۔

(8) اگر تو بدن کے اندر گرم خون (نور عشق) نہیں رکھتا + تو تیرا سجدہ سوائے ایک پرانی رسم کے اور کچھ نہیں ہے۔

(9) آزادوں کی عید دین اور ملک کا شکوہ (جلال/دبدبہ) ہوتا ہے + غلاموں کی عید (صرف) مومنوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔

حرفے چند با امت عربیہ

چند باتیں عرب قوم کے لئے

اے در و دشت تو باقی تا ابد　　نعرۂ لا قیصر و کسریٰ کہ زد؟
در جہان نزد و دور و دیر و زود　　اولیں خوانندۂ قرآں کہ بود؟
رمز الا اللہ کرا آموختند؟　　ایں چراغ اول کجا افروختند؟
علم و حکمت ریزۂ از خوان کیست؟　　آیہ فاصبحتم اندر شان کیست؟
از دم سیراب آں امی لقب　　لالہ رست از ریگ صحرائے عرب
حریت پروردۂ آغوش اوست　　یعنی امروز امم از دوش اوست
او دلے در پیکر آدم نہاد　　او نقاب از طلعت آدم کشاد
ہر خداوند کہن را او شکست　　ہر کہن شاخ از نم او غنچہ بست
گرمی ہنگامہ بدر و حنین　　حیدرؓ و صدیقؓ و فاروقؓ و حسینؓ
سطوت بانگ صلوٰت اندر نبرد　　قراء ت الصفت اندر نبرد
تیغ ایوبی نگاہ بایزید　　گنجہائے ہر دو عالم را کلید
عقل و دل را مستی از یک جام مے　　اختلاط ذکر و فکر روم و رے
علم و حکمت، شرع و دیں، نظم امور　　اندرون سینہ دل ہا ناصبور
حسن عالم سوز الحمرا و تاج　　آنکہ از قدوسیاں گیرد خراج
ایں ہمہ یک لحظہ از اوقات اوست　　یک تجلی از تجلیات اوست
ظاہرش ایں جلوہ ہائے دلفروز　　باطنش از عارفاں پنہاں ہنوز
حمد بیحد مر رسولؐ پاک را　　آں کہ ایماں داد مشت خاک را

Marfat.com

(خواجہ عطار بہ تغیر لفظی)

*

(1) اے کہ تیرے بیابانوں اور آبادیوں کو (خدا) ابد تک باقی رکھے + "کوئی کسریٰ (شاہ ایران) اور کوئی قیصر (شاہ روم) نہیں ہے" کا نعرہ کس نے لگایا تھا یعنی اے عرب کی قوم تو وہ ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو قبول کرنے کے بعد ادھر ایرانی اور ادھر رومن سلطنت کو تباہ کر دیا تھا)۔

(2) اس نزد و دور اور دیر و زود کے جہان میں یعنی اس جہان میں جو زمان و مکاں میں مقید ہے + سب سے پہلے قرآن کا پڑھنے والا کون تھا (اے عرب تو ہی تو تھا)۔

(3) رمز الا اللہ کس کو سکھائی گئی تھی + یہ چراغ پہلے کہاں جلایا گیا تھا۔

(4) علم و حکمت کس کے دسترخوان کا ریزہ (پس خوردہ) ہے + فاصبحتم کی آیت کس کی شان میں آئی (اس میں قرآن کی آیت=3۔103= کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ یاد کرو احسان اللہ کا جو اس نے تم پر کیا جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے مگر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی جس کی بدولت تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے) پہلے مصرع میں یہ بتایا گیا ہے کہ تم عرب ہی تھے جنہوں نے علم و حکمت کی روشنی دنیا کو دی باقی سب نے اس سے استفادہ کیا یہاں تک کہ یورپ کی موجود ترقی کی بنیاد یہی بنتی ہے۔

(5) اس امی لقب یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے + صحرائے عرب کی ریت سے لالے اگے (بڑے بڑے علماء، صفحا، فقراء، حکماء وغیرہ پیدا ہوئے)۔

(6) حریت (آزادی کی نعمت) ان کی آغوش کی پروردہ ہے + یعنی قوموں کا آج ان کے گزرے ہوئے کل کی وجہ سے ہے مراد ہے آج جس حریت کا چرچا ہے یا جس حریت کی نعمت سے اقوام عالم اور بندگان خدا سرفراز ہیں وہ اسی امی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہے آدمی آدمی کا غلام ہو یہ خلاف فطرت ہے کا اصول دنیا کو انہی نے دیا ہے۔

(7) انہوں نے آدمی کے جسم میں دل رکھا (لوگوں کو تن پرستی سے نکالا اور خدا پرستی کی طرف مائل کیا جسم کی طاقتوں کے ساتھ ساتھ دل کی طاقتوں کا بھی انکشاف کیا جان و تن دونوں کی پرورش کی تلقین کی + انہوں نے آدم کے چہرے سے نقاب اٹھایا مراد ہے انہوں نے آدمی کو اپنے ہونے کا احساس دلایا اپنی قدر و قیمت بتائی کہ تو ہی سب کچھ ہے باقی سب کچھ تو تیری خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

(8) انہوں نے ہر پرانے خداوند کو توڑ دیا (اور صرف ایک خدا کے آگے جھکنے کا درس دیا) + ہر پرانی شاخ نے ان کے نم کی وجہ سے غنچہ پیدا کیا (زندگی کی نئی نئی راہیں کھولیں)۔

(9) جنگ بدر اور جنگ حنین کے ہنگاموں کی گرمی + حیدر (حضرت علیؓ) صدیق (حضرت ابوبکرؓ) فاروق (حضرت عمر فاروقؓ) اور امام حسین (ان کی شخصیت، کردار اور تعلیمات کا عکس لئے ہوئے ہیں)۔

(10) جنگ کے موقع پر (میدان جنگ میں) نماز کی اذان کی ہیبت + جنگ کے موقع پر قرآن کی سورۃ الصّٰفّٰت کی قرآت (انہی کے طفیل ہے انہوں نے یہی بتایا کہ جنگ کرتے ہوئے اگر نماز کا وقت آجائے تو اذان کہہ کر اللہ کے آگے سربسجود ہو جاؤ مگر ایک خاص قاعدے کے مطابق جو اس وقت کے لئے انہوں نے بتایا ہے اس کی مثال نہ صرف انہوں نے خود بلکہ ان کے صحابہ اور تابعین تک نے قائم کی ہے

Marfat.com

سورہ الصّٰفّٰت کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں میدان جنگ میں صفیں باندھنے اور دوسری حربی ضربی باتوں کا ذکر ہے)۔

(11) حضرت صلاح الدین ایوبی (فاتح بیت المقدس) کی تلوار اور بایزید بسطامی (فقیر) کی نگاہ + جو دونوں جہانوں کے خزانوں کی کنجی ہے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عطا کی ہوئی ہے (سلطان صلاح الدین نے تن تنہا سارے یورپ والوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کی عزت کو چار چاند لگائے اور بایزید اپنی نگاہ کی تاثیر سے ہزاروں اور لاکھوں کے دلوں میں حق کا نفوذ کیا مراد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سرفرازی کے راستے دکھلائے)۔

(12) عقل و دل کو ایک ہی پیالے سے مستی ملی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو کامل کیا + روم اور رے کے ذکر و فکر میں اختلاط پیدا ہوا (روم کا اشارہ مولانا روم کی طرف ہے جو ذکر کے نمائندہ ہیں اور رے کا اشارہ فخرالدین رازی کی طرف ہے جو عقل کے نمائندہ ہیں مراد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے عقل اور عشق دونوں مراد پا گئے عقل کو غیاب و جستجو مل گئی اور عشق کو حضور و اضطراب نصیب ہو گیا)۔

(13) علم و حکمت شرع و دین اور امور کا انتظام (کیا ہے یہ سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے معلوم ہوا) + ان کے (فیضان نگاہ ہی کے طفیل) سینوں کے اندر ناصبور دل (پیدا ہوئے) یعنی جزبہ عشق بھی انہوں نے ہی عطا کیا۔

(14) عالم سوز حسن یعنی وہ حسن جو اندلس کے محل) الحمرا اور بھارت کے شہر آگرہ کے تاج محل میں ہے + وہ جو کہ فرشتوں سے خراج وصول کرتا ہے یعنی جس کی پاکیزگی اور صفائی کے فرشتے بھی اقراری ہیں۔

(15) یہ سب کچھ ان کے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات میں سے ایک لحہ کے برابر ہے (اس قسم کے حسن عالم سوز کے نمونے فنون لطیفہ اور شخصیات پاکیزہ میں اور نہ جانے کتنے ہیں) + یہ ان کی تجلی میں سے ایک تجلی ہے (دنیا میں جہاں کہیں بھی مرد مومن نے اپنی داخلی شخصیت کا اظہار کیا ہے خواہ اس کے عمل و کردار میں ہو خواہ اس کے فکر و تخیل میں ہو اور خواہ اس کے فن و ہنر میں ہو سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کا ایک معمولی حصہ ہے)۔

(16) اس کا ظاہر یہ اس کے دل فروز جلوے ہیں + اس کا باطن ابھی تک عارفوں سے پوشیدہ ہے (اب تک جن باتوں کا ذکر ہوا ہے اس کا تعلق تو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری حسن و تجلی سے ہے ان کے باطن کا حسن کیا ہے اس کو علما و حکما تو کیا ابھی تک عارف لوگ بھی پورے طور پر نہیں جان سکے)۔

(17) بے حد حمد خصوصی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی + کہ جنہوں نے جس مٹی کی مٹھی کو یعنی بنی آدم کو ایمان بخشا (یہ شعر مشہور فارسی شاعر خواجہ فریدالدین عطار کے پند نامہ کا ہے جس میں علامہ نے ادنیٰ تغیر کیا ہے۔

Marfat.com

دوسرا بند

حق ترا براں تر از شمشیر کرد ۔ سارباں را راکب تقدیر کرد
بانگ تکبیر و صلوٰت و حرب و ضرب ۔ اندراں غوغا کشاد شرق و غرب
اے خوش آں مجذوبی و دل بردگی ۔ آہ زیں دل گیری و افسردگی
کار خود را امتاں بردند پیش ۔ تو ندانی قیمت صحرائے خویش
امتے بودی' امم گردیدۂ ۔ بزم خود را خود زہم پاشیدۂ
ہر کہ از بند خودی وارست' مرد ۔ ہر کہ با بیگانگاں پیوست' مرد
آنچہ تو با خویش کردی' کس نکرد ۔ روح پاک مصطفیؐ آمد بدرد!
اے ز افسون فرنگی بے خبر ۔ فتنہ ہا در آستین او نگر
از فریب او اگر خواہی اماں ۔ اشترانش راز حوض خود براں
حکمتش ہر قوم را بے چارہ کرد ۔ وحدت اعرابیاں صد پارہ کرد
تا عرب در حلقہ دامش فتاد ۔ آسماں یک دم اماں او را نداد
عصر خود را بنگر اے صاحب نظر ۔ در بدن باز آفریں روح عمرؓ
قوت از جمعیت دین مبیں ۔ دیں ہمہ عزم است و اخلاص و یقیں
تا ضمیرش راز دان فطرت است ۔ مرد صحرا پاسبان فطرت است
سادہ و طبعش عیار زشت و خوب ۔ از طلوعش صد ہزار انجم غروب
بگذر از دشت و در و کوہ و دمن ۔ خیمہ را اندر وجود خویش زن
طبع از باد بیاباں کردہ تیز ۔ ناقہ را سردہ بمیدان ستیز
عصر حاضر زادۂ ایام تست ۔ مستی او از مے گلفام تست
شارح اسرار او تو بودۂ ۔ اولیں معمار او تو بودۂ
تا بہ فرزندی گرفت او را فرنگ ۔ شاہدے گردید بے ناموس و ننگ
گرچہ شیرین است و نوشین است او ۔ کج خرام و شوخ و بے دین است او
مرد صحرا! پختہ تر کن خام را ۔ بر عیار خود بزن ایام را

*

(1) اے اہل عرب (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور ان کی تربیت کے فیضان کی بدولت) حق نے تمھیں تلوار سے زیادہ تیز کاٹ والا بنایا + ساربانوں کو تقدیر کے (گھوڑے کا) سوار کیا (تم جدھر جاتے تھے ملک کے ملک فتح کرتے چلے جاتے تھے تم پہلے صحرا نشین اور اونٹ چرانے والے بدو شمار ہوتے تھے اللہ تعالیٰ نے تمھیں صرف اپنی ہی نہیں بلکہ قوموں کی تقدیر بدلنے والا بنایا)۔

(2) اذان کی آواز اور نماز اور جنگ و جدال (جہاد اللہ کی راہ میں) اس غوغا (ہنگامہ) کے اندر مشرق اور مغرب (کی قسمت) کی کشاد تھی تم نے اے اہل عرب دنیا کے لوگوں کو جہاد کے ذریعے اللہ اور اس کی

معبودیت سے آشنا کیا)۔

(3) کتنی اچھی تھی تمہاری وہ مجذوبی (اللہ کی راہ میں مستی) اور (لوگوں کے) دلوں کو کھینچ لانے کی (محبوبیت) یعنی تم اللہ کے لئے جہاد کرتے ہوئے جس طرف جاتے تھے لوگ تمہارے اور تمہارے دین کے فریفتہ ہو جاتے تھے + افسوس ہے تمہاری (آج کی) دل گیری اور افسردگی پر (یعنی آج تم میں کوئی خوبی نہیں ہے تم خود دل گرفتہ وافسردہ ہو قوموں کی دوڑ میں سب سے پیچھے ہو کہاں وہ بلندی اور کہاں یہ پستی)۔

(4) (دوسری) قومیں اپنے کاموں میں سبقت لے گئیں (تم سے کہیں آگے نکل گئیں ترقی کے اوج پر پہنچ گئیں) + (لیکن) تو اپنے صحرا کی قیمت کو نہیں جانتا (یہ وہ صحرا ہے جہاں سے تو نے اٹھ کر دنیا کو فتح کر لیا تھا یہ وہ صحرا ہے جہاں سے نبی آخرالزماں نے اپنی دعوت و عزیمت اور نگاہ و صحبت سے تمہیں ایک متحد زندہ اور غالب قوم بنا دیا تھا آج تم ہو کہ اپنے صحرا کی قیمت کو بھول چکے ہو اسے یاد کرو اور دوبارہ سرفرازی حاصل کرنے کے لئے میدان عمل میں اترو)۔

(5) (اے عرب کے لوگو) تم ایک متحد قوم تھے (آج) کئی قوموں میں بٹ چکے ہو + تم نے اپنی بزم کو خود ہی الگ الگ کر کے بکھیر دیا۔

(6) جو کوئی خودی کی قید سے نکلا وہ مر گیا + جو کوئی غیروں سے گھل مل گیا مر گیا (یعنی جس نے اپنی خودی نہ پہچانی اور خود کو دوسروں کی خودی میں گم کر دیا وہ ختم ہو گیا اے اہل عرب تم نے بھی اپنی شناخت کو قائم رکھنے کی بجائے خود کو سیاسی، تہذیبی، ثقافتی غرض کہ ہر طور سے فرنگی کے رنگ میں رنگ دیا اور اس طرح خود کو کھو دیا)۔

(7) جو کچھ تم نے خود سے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا + (تمہاری کرتوتوں کو دیکھ کر) حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو تکلیف پہنچتی ہے (انہوں نے اتنی محنت کے بعد تمہیں ہر لحاظ سے قابل تحسین قوم بنایا تھا ایسی قوم جس نے اپنی روحانی و جسمانی نعمتوں سے دوسروں کو بھی سرفراز کیا تھا لیکن آج تم ہر خوبی اور ہر نعمت سے خالی دامن ہو اور شعبہ زندگی میں غیروں کے محتاج ہو)۔

(8) اے کہ تو افرنگی (یورپ والوں) کے فریب سے بے خبر ہے + اس کی آستین میں (چھپے ہوئے) فتنوں کو دیکھ (وہ فتنے جو وہ اپنی طرح طرح کی فریب کاریوں سے تیرے اندر پیدا کر رہے ہیں اور اس طرح نہ یہ کہ تمہیں آپس میں لڑا رہے ہیں بلکہ تم پر اپنی ہر قسم کی گرفت کو بھی مضبوط بنا رہے ہیں)۔

(9) اگر تو اس کے فریب سے اماں چاہتا ہے + اس کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہانک دے یعنی ان کو اپنے کاموں میں دخل اندازی کا موقع نہ دے۔

(10) اس کی یعنی فرنگی کی حکمت نے (تمہیں ہی نہیں) ہر قوم کو بے چارہ بنا دیا ہے + اس نے عربوں کی وحدت کو (بھی) پارہ پارہ کر دیا۔

(11) جب سے اہل عرب اس (فرنگی کی فریب کاری کے) جال میں پھنسے ہیں + آسمان نے ایک دم کے لئے ان کو اماں نہیں دی (وہ مسلسل مصائب میں گرفتار ہیں)۔

(12) اے صاحب نظر اپنے زمانے کو دیکھ + اپنے بدن میں پھر حضرت عمرؓ کی روح پیدا کر (تاکہ کفر پر رعب تاری ہو عدل و احسان کا دور دورہ ہو جہاد فی سبیل اللہ سے لوگوں کو چھٹکارا دلا کر ان کو رب قدوس کے بندے بنایا جائے اور اس طرح ان پر احسان عظیم کیا جائے)۔

Marfat.com

(13) (یاد رکھ) تیری قوت روشن دین یعنی اسلام کی جمعیت سے ہے + (اور دین کیا ہے) سب کا سب عزم ہے اخلاص اور یقین ہے (کسی بھی کام میں کامیابی کے لئے پہلے مضبوط عزم کی ضرورت ہوتی ہے پھر اس کو اخلاص سے عمل میں لایا جاتا ہے اس یقین پر کہ کامیابی ہوگی)۔

(14) چونکہ اس کی ضمیر فطرت کی راز دان ہوتی ہے (اس لئے) مرد صحرا فطرت کا پاسبان ہوتا ہے (اس میں اس قسم کے دین اور اس قسم کے معاشرے کو پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے جو فطرت کے مطابق ہو)۔

(15) (مرد صحرا) سادہ (ہوتا ہے) اور اس کی طبیعت اچھے اور برے (کے پرکھنے کی) کسوٹی (ہوتی ہے) + اس کے طلوع سے سینکڑوں ہزار ستارے غروب ہوجاتے ہیں (یعنی ہر قسم کے غلط اور باطل افکار و اعمال ختم ہوجاتے ہیں)۔

(16) (ایسا کرکے اب تو) اپنے بیابان یا صحرا اور آبادی اور پہاڑ اور گھاٹی سے گزر جا (تونے خارج کا بہت تماشا کرلیا) + (اب خارج سے نظر ہٹا کر) اپنے وجود کے اندر خیمہ گاڑ (خود کو پہچان غفلت سے نکل پھر وہ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عرب کا ماحول پیدا کر اور ان نعمتوں سے جو اس ماحول نے کبھی تمہیں عطا کی تھیں خود بھی سرفراز ہو اور دنیا کو بھی سرفراز کر)۔

(17) اپنی طبیعت کو بیابان کی ہوا سے تیز کرکے + اپنی ناقہ (اونٹنی) کو میدان جنگ کی طرف روانہ کر (یہ میدان ہتھیاروں والی جنگ کا میدان نہیں بلکہ حق و باطل کی جنگ کا میدان ہے جو آج ہر طرف چھڑی ہوئی ہے)۔

(18) عصر حاضر تیرا ہی پیدا کردہ ہے (یورپ والوں نے تیرے ہی علوم و فنون سے استفادہ کرکے موجود ترقی کی ہے) + اس کی مستی تیری ہی گلابی شراب کی وجہ سے ہے۔

(19) اس کے بھیدوں کا شرح کرنے والا تو ہوا ہے + اس کا پہلا معمار تو ہوا ہے یعنی وہ تہذیب و تمدن وہ دین و معاشرہ وہ علوم و فنون اور وہ نظریات و افکار جو تونے اندلس فرانس اور دوسرے علاقوں کے ذریعے یورپ تک پہنچائے ہیں اہل یورپ ان کے سرے کو پکڑ کر ہی موجودہ منازل ترقی تک پہنچے ہیں لیکن انہوں نے ایک غلطی کی ہے انہوں نے عربوں کی محاسن کو ان سے نکال کر اپنے عیوب داخل کردیے ہیں اگر عربوں کے علوم و فنون کی صحیح شرح کو یورپ والے اپناتے تو وہاں انسانی معاشرہ ہوتا حیوانی نہ ہوتا اسلامی معاشرہ ہوتا باطلی معاشرہ نہ ہوتا)۔

(20) جب (تیرے علوم و فنون کو) فرنگیوں نے اپنی فرزندی میں لے لیا یعنی اپنایا تو (وہ فرزند) ایک بے ناموس ننگ شاہد بن گیا (ظاہر روشن اندر تاریک)۔

(21) اگرچہ (مغربی معاشرہ) میٹھا ہے اور پینے میں شیریں ہے + لیکن وہ ٹیڑھی چال چلنے والا شوخ اور بے دین ہے (ملحد باطل اور مشرک معاشرہ ہے شوخ ایسا کہ اس کو خدا کا ڈر تک نہیں ہے جو جی میں آئے کررہا ہے جس سمت کو منہ اٹھتا ہے جارہا ہے یہ سراسر انسانیت و آدمیت کی تباہی کا معاشرہ ہے)۔

(22) مرد صحرا اٹھ جس طرح کبھی پہلے تونے کیا تھا اب پھر دنیا کے خام کو پختہ تر کر + زمانے کو اپنی کسوٹی پر لگا (ان تمام خرابیوں اور خامیوں کو دور کر جو اس وقت دنیا کے لادین معاشرے میں پیدا ہوچکی ہیں یہ تیری ذمہ داری بنتی ہے کیونکہ تو اس نبی آخر الزماں کے ملک سے تعلق رکھتا ہے جس نے کبھی دنیا کے

Marfat.com

باطلی اور مشرکانہ اندھیرے میں توحید اور دین کی روشنی پھیلائی تھی دیکھ دنیا پھر اندھیرے میں جا چکی ہے اسے پھر سراج منیر کی ضرورت ہے اور اس سراج منیر کی روشنی تیرے بام و در تیرے صحرا و بیابان میں آج بھی موجود ہے اٹھ اس سے پہلے خود روشن ہو اور پھر اس سے ساری دنیا کو روشن کر۔

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق

پس اے مشرقی قوموں تمھیں کیا کرنا چاہیے

پہلا بند

آدمیت زار نالید از فرنگ — زندگی ہنگامہ بر چید از فرنگ
پس چہ باید کرد اے اقوام شرق؟ — باز روشن می شود ایام شرق
در ضمیرش انقلاب آمد پدید — شب گذشت و آفتاب آمد پدید
یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد — زیر گردوں رسم لادینی نہاد
گرگے اندر پوستین برۂ — ہر زماں اندر کمین برۂ
مشکلات حضرت انساں ازوست — آدمیت را غم پنہاں ازوست
در نگاہش آدمی آب و گل است — کاروان زندگی بے منزل است

*

(1) آدمیت فرنگیوں (کے ہاتھوں) بہت روئی + (اس دور میں) زندگی نے فرنگی سے ہنگامہ حاصل کیا مراد ہے ہر طرف فرنگی تہذیب و تمدن اور افکار و خیالات کی چھاپ نظر آتی ہے انسانیت چیخ رہی ہے اور آدمی ہزاروں قسم کی پریشانیوں کا شکار ہے زندگی ہنگاموں سے دوچار ہے ہر طرف جنگ و جدال افراتفری اور بے سکونی ہے)۔

(2) (ایسی حالت میں جب فرنگیوں نے دنیا کو دوزخ بنا رکھا ہے) اے مشرق کی قوموں تمہیں کیا کرنا چاہیے + (تاکہ) مشرق کے دن پہلے کی طرح) پھر روشن ہوں۔

(3) اس کے یعنی یورپ کے دل میں انقلاب برپا ہوا + رات گزر گئی اور سورج نکل آیا یعنی اہل یورپ تنزل کے اندھیروں سے نکل کر ترقی کی روشنی میں آگئے۔

(4) یورپ اپنی ہی تلوار سے بسمل ہو گیا + آسمان کے نیچے یعنی دنیا میں اس نے لادینی کی رسم توڑ ڈالی (یعنی یورپ نے ترقی تو ضرور کی لیکن معاشرے کو لادین بنا دیا۔

(5) وہ بھیڑ کے بچے کی کھال میں بھیڑیا ہے + جو ہر زماں کسی بھیڑ کے بچے (کا شکار کرنے کے لئے اس کی) گھات میں بیٹھا ہے (یورپ نے ایسا بے دین معاشرہ دیا جس نے کمزور قوموں کو فتح کر کے ان کے خون چوسنے کو جائز قرار دیا)۔

(6) (آج) حضرت انسان کی (جتنی بھی) مشکلات ہیں اس کے یعنی فرنگی کے بے دین معاشرے کی وجہ

Marfat.com

سے ہیں + آدمیت کو (جو) پوشیدہ غم لاحق ہے وہ اس کی بدولت ہے (آدمیت کا پوشیدہ غم یہ ہے کہ وہ اندر ہی اندر اپنی قدریں کھو رہی ہے بہ ظاہر آدم کے احترام کی بڑی باتیں ہو رہی ہیں لیکن آدمیت وانسانیت کو حیوانیت میں تبدیل کیا جا رہا ہے)۔

(7) اس کے یعنی یورپ کے معاشرہ میں آدمی آب و گل کا نام ہے یعنی وہ مٹی اور پانی کا بنا ہوا ایک مجسمہ ہے اور بس + اسکی زندگی کا قافلہ بے منزل ہے (اہل یورپ کے سامنے آدمی کے جسم کی آسائشوں کے بڑے منصوبے ہیں لیکن اس کے جسم کے اندر جو اصل آدمی ہے اس کی تربیت و پرورش کی کوئی بات نہیں ہے)۔

دوسرا بند

ہر چہ می بینی ز انوار حق است ‌ ‌ ‌ حکمت اشیا ز اسرار حق است
ہر کہ آیات خدا بیند حر است ‌ ‌ ‌ اصل ایں حکمت ز حکم انظر است
بندۂ مومن ازو بہروز تر ‌ ‌ ‌ ہم بہ حال دیگراں دل سوز تر
علم چوں روشن کند آب و گلش ‌ ‌ ‌ از خدا ترسندہ تر گردد دلش
علم اشیا خاک ما را کیمیاست ‌ ‌ ‌ آہ! درا فرنگ تاثیرش جداست
عقل و فکرش بے عیار خوب و زشت ‌ ‌ ‌ چشم او بے نم، دل او سنگ و خشت
علم ازو رسواست اندر شہر و دشت ‌ ‌ ‌ جبرئیل از صحبتش ابلیس گشت
دانش افرنگیاں تیغے بدوش ‌ ‌ ‌ در ہلاک نوع انساں سخت کوش
با خساں اندر جہان خیر و شر ‌ ‌ ‌ در نسازد مستی علم و ہنر
آہ از افرنگ و از آئین او ‌ ‌ ‌ آہ از اندیشہ لا دین او
علم حق را ساحری آموختند ‌ ‌ ‌ ساحری نے، کافری آموختند!
ہر طرف صد فتنہ می آرد نفیر ‌ ‌ ‌ تیغ را از پنجہ رہزن بگیر
اے کہ جاں را باز می دانی زتن ‌ ‌ ‌ سحر ایں تہذیب لا دینے شکن
روح شرق اندر تنش باید دمید ‌ ‌ ‌ تا بگردد قفل معنی را کلید
عقل اندر حکم دل یزدانی است ‌ ‌ ‌ چوں ز دل آزاد شد شیطانی است

*

(1) تو جو کچھ دیکھتا ہے یہ انوار حق سے ہے اشیا کی حکمت اسرار حق سے ہے (اہل یورپ نے کائنات کا مادی تصور پیش کیا ہے لیکن اسلام اور اس کے حکما و صوفیا کہتے ہیں کہ سارا عالم اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی جلوہ گاہ ہے کائنات کے ذرے میں اس کے خالق کے نور کی جلوہ گری ہے ہر ذرہ کائنات اسرار حق لئے ہوئے ہیں عارف کی نظر پیدا کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کتنا درست ہے "کہ میں زمینوں اور آسمانوں کا نور ہوں")۔

(2) جو کوئی (کائنات میں) اللہ کی نشانیاں دیکھتا ہے وہ آزاد مرد ہے (وہ مرد فقیر ہے) + اس حکمت کی

اصل قرآن کی یہ آیت ہے کہ انظرالی الابل کیف خلقت کہ اونٹ کو دیکھ کہ ہم نے اس کو کس طرح کا پیدا کیا مراد ہے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا اس پر غور و فکر کرو یہ غور و فکر تمہیں سوائے اللہ کے ہر شے سے بے نیاز کردے گا تم مرد حر بن جاؤ گے۔

(3) بندہ مومن اس سے زیادہ خوش حال اور فارغ البال (بن جاتا ہے) + وہ دوسروں کے حال (میں شریک ہونے کے لئے) زیادہ سوز دل رکھنے والا (ہو جاتا ہے) کیونکہ اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ ہر شے میں اللہ کے نور کی جلوہ گری ہے اور یہ عقیدہ اسے اللہ کے سوا ہر شے سے بے نیاز بنا دیتا ہے جب ہر شے اپنے وجود میں خود اللہ کی محتاج ہو تو پھر ہر شے سے کنارہ کش ہو کر کیوں نہ صرف اللہ کی محتاجی اختیار کرلی جائے جب ہر شے اللہ ہی کی جلوہ گری لئے ہوئے ہے تو کیوں نہ ہر ایک سے محبت و مروت سے پیش آیا جائے۔

(4) علم جب اس کے یعنی بندہ مومن کے آب و گل کو روشن کرتا ہے + تو اس کا دل خدا سے بہت زیادہ ڈرنے والا بن جاتا ہے (جس کا دل خدا سے ڈرنے والا ہو وہ ہر شے کے خوف سے آزاد ہو جاتا ہے اور ہر سکون و ثبات میں احتیاط اور پرہیزگاری سے کام لیتا ہے)۔

(5) علم اشیا ہماری خاک کے لئے کیمیا ہے + افسوس ہے اس کی تاثیر یورپ والوں میں الگ ہے (اشیا کا علم مومن کے اندر خدا کے وجود کا یقین کامل پیدا کر دیتا ہے جب کہ یورپ والے اپنے مادی نقطہ نظر کی وجہ سے بے گانہ ہو جاتے ہیں اور جو خدا سے بے گانہ لوگوں کا معاشرہ ہو گا وہ حیوانی اور شیطانی معاشرہ ہو گا)۔

(6) اس کی یعنی یورپ کی عقل و فکر اچھے اور برے کی پرکھ کے بغیر ہے (وہ خیر و شر میں تمیز روا نہیں رکھتی اس کی آنکھ بے نم اور اس کا دل اینٹ اور پتھر ہے (دل نہیں ہے)۔

(7) علم اس سے شہروں اور جنگلوں میں رسوا (ہو گیا ہے) اس کی صحبت سے جبریل ابلیس ہو گیا ہے (یورپ والے اس قدر پست اخلاق ہیں کہ اگر کوئی فرشتہ بھی ان کی صحبت اختیار کرلے تو وہ بھی شیطان بن جائے گا)۔

(8) یورپ والوں کی دانش تو کندھے پر تلوار اٹھائے ہوئے ہے + وہ نوع انسان کی ہلاکت پر سخت کوش ہے (مغربی سائنس اور اس کی ایجادات نے آدمی کو جسمانی اور روحانی طور پر حیوان بنا رکھا ہے وہ انسان کے طور پر ختم ہو چکا ہے اس کی ہر ایجاد جنگ اور تخریب کے لئے ہے)۔

(9) جہان خیر و شر میں کمینے لوگوں کے ساتھ + علم و ہنر کی مستی موافقت پیدا نہیں کرتی (انسانی فطرت کے مخالف یورپ کے سائنس دانوں نے علم و ہنر سے آدمی کی روحانی اور جسمانی ہلاکتوں کے سامان پیدا کئے انہوں نے فطرت کی طاقتوں کو عریاں کر کے جہان میں فساد برپا کر رکھا ہے آدمیت کو مار رکھا ہے)۔

(10) افسوس ہے افرنگ پر اور اس کے آئین پر + افسوس ہے اس کی لادین فکر پر (جس نے فساد آدمیت پیدا کر رکھا ہے)۔

(11) (یورپ والوں نے) علم حق کو جادوگری سکھا دی + ساحری نہیں کافری سکھا دی (سب کو بے دین بنا دیا مادیت کا پرستار بنا دیا)۔

(12) ہر طرف سینکڑوں فتنے فریادیں پیدا کر رکھے تھے ہر طرف سینکڑوں فتنے فریادیں پیدا کر رہے ہیں (سائنس کی ایجادات اور فلسفیانہ افکار نے انسانیت کا قتل عام کر رکھا ہے ہر طرف آہ و زاری کی آوازیں

Marfat.com

بلند ہیں) + تلوار کو رہزن (یورپ کے سائنس دانوں اور فلسفیوں) کے ہاتھ سے چھین لے (تاکہ انسانیت کا اور خون نہ ہو سکے)۔

(13) اے وہ شخص کہ تو جان کو تن سے الگ جانتا ہے + اس بے دین تہذیب کا جادو توڑ دے (جو تن اور جان میں امتیاز کرتی ہے جو تن کی پرورش کرتی ہے اور روح سے غافل رکھتی ہے)۔

(14) تیرے تن کے اندر مشرق کی روح پھر پیدا ہو جانی چاہیے + تاکہ وہ معنی کے تالے کی کنجی بن جائے (پہلے بھی مشرق نے یعنی مشرق کے مسلمانوں یا مسلمانوں نے دنیا کو صحیح علم و فن دانش و حکمت اور جان و تن کی صحیح تعلیم دی ہے اب دنیا کو پھر اس تعلیم کی ضرورت ہے اے مسلمان دنیا کے انسانوں کی فلاح و بہبود کے مکان پر مغرب والوں نے جو تالا لگا رکھا ہے اس کی کنجی صرف تیرے پاس ہے تیرے پاس اللہ اور رسول کا وہ پیغام ہے جو ہر مشکل کی کنجی ہے)۔

(15) عقل جب تک دل (عشق) کے حکم کے تابع رہتی ہے تو وہ یزدانی ہے (وہ راہ حق بتانے والی اور حق تک پہنچانے والی ہے) + جب وہ دل یا عشق سے آزاد ہوئی تو وہ شیطانی ہے عہد حاضر کے معاشرے میں جو فساد ہے وہ اسی شیطانی عقل کا ہے)۔

تیسرا بند

زندگانی ہر زماں در کش مکش عبرت آموز است احوال حبش
شرع یورپ بے نزاع قیل و قال برہ را کرد است بر گرگاں حلال
نقش نو اندر جہاں باید نہاد از کفن دزداں، چہ امید کشاد؟
در جنیوا چیست غیر از مکر و فن صید تو ایں میش و آں نخچیر من!
نکتہ ہا کو می نہ گنجد در سخن یک جہاں آشوب و یک گیتی فتن!

*

(1) زندگی ہر لحہ کش مکش میں ہے (یورپ والوں نے دنیا میں ہر طرف دنگہ اور فساد برپا کر رکھا ہے) + ملک حبشہ کے احوال عبرت آموز ہیں (حبشہ شمالی افریقہ کا ایک ملک ہے جس پر یورپ کے ایک ملک اٹلی نے 1935ء میں قبضہ کر لیا تھا)۔

(2) (اس ایک واقعہ اور اس سے پہلے کے کئی واقعات ثابت کرتے ہیں کہ) یورپ والوں کی شریعت یعنی قوانین و ضوابط بغیر کسی بحث کے یہ ہے + کہ انہوں نے بھیڑ کے بچے کو بھیڑیوں پر حلال کر رکھا ہے یعنی طاقت ور کمزوروں کو غلام بنانے اور ان کو لوٹ کھسوٹ کر اپنے پیٹ موٹے کرنے کا اختیار دے رکھا ہے انسانوں کی بجائے جنگل کے قانون کو روا رکھا ہوا ہے)۔

(3) (اب ہمیں) جہان میں ایک نیا نقش قائم کرنا چاہیے (فرنگیوں کے غیر انسانی نقوش کو مٹا کر اسلام کا انسانی نقش ثبت کرنا چاہیے) + ان کفن چوروں سے (مسائل کے) حل کی کیا امید ہے کفن چوروں سے مراد اہل یورپ ہیں جو کمزور قوموں کی قبروں کے کفن تک بھی چوری کر لیتے ہیں یعنی ان کا چھوٹا بڑا سب سامان زندگی لوٹ لیتے ہیں اور خود عیش کرتے ہیں)۔

Marfat.com

(4) جنیوا میں مکروفن کے سوا کیا ہے + تیرا شکار یہ بھیڑ ہے اور وہ شکار میرا ہے (جنیوا یورپ کے ملک سوئزرلینڈ کا دارالحکومت ہے جہاں پہلی جنگ عظیم کے بعد اسی قسم کی جمعیت الاقوام بنائی گئی تھی جس طرح کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد یو این او کے نام سے نیویارک میں قائم ہے دونوں کا کام بڑی طاقتوں کا تحفظ اور چھوٹی طاقتوں کے حقوق کی پامالی ہے بڑی طاقتوں نے اپنے اپنے مفاد کے لئے بندر بانٹ کے ذریعے کمزور قوموں کے ملکوں کو اپنے اپنے حلقہ اثر میں لے رکھا ہے اور زندگی کے ہر شعبے میں لوٹ ماری کا بازار گرم رکھا ہے)۔

(5) وہ باریک باتیں جو بیان میں نہیں آسکتیں + (اگر بیان کروں) تو ایک جہان میں آشوب اور ایک دنیا میں فتنہ پیدا کردیں گی یہ باتیں یورپ والوں کی مکاری اور عیاری کے متعلق ہیں)۔

چوتھا بند

اے اسیر رنگ پاک از رنگ شو مومن خود' کافر افرنگ شو
رشتۂ سود و زیاں در دست تست آبروئے خاوراں در دست تست
ایں کہن اقوام را شیرازہ بند رایت صدق و صفا را کن بلند
اہل حق را زندگی از قوت است قوت ہر ملت از جمعیت است
رائے بے قوت ہمہ مکر و فسوں قوت بے رائے جہل است و جنوں

*

(1) (اے مسلمان) تو رنگ کا اسیر ہے یعنی تو نے خود کو نسل رنگ وطن اور زبان وغیرہ میں تقسیم کر کے اپنی مرکزیت اور اتحاد کو ختم کر رکھا ہے تو اس (تمیز کے رنگ سے پاک ہو جا + اپنا مومن اور افرنگ کا کافر بن یعنی یورپ والوں کا انکار کر اور اپنا اقرار کر اپنی خودی پہچان غیروں کی ہر قسم کی غلامی سے آزاد ہو رنگ' نسل' زبان' وطن وغیرہ کی تمیز کے دائرے سے نکل ایک متحدہ قوم بن)۔

(2) تیرے فائدے اور نقصان کا رشتہ تیرے اپنے ہاتھ میں ہے + مشرق والوں کی آبرو تیرے ہاتھ میں ہے (اللہ تعالیٰ نے تجھے آخری نبی اور آخری نبی کے ذریعے اپنا آخری پیغام دیا ہے ہر مشکل کا حل تیرے پاس ہے اٹھ پہلے اسلام کو خود پر اور پھر دنیا پر نافذ کر کے انسانیت کو دکھ درد سے نجات دے)۔

(3) ان پرانی (بکھری ہوئی) قوموں کی شیرازہ بندی کر (مسلمان جہاں جہاں ہیں ان کو اسلام کے ابدی رشتہ میں پرو کر یک جان کر) + (پھر) صدق و صفا کے جھنڈے کو بلند کر (تاکہ فریب اور نفاق دنیا سے ختم ہو جائے)۔

(4) اہل حق کی زندگی قوت سے ہے (باطل اور الحاد کو ختم کرنے کے لئے قوت پیدا کر + ہر قوم کی قوت اس کی جمعیت سے ہے (تو بھی مرکزیت اختیار کر)۔

(5) (کوئی بھی) رائے بغیر قوت کے مکر و فسوں ہے (کوئی تسلیم نہیں کرتا) + اور بے رائے قوت جہالت اور جنوں ہے (رائے اچھی ہو لیکن اس کو منوانے کے لئے قوت نہ ہو تو کیا فائدہ اسی طرح اگر قوت ہو لیکن اچھی رائے نہ ہو تو وہ بھی غلط رائے اور قوت دونوں پیدا کر پھر تیری رائے اے مرد مسلمان

Marfat.com

تسلیم کی جائے گی)۔

پانچواں بند

سوز و ساز و درد و داغ از آسیاست ہم شراب و ہم ایاغ از آسیاست
عشق را ما دلبری آموختیم شیوۂ آدم گری آموختیم
ہم ہنر ہم دیں ز خاک خاور است رشک گردوں خاک پاک خاور است
وا نمودیم آنچہ بود اندر حجاب آفتاب از ما و ما از آفتاب
ہر صدف را گوہر از نیسان ماست شوکت ہر بحر از طوفان ماست
روح خود در سوز بلبل دیدہ ایم خون آدم در رگ گل دیدہ ایم
فکر ما جویائے اسرار وجود زد نخستیں زخمہ بر تار وجود
داشتیم اندر میان سینہ داغ بر سر راہے نہادیم ایں چراغ
اے امین دولت تہذیب و دیں آں ید بیضا بر آر از آستیں
خیزو از کار امم بکشا گرہ نشہ افرنگ را از سر بنہ
نقشے از جمعیت خاور فگن واستاں خود راز دست اہرمن

*

(1) (دنیا میں اگر کہیں) سوز و ساز ہے تو وہ آسیا (ایشیا) کی وجہ سے ہے + (زندگی کی صحیح) شراب اور پیالہ بھی ایشیا میں ہے (ایشیا میں اس لئے ہے کہ یہاں مسلمان ہیں جن کے پاس زندگی کا حقیقی اور فطری پیغام ہے)۔

(2) عشق کو ہم نے (یعنی ہم ایشیائی مسلمانوں نے) دلبری سکھائی ہے یعنی لوگوں میں عشق کو ایک حسین جذبہ بنا کر پیش کیا ہے عشق حقیقی کا رنگ دے کر خدا رسیدہ بنایا ہے + عشق سکھانے سے (دراصل) ہم نے (انسانوں کو) آدم گری کا طریقہ سکھایا (آدم کو آدم بنایا جب کہ یورپ کے عشق نے ہوس پھیلائی اور آدمیت کو شرمساری کی حد تک رسوا کیا)۔

(3) ہنر (فن) بھی اور دین (مذہب) بھی مشرق سے متعلق ہے (صرف مسلمانی مذاہب ہی نہیں دوسرے سب مذاہب کا وطن مولود ایشیا ہے اور دنیا کو علوم و فنون اور حکمت و دانش بھی پہلے اہل مشرق ہی نے دی ہے چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق کیوں نہ رکھتے ہوں یورپ والوں نے جو کچھ سیکھا ہے مشرق خصوصاً اسلامی مشرق سے سیکھا ہے لیکن اس میں اپنے ایسے پیوند لگائے کہ وہ اطلس سے بوریا بن گیا ہدایت کی بجائے گمراہی ہوگیا) + آسمان کے لئے رشک مشرق کی مٹی ہے (جس نے آدم خاکی کو ملکوتی رفعت عطا کی جس نے ناسوتی آدم کو لاہوتی بنایا جس نے انبیا و اولیا پیدا کئے)۔

(4) جو کچھ پردے میں تھا ہم نے کھول کر سامنے کردیا (ہم نے اللہ تعالیٰ کی غائب ہستی کو معرفت و طریقت کی راہ دکھا کر لوگوں پر ظاہر کردیا ہر ذرہ میں اس کی جھلک کا فلسفہ معرفت عطا کر کے انہیں اللہ کا نظارہ کرادیا) + ہم سورج سے ہیں اور سورج ہم سے ہے مراد ہے بندہ اور خدا میں دوئی نہیں ہے جب بندہ

Marfat.com

میں خدا کی صفات کا مکمل انعکاس ہو جاتا ہے تو وہ مظہر صفات خداوندی ہو جاتا ہے وہ بندہ ہوتے ہوئے مولا صفات بن جاتا ہے اتنے بڑے راز سے مسلمان عرفا و فقرا نے نہ صرف یہ کہ پردہ اٹھایا بلکہ لوگوں کو عملاً اس راہ سے گزارا یورپ نے لوگوں کو شیطان آشنا کیا لیکن مسلمان نے لوگوں کو خدا شناس بنایا انہیں خدا کی ہی نہیں اپنی معرفت بھی عطا کی)۔

(5) ہر سیپ میں موتی ہمارے ابر نیساں (کے قطروں) کی بدولت ہیں + ہر سمندر کی شان و شوکت ہمارے طوفان سے ہے (دنیا میں جہاں کہیں بھی اچھائی ہے اسلام کی وجہ سے ہے جہاں کہیں بھی نور و دانش ہے اسلام کے سبب ہے)۔

(6) ہم نے اپنی روح کو بلبل کے سوز میں دیکھا ہے + آدم کے خون کو پھول کی رگ میں دیکھا ہے مراد ہے کہ ہم نے دنیا کو بتایا ہے کہ کائنات اور اس کے ذرے ذرے میں نور خداوندی کی جلوہ گری ہے جب ہر شے میں ایک ہی نور کا ظہور ہے تو اختلاف کیوں ہے محبت یگانگت اور صلح کل کیوں نہ ہو ہر ذرہ میں نور کا مشاہدہ کرکے نور والے کا مشاہدہ کیوں نہ ہو جب یہ صورت حال پیدا ہو جائے گی تو آدمی لحہ لحہ کو نور خداوندی روشن کرے گا جس سے اس کی اپنی زندگی اور پھر پورے معاشرے کی زندگی سے شیطان غائب ہو جائے گا اور جب شیطان غائب ہو جائے گا تو وہ معاشرہ پیدا ہو گا جو مقصود خالق کائنات ہے اسی طرح یورپ کے شیطانوں کا دیا ہوا شیطانی معاشرہ ہوا میں تحلیل ہو جائے گا)۔

(7) ہماری فکر وجود کے اسرار کی تلاش کرنے والی ہے + ہم نے ہی سب سے پہلے وجود (کے ساز) کے تار پر مضراب لگائی تھی (مراد ہے کہ یہ مشرق خصوصاً اسلامی مشرق تھا جس کے عرفا و حکما نے سب سے پہلے لوگوں کو ان کے خدا کے اور ان کے گرد و پیش جو کائنات ہے اس کے بھیدوں سے آگاہ کیا تھا)۔

(8) ہم اپنے سینے میں داغ رکھتے تھے + ہم نے اس (داغ کو) چراغ کو راستے میں رکھ دیا (تاکہ لوگ راستہ دیکھ سکیں منزل پا سکیں) مراد یہ ہے کہ یہ ہم اہل مشرق (مسلمان) ہی تھے جنہوں نے عشق کی روشنی کو عام کیا حقیقت و معرفت کے سربستہ رازوں کو لوگوں تک پہنچایا)۔

(9) اے تہذیب اور دین کی دولت کے امین (ایشیا) + وہ ید بیضا آستین سے (پھر) نکال (جو کبھی تو نے لوگوں کو دکھایا تھا) ید بیضا سے مراد وہ ہاتھ ہے جو حضرت موسیٰ اپنی آستین سے نکالتے تھے تو چمکتا تھا اے مشرق کے لوگوں دنیا کی تاریک' باطلی اور ملحدانہ رات کو تم نے پہلے بھی حق اور دین کی روشنی سے منور کیا تھا آج دنیا تہذیب کی چکا چوند کے باوجود اپنے آپ سے اور اپنے خدا سے اندھیرے میں ہے اسے پھر دین مبین کے نور سے روشن کر)۔

(10) اٹھ (اے مسلمان) قوموں کے کام میں پڑی ہوئی گرہوں کو کھول + (اس کا طریقہ یہ ہے) کہ فرنگیوں (کی شراب پی کر) تیرے سر میں جو نشہ ہے (پہلے) اسے اتار دے (پھر خود پر اسلام نافذ کرکے دنیا کی مشکلات کے حل کے لئے نکل کھڑا ہو)۔

(11) مشرق کی جمیعت (وحدت سے نقش ڈال (افراد اور اقوام کو متحد و مجتمع کردے) + خود کو شیطان (یورپ) کے ہاتھ سے چھٹکارا دلا (جس طرح یورپ والوں نے اپنی جمیعت اقوام قائم کر رکھی ہے تم بھی ایشیائی جمیعت الاقوام بنالو اور یورپ کے جادوگروں سے چھٹکارا حاصل کرلو اپنے فیصلے خود کرو اپنی تقدیر خود بناؤ یورپ کے شیطانوں سے اپنے امور کا رشتہ چھین لو)۔

Marfat.com

چھٹا بند

دانی از افرنگ و از کار فرنگ | تا کجا در قید زنار فرنگ؟
زخم ازو، نشتر ازو، سوزن ازو | ما و جوے خون و امید رفو!
خود بدانی پادشاہی قاہری است | قاہری در عصر ما سوداگری است
تختۂ دکاں شریک تخت و تاج | از تجارت نفع و از شاہی خراج
آں جہاں بانے کہ ہم سوداگر است | بر زبانش خیر و اندر دل شر است
گر تو میدانی حسابش را درست | از حریرش نرم تر کرپاس تست
بے نیاز از کار گاہ او گذر | در زمستاں پوستین او مخر
کشتن بے حرب و ضرب آئین اوست | مرگہا در گردش ماشین اوست
بوریاے خود بہ قالینش مدہ | بیذق خود را بہ فرزینش مدہ
گوہرش تف دار و در لعلش رگ است | مشک ایں سوداگر از ناف سگ است
رہزن چشم تو خواب مخملش | رہزن تو رنگ و آب مخملش
صد گرہ افگندۂ درکار خویش | از قماش او مکن دستار خویش
ہوشمندے از خم او مے نخورد | ہر کہ خورد اندر ہمیں میخانہ مرد
وقت سوداخند خند و کم خروش | ما چو طفلانیم و او شکر فروش
محرم از قلب و نگاہ مشتری است | یا رب ایں سحر است یا سوداگری است
تاجراں رنگ و بو بردند سود | ما خریداراں ہمہ کور و کبود
آنچہ از خاک تو رست اے مرد حر | آں فروش و آں بپوش و آں بخور
آں نکو بیناں کہ خود را دیدہ اند | خود گلیم خویش را بافیدہ اند
اے ز کار عصر حاضر بے خبر | چرب دستیہاے یورپ را نگر
قالی از ابریشم تو ساختند | باز او را پیش تو انداختند
چشم تو از ظاہرش افسوں خورد | رنگ و آب او ترا از جا برد
واے آں دریا کہ موجش کم تپید | گوہر خود را ز غواصاں خرید!

*

(1) تو فرنگ اور فرنگ کے کاموں کو جانتا ہے + (جب تجھے ان کے مکر و فریب کا علم ہے تو) تو کب تک فرنگیوں کے زنار یعنی قیود میں قید رہے گا۔

(2) زخم اس سے نشتر اس سے اور سینے والی سوئی اس سے + ہم ہیں اور خون کی ندی ہے اور (زخم کے) رفو ہونے کی امید ہے مراد ہے فرنگ زخم رساں ہے اور ہم مشرق والے زخم خوردہ ہیں فرنگ ہمارے زخم لگا کر پھر اسے اس انداز میں سینے کی بھی کوشش کرتا ہے کہ ہم اسے اپنا ہمدرد اور غم گسار سمجھیں حالانکہ یہ اس کا ہم کو غلام بنائے رکھنے کا ایک مقصد ہے)۔

(3) تو خود چاہتا ہے کہ بادشاہی قاہری ہے + قاہری ہمارے زمانے میں سوداگری ہے مراد یہ ہے کہ آج کل یورپی اقوام کسی ملک میں تجارت کی غرض سے جاتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ اپنی مکاری اور فریب کاری کی وجہ سے اسے قوم پر قہر کرنے والی بن جاتی ہے اور آخر میں اس پر حکمران ہوجاتی ہے خود برصغیر پر انگریزوں نے اسی عمل فریب سے قبضہ کیا تھا)۔

(4) دکان کا تختہ تاج و تخت کا شریک ہے + تجارت سے وہ نفع اور بادشاہی سے خراج (حاصل کرتے ہیں) یعنی انگریز تجارت کرکے بھی قوموں اور ملکوں کو لوٹتے ہیں اور حکمران ہوکر بھی رعایا کا خون چوس رہے ہیں اور اس طرح اپنے چہروں کو روشن اور رعایا کے چہروں کو زرد بنا رہے ہیں خود امیر سے امیر تر اور رعایا کو غریب سے غریب تر بنا رہے ہیں وہ انہیں سیاسی طور پر بھی اور معاشی طور پر بھی غلام بنائے ہوئے ہیں)۔

(5) وہ جہان کا حکمران جو سوداگر (بھی) ہے + اس کی زبان پر خیر اور اس کے دل میں شر ہے (وہ اپنی رعایا کو خوش رکھنے کے لئے باتیں خوش کن کرتا ہے لیکن اس کا عمل سراسر اس کے خلاف ہے)۔

(6) اگر تو اس کے حساب کو اچھی طرح جانتا ہے + (تو تجھے معلوم ہوگا کہ) تیرا کھدر یا ٹاٹ اس کے حریر (ریشمی کپڑے) سے بہتر ہے (یعنی تیری ہر شے یورپ کی ہر شے سے بہتر ہے اس لئے تمہیں یورپ کی ہر شے سے نفرت اور اپنی ہر شے سے محبت کرنی چاہیے)۔

(7) اس کے کارخانے سے بے نیاز گزر جا + سردیوں میں (بھی) اسکی پوستین نہ خرید (اس کی کوئی شے بھی اس قابل نہیں کہ اس پر توجہ کی جائے سخت ضرورت کے وقت بھی اشیائے یورپ نہ خرید)۔

(8) اس کا دستور قوموں کو بغیر حرب و ضرب (لڑائی) کے مار دیتا ہے (وہ یہ عمل اپنی فریب کارانہ سوداگری اور مکارانہ چالوں سے کرتا ہے) + ہماری اموات ہماری گردش میں اس کا شین ہے یعنی جس طرح لفظ گردش میں ش کا حرف ہے اسی طرح ہماری گردش میں اس کا یہ حرف موت ہے)۔

(9) اپنے بوریے کو اس کے قالین کے بدلے نہ دے + اپنی بیدق کو اس کی فرزین کے بدلے نہ دے (بعض جگہ بیدق کی بجائے بیدق لکھا ہے دال کے ساتھ بیدق شطرنج کی اس گوٹ کو کہتے ہیں جس کا عرف عام میں نام پیادہ ہے اور فرزیں شطرنج کا ایک مہرہ ہے جس کو وزیر یا بادشاہ کہتے ہیں بیدق کم تر اور فرزیں برتر سمجھی جاتی ہے مراد یہ ہے کہ تو اپنی ادنیٰ چیز کے بدلے اس کی اعلیٰ چیز قبول نہ کر)۔

(10) اس کا گوہر عیب دار اور اس کا لعل بکیر دار ہے یعنی اس میں بھی عیب ہے + اس سوداگر کی مشک (ہرن کی ناف کی نہیں بلکہ (کتے کی ناف کی ہے (یورپ والوں کا سارا کاروبار ٹھگی پر چل رہا ہے)۔

(11) اس کے مخمل کے بستر پر سونا تیرے لئے تیری آنکھ کا رہزن ہے یعنی تیری نیند اچٹ لے گا + اس کی مخمل کا آب و رنگ تیرا رہزن ہے (ہر عمل فرنگ تیرے دین تیرے ایمان تیری آزادی اور تیرے سکون حیات کو لوٹنے والا ہے اس کا ظاہر کتنا خوش نما کیوں نہ ہو باطن وہ بھیانک ہے)۔

(12) تو نے (یورپ والوں کی پیروی کرکے یا ان کے فریب میں آکر) اپنے کام میں سینکڑوں گرہیں ڈال رکھی ہیں + اس کی قماش (ململ یا کپڑے) سے اپنی دستار (پگڑی) نہ بنا مراد ہے اہل یورپ کا کسی بھی شعبہ زندگی میں احسان نہ لے۔

(13) کسی ہوش والے نے اس کے مٹکے سے شراب نہیں پی + جس نے پی وہ اسی مے خانے میں

Marfat.com

مرگیا(اس نے اپنی متاع ہوش گنوادی اور عمر بے نفع گزار دی)۔

(14) اپنا سودا (بیچتے وقت) وہ خند خند (ہنستے چہرے والا ہوتا ہے) اور وہ کم خروش (صدا نہ لگانے والا ہوتا ہے) + ہم سب بچے ہیں اور وہ شکر بیچنے والا ہے (یورپ والے بڑے مکار اور چالاک ہیں وہ میٹھی گولیوں میں زہر بھر کر کھلا رہے ہیں اور بچوں کی طرح ان سے خرید رہے ہیں۔

(15) وہ خریدار کے دل اور نگاہ کا محرم ہے + یا رب یہ جادو ہے یا سوداگری ہے (جو یورپ والے اختیار کئے ہوئے ہیں)۔

(16) رنگ و بو کے تاجر نفع اٹھا گئے + ہم خریدار سب کے سب اندھے اور بے بصر (ہیں) وہ ہمارے پاس عیش و عشرت اور زیب و زینت کے سامان لاتے ہیں اور ہم بے دھڑک خرید کر خود کو کمزور اور ان کو مالی اعتبار سے مضبوط کر رہے ہیں ہمیں اگر اپنے نفع و نقصان کا علم ہو تو ایسا نہ کریں)۔

(17) اے آزاد مرد جو کچھ تیری مٹی سے اگا + اس کو بیچ اس کو پہن اور اس کو کھا (یورپ کی اشیا نہ خرید اس کی خوبصورت چیزوں پر فریفتہ ہو کر خود کو ضائع نہ کر)۔

(18) وہ اچھی نگاہ والے جنہوں نے کہ خود کو دیکھا + انہوں نے اپنی گودڑی کو خود سیا ہے (وہ دوسروں کا احسان نہیں لیتے وہ خود کفیل ہوتے ہیں)۔

(19) اے وہ شخص کہ تو اپنے عہد کے کاروبار سے بے خبر ہے + یورپ والوں کی فنی مہارت کو دیکھ (کہ کس مکاری اور عیاری سے تجھے لوٹ رہے ہیں)۔

(20) وہ تیرے (ملک کے) ریشم سے قالین بناتے ہیں + پھر تیرے ہی سامنے (بیچنے کے لئے لا ڈالتے ہیں مراد ہے وہ خام مال تیرے ملک سے سستے داموں لیتے ہیں اور پھر ان سے مصنوعات بنا کر تیرے پاس مہنگے داموں بیچتے ہیں تو سب کچھ اپنے ملک میں تیار کر ان کے ہاتھ خام مال بیچ کر دوبارہ اسی خام مال کی چیزیں مول نہ لے)۔

(21) تیری آنکھ نے اس کی یعنی یورپ کی ظاہری (چمک دمک سے) افسوں کھالیا (تجھ پر جادو ہو گیا) + اس کے رنگ و بو نے تجھے اپنے ہوش میں نہیں رکھا (تو یورپ والوں کی اشیا کو بے سوچے سمجھے خریدے جا رہا ہے چاہے وہ تیرے نقصان ہی میں کیوں نہ ہوں)۔

(22) افسوس ہے اس دریا پر جس کی موجیں نہ تڑپیں + (اور) اس نے اپنے موتی غوطہ خوروں سے خریدے (حالانکہ وہ دریا خود موتیوں سے بھرا ہوا ہے وہ کونسی چیز ہے جو مشرق میں نہیں لیکن ہم محتاج مغرب کے ہیں یاد رکھو حکمت (سائنس) یورپ میں پیدا نہیں ہوئی یہ اصل میں مشرق میں پیدا ہوئی ہے لیکن ہم اسے بھلا بیٹھے ہیں اور یورپ والوں نے اس کو ہم سے لے کر وہ عروج حاصل کرلیا ہے جو آج ہم ان میں دیکھ رہے ہیں)۔

در حضور رسالت مآب ﷺ

تعارف: علامہ کہتے ہیں کہ میں 3 اپریل 1936ء کی رات کو دار الاقبال بھوپال (ریاست ہند) (میں تھا کہ سید احمد خان رحمتہ اللہ علیہ کو میں نے خواب میں دیکھا کہ فرما رہے تھے کہ اپنی بیماری کے متعلق حضور

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کر علامہ ان دنوں بیمار تھے بلکہ یوں سمجھیں کہ مرض الموت میں مبتلا تھے انہوں نے اس امید پر کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے ان کو صحت ہو جائے یہ منظوم عرض داشت پیش کی موت کا مرض نہ ہوتا تو ضرور صحت ہو جاتی لیکن ان کی زندگی ہی اتنی تھی کہ وہ 1938ء میں فوت ہوگئے اس منظوم عرض داشت میں انہوں نے اپنی بیماری کی بات کو تو ثانوی رکھا خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کی ہے اور موقع غنیمت جان کر امت مسلمہ کے کئی مسائل بھی عرض کئے ہیں۔

پہلا بند

اے تو ما بیچارگاں را ساز و برگ   وارہاں ایں قوم را از ترس مرگ
سوختی لات و منات کہنہ را   تازہ کردی کائنات کہنہ را
در جہان ذکر و فکر انس و جاں   تو صلوٰت صبح، تو بانگ اذاں
لذت سوز و سرور از لا الہ   در شب اندیشہ نور از لا الہ
نے خدا ہا ساختیم از گاؤ خر   نے حضور کاہناں افگندہ سر
نے سجودے پیش معبودان پیر   نے طواف کوشک سلطان و میر
ایں ہمہ از لطف بے پایان تست   فکر ما پروردۂ احسان تست
ذکر تو سرمایہ ذوق و سرور   قوم را دارد بہ فقر اندر غیور
اے مقام و منزل ہر راہرو   جذب تو اندر دل ہر راہرو
ساز ما بے صوت گردید آنچناں   زخمہ بر رگہائے او آید گراں
در عجم گردیدم و ہم در عرب   مصطفیٰ نایاب و ارزاں بو لہب
ایں مسلماں زادۂ روشن دماغ   ظلمت آباد ضمیرش بے چراغ
در جوانی نرم و نازک چوں حریر   آرزو در سینہ او زود میر
ایں غلام ابن غلام ابن غلام   حریت اندیشہ او را حرام
مکتب ازوے جذبہ دین در ربود   از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں ز خود بیگانہ، ایں مست فرنگ   نان جو می خواہد از دست فرنگ
نان خرید ایں فاقہ کش با جان پاک   داد ما را نالہ ہائے سوزناک
دانہ چیں مانند مرغان سر است   از فضائے نیلگوں نا آشناست
آتش افرنگیاں بگداختش   یعنی ایں دوزخ دگرگوں ساختش
شیخ مکتب کم سواد و کم نظر   از مقام او نداد او را خبر
مومن و از رمز مرگ آگاہ نیست   در دلش لا غالب الا اللہ نیست!
تا دل او در میان سینہ مرد   می نیندیشد مگر از خواب و خورد
بہر یک ناں نشتر لا و نعم   منت صد کس برائے یک شکم

Marfat.com

از فرنگی می خرد لات و منات مومن و اندیشه او سومنات
قم بالغنی گوے و او را زندہ کن درویش اللہ ھو را زندہ کن
ما ہمہ افسونی تہذیب غرب کشتہ افرنگیاں بے حرب و ضرب
تو ازاں قومے کہ جام او شکست وانما یک بندۂ اللہ مست
"تا مسلماں باز بیند خویش را از جہانے بر گزیند خویش را"

*

(1) اے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم بیچاروں کا ساز و سامان ہے (آسرہ اور چارہ ہیں) + اس (مسلمان) قوم کو موت کے ڈر سے نجات دلائیں (موت کے ڈر سے اس میں جذبہ جہاد مرگیا ہے جب جہاد کا جذبہ نہ رہا تو اسلام دب گیا اور کفر چھا گیا)۔

(2) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پرانے بتوں (لات و منات) کو جلایا + تو نے پرانی (شرک بھری) کائنات کو (توحید کا نقش ثبت کر کے) نیا رخ دیا (دنیا سے بت پرستی کا خاتمہ کر دیا)۔

(3) انسانوں اور جنوں کے ذکر و فکر کے جہان میں + آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی صبح کی نماز اور آپ صلی اللہ علیہ ہی اذان ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ان کو ذکر و فکر کے انداز سکھائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے انہیں آہ سحر گاہی اور عبادت صبح گاہی کی لذت سے آشنا کیا ہے۔

(4) (زندگی میں) جو سوز و سرور کی لذت ہے وہ لا الہ (کلمہ طیبہ کے اقرار اور ذکر سے ہے) + فکر کی رات میں نور (اسی) کلمہ طیبہ سے ہے یعنی کلمہ طیبہ ذکر بھی ہے اور فکر کی دعوت بھی دیتا ہے اسی لئے اسے افضل الذکر کہا گیا ہے یا اس سے یہ مطلب بھی لے سکتے ہیں کہ کلمہ طیبہ عشق میں سوز و سرور اور عقل میں نور پیدا کرتا ہے)۔

(5) (کلمہ طیبہ کے اقرار اور اس پر عمل کی بدولت) ہم نے نہ تو (کافروں اور بت پرستوں کی طرح) گائے گدھے کے خدا بنائے + نہ ہم نے کاہنوں (مذہبی شعبدہ بازوں) کے آگے سر تسلیم خم کیا (ہم نے صرف خدائے واحد کے آگے سر جھکایا)۔

(6) ہم نے پرانے معبودوں (قدیم دیوی دیوتاؤں) کو سجدے کئے + نہ ہم نے امیروں اور بادشاہوں کے محلوں کے طواف کئے (کلمئہ طیبہ نے ہمیں خدا کے سوا ہر ایک سے بے نیاز کر دیا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ اقرار سے یہی مقصود ہے)۔

(7) یہ سب کچھ تمھارے بے حد لطف کی وجہ سے ہے (اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو توحید کا نقش لوگوں کے دلوں پر ثبت نہ ہوتا) + ہمارا فکر تمھارے احسان کا پروردہ ہے یعنی عقل کو بھی صحیح سمت تمھارے احسان سے ملی ہے۔

(8) تیرا ذکر ذوق و سرور (عشق و مستی) کا سرمایہ (ہے) + جو قوم کو فقیری (احتیاج) میں بھی غیرت مند بنائے رکھتا ہے (کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا اس کے لئے ممکن نہیں کیونکہ وہ ایک خدا کو اپنا رب اور پروردگار تسلیم کرتی ہے)۔

(9) ہر ہر راستہ چلنے والے کے مقام اور منزل + تمھارے عشق (جذب) ہر راہرو کے دل میں ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کے مقصود اور منزل ہیں ہر طالب منزل کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کا نور اور عشق موجود ہوتا ہے)۔

(10) میرا ساز اس قدر بے آواز ہو گیا ہے + کہ اس کے تاروں پر مضراب لگانا بھاری یعنی بے فائدہ معلوم ہوتا ہے (علامہ اس وقت گلے کی ایسی تکلیف میں مبتلا تھے کہ آواز بھی نہیں نکلتی تھی اپنی اس بیماری کو ساز تار اور مضراب کی علامتوں میں بیان کیا ہے کہ گلے کے ساز کے تاروں سے کوشش اور ارادے کے باوجود نغمہ پیدا نہیں ہوتا)۔

(11) (یہ دور ایسا ہے کہ) میں عرب میں بھی پھرا اور عجم میں بھی گھوما + (میں نے یہی دیکھا ہے) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نایاب ہے اور بولہب سستا ہے (بولہب نے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اسلام قبول نہیں کیا تھا بلکہ اس نے اور اس کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تنگ کیا تھا اقبال نے بولہب کو غیراللہ یا باطل کے طور پر اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے طور پر استعمال کیا ہے مراد ہے آج دنیا میں حق ناپید ہے اور باطل عام ہے)۔

(12) یہ مسلمان کے گھر پیدا شدہ (نوجوان) جو روشن دماغ (ہے) + اس کے ضمیر (دل) کی ظلمت آباد (تاریک جہان) ہے چراغ ہے مراد ہے آج کل کا مسلم نوجوان جذبہ عشق سے محروم اور عقل سے مسرور ہے۔

(13) جوانی میں (مضبوط ہونے کی بجائے) ریشمی کپڑے کی طرح نرم و نازک ہے + اس کے دل میں آرزو (اول تو پیدا ہی نہیں ہوتی اور اگر پیدا ہو بھی جائے تو) جلد مرجاتی ہے (اور بے آرزو جینا کون نہیں جانتا کہ موت ہوتی ہے)۔

(14) یہ غلام غلام کا بیٹا غلام کا بیٹا (کیونکہ کئی پشتوں سے یورپی اقوام کا غلام ہے) + حریت (آزادی) اس کی فکر میں حرام ہے (وہ غلامی کا نشہ پی کا مسرور ہے اور اسی میں اپنی عافیت سمجھتا ہے)۔

(15) مدرسے نے اس میں سے جذبہ دین اچک لیا (اس انگریزی تعلیم کے مدرسوں نے مسلمان کو مسلمان نہیں رہنے دیا) + اس کے وجود کے متعلق میں اتنا جانتا ہوں کہ کبھی تھا (اب تو اس کا وجود غیر کا وجود ہے وہ غیروں کا غلام ہے اور محتاج ہے اس کی اپنی کوئی شناخت نہیں ہے)۔

(16) یہ خود سے بے گانہ اور فرنگی (تہذیب و تمدن کا دلدادہ (اس میں مست) + افرنگیوں سے جو کی روٹی چاہتا ہے (اپنی خودی اور قومی غیرت کو بیچ کر اور انگریز کا فرغاصب اور مکار کی چاپلوسی کرکے اس سے رزق کا طالب ہے)۔

(17) اس فاقہ کش نے پاک جان کے بدلے روٹی خریدی + اور ہمیں سوزناک نالے دیے (مسلمان قوم مصائب کا شکار ہو گئی)۔

(18) وہ گھر کے پرندوں کی طرح دانے چننے والا ہے یعنی آسائش اور آرام پسند ہے آرام طلبی میں روٹی مل جائے چاہے غلامی ہی کیوں نہ کرنا پڑے + وہ آسمان کی نیلی فضا (کی وسعتوں) سے ناآشنا ہے (اسے خبر نہیں کہ آزادی کی فضا میں طلب رزق اور تلاش رزق میں کیا لطف ہے)۔

(19) مدرسے کا استاد کم سواد اور کم نظر ہے یعنی اس کی آنکھوں میں ایک سچے استاد کی وہ روشنی نہیں ہے جو طالب علم کو زندگی کے اندھیرے میں صراط مستقیم سے آشنا کرتی ہے + اس نے اس کو یعنی اپنے طالب علم کو اس کے مقام سے خبر ہی نہیں دی (اسے بتایا ہی نہیں کہ تو اس موحد قوم کا فرزند ہے جس نے

Marfat.com

دنیا سے بت پرستی کی لعنت کو ختم کیا جس نے غلامی کی زنجیروں کو توڑ کر ہر انسان کو آزادی کی نعمت سے مالا مال کیا جس نے عقل و عشق دونوں کی پرورش کی جس نے فاقہ میں بھی غیرت مند رہنا سکھایا جس نے زندگی کو ممولوں کی طرح نہیں شاہینوں کی طرح گزارنا سکھایا)۔

(20) اسے افرنگیوں کی آگ نے گداز کردیا (مغرب کے علوم و فنوں کا دلدادہ ہوگیا) + یعنی اس دوزخ نے اسے متغیر کردیا (اس کو بدل دیا اس کو دین داری سے بے دینی کی طرف راغب کردیا آزادی کی بجائے اسے غلامی میں لطف آنے لگا)۔

(21) وہ مومن ہے اور موت کی رمز سے آگاہ نہیں ہے (وہ نہیں جانتا کہ کوئی مر کر بھی نہیں مرتا بشرطیکہ اللہ کی راہ میں مرتا ہو) + اس کے دل میں اللہ کے سوا کوئی غالب نہیں ہے کا عقیدہ اور جذبہ نہیں رہا (اسی لئے غیر اللہ کا محتاج ہوگیا ہے)۔

(22) جب اس کے سینے میں دل مرگیا یعنی جذبہ درد و سوز نہ ہونے کی وجہ سے وہ مردہ ہوگیا + (تو اب) وہ کسی اور بات کی فکر نہیں کرتا سوائے کھانے پینے اور سونے کے (حالانکہ ایسی زندگی کی تو حیوانوں کی بھی ہوتی ہے انسانی زندگی کے تقاضے تو کچھ اور ہیں مگر ان تقاضوں کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب دل میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق جاگزیں ہو)۔

(23) وہ ایک روٹی کی خاطر لا (نہیں) اور نعمت کے نشتر کھاتا ہے (کہیں سے اسے جھڑکی ملتی ہے اور کہیں اس کے کشکول میں پس خوردہ ڈال دیا جاتا ہے) + وہ ایک پیٹ کی خاطر سینکڑوں اشخاص کی منتیں کرتا ہے (دل نہ ہونے کی وجہ سے وہ غیرت مند نہیں رہا)۔

(24) وہ فرنگیوں سے لات و منات (فکری اور تہذیبی بت) خریدتا ہے + ہے تو وہ مومن لیکن فکر اس کی سومناتی (ملحد' رند اور مشرکانہ) ہے۔

(25) (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہیں "اٹھو اللہ کے حکم سے اور ان کو زندہ کردیں + ان کے دل میں اللہ ھو (اللہ کے سوا کچھ نہیں) زندہ کردیں (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں ہے کہ وہ جس مردے کو کہتے تھے کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ زندہ ہو جاتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم ہی نہیں دل بھی زندہ کئے ہیں)۔

(26) (آج کل) ہم سب (مسلمان) مغرب کی تہذیب کے طلسم میں آئے ہوئے ہیں + ہم بغیر جنگ کے افرنگیوں (کے ہاتھوں) قتل ہوگئے ہیں یعنی افرنگیوں نے اپنے ملحدانہ باطلی مشرکانہ اور غیر شریفانہ افکار' تمدن' تہذیب' علم' فن' سیاست وغیرہ سے ہمیں مسلمان کے طور پر ماردیا ہے ہم زندہ ضرور ہیں لیکن ہماری اپنی شناخت باقی نہیں رہی ہم مغرب کے رنگ میں خود کو رنگ کر اپنا آپ بھلا ہی نہیں بیٹھے بلکہ کھو چکے ہیں)۔

(27) اس قوم سے جس کی (خودی) کا جام ٹوٹ چکا ہے + ایک اللہ مست بندہ پیدا کریں (جو ان کو پھر سے شراب کہن پلا کر خود آگاہ اور خدا آگاہ بنادے)۔

(28) تاکہ مسلمان خود کو دوبارہ دیکھ لے یعنی اپنی پھر سے پہچان کرلے کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں + اور اس طرح خود کو جہان والوں سے سربلند کرلے۔

Marfat.com

دوسرا بند

شہوارا! یک نفس در کش عناں حرف من آساں نیاید بر زباں
آرزو آید کہ ناید تا بہ لب؟ می نہ گردد شوق محکوم ادب
آں بگوید لب کشا اے درد مند ایں بگوید چشم بکشا لب بہ بند
گرد تو گردد حریم کائنات از تو خواہم یک نگاہ التفات
ذکر و فکر و علم و عرفانم توئی کشتی و دریا و طوفانم توئی
آہوئے زار و زبون و ناتواں کس بہ فتراکم نہ بست اندر جہاں
اے پناہ من حریم کوئے تو من بامیدے رمیدم سوئے تو

*

(1) (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے علامہ کہتے ہیں) اے گھوڑے پر سوار (تیزی سے جانے والے) ایک دم کے لئے لگام کھینچیں یعنی ٹھر جائیں + میری بات میری زبان پر آسانی سے نہیں آرہی (میں دور سے نہیں سنا سکتا قریب ہو جائیں)۔

(2) میری آرزو (نہ جانے) لب تک آتی ہے یا نہیں آتی + کہیں میرا شوق محکوم ادب نہ ہو جائے یعنی جی تو بات کرنے کو چاہے لیکن ادب کے ایسا نہ کرمناسب نہیں خاموش رہنا ہی بہتر ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا تقاضا ہی یہ ہے کہ زبان خاموش اور سر خمیدہ رہے)۔

(3) وہ یعنی آرزو کہتی ہے کہ اے دردمند (تکلیف میں مبتلا شخص) لب کھول (اور اپنی بیماری کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر) + یہ یعنی ادب کہتا ہے کہ آنکھ کھول اور لب بند رکھ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا یہی تقاضا ہے جو درویش لوگ بتاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اقبال کے سامنے ہیں اس لئے یہ سارے معاملات پیدا ہو رہے ہیں)۔

(4) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تو کائنات گھومتی ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کائنات کے مدار ہیں وجہ تخلیق و قیام کائنات ہیں) + میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مہربانی کی ایک نگاہ چاہتا ہوں۔

(5) (اس لئے کہ) میرا ذکر فکر علم اور عرفان سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں + میری کشتی میرا دریا اور میرا طوفان سب کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

(6) میں ایک کمزور اور زار و زبوں ہرن ہوں + جسے جہان میں (کسی بھی شکاری نے شکار کرکے) اپنے فتراک میں (گھوڑے کے ساتھ لٹکتے ہوئے حلقے میں) نہیں باندھا یعنی زمانے والوں نے مجھے بے قیمت سمجھا اور میرے جوہر کی قدر نہیں کی۔

(7) اے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی گلی میری پناہ گاہ ہے + میں ایک امید لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا ہوں۔

Marfat.com

تیسرا بند

آں نوا در سینہ پروردن کجا و ز دے صد غنچہ وا کردن کجا
نغمہ من در گلوے من شکست شعلہ از سینہ از بیروں نجست
در نفس سوز جگر باقی نماند لطف قرآن سحر باقی نماند
نالہ کو می نہ گنجد در ضمیر تا کجا در سینہ ام ماند اسیر
یک فضاے بے کراں می بایدش وسعت نہ آسماں می بایدش

٭

(1) اس آواز کا سینے میں پرورش پانا اب کہاں ہے (جو پہلے تھی) یعنی میرا گلا اب بیٹھ گیا ہے میں آواز نہیں لگا سکتا + وہ ایک دم میں سینکڑوں غنچے کھلانے والی بات اب کہاں ہے یعنی کبھی میں ایک ایک دم میں کتنی باتیں کرلیتا تھا خوب تقریریں کیا کرتا تھا اب وہ صورت حال ختم ہو چکی ہے میری بات میرے لب تک نہیں آتی)۔

(2) میرا نغمہ میرے گلے (کے ساز) میں ہی ختم ہوگیا ہے + میرا شعلہ میرے سینے سے باہر چھلانگ نہیں لگاتا مراد ہے نہ بول سکنے کے سبب دل کی بات دل میں رہ جاتی ہے۔

(3) میری سانس میں جگر کا سوز باقی نہیں رہا + (اب صبح کے وقت کے قرآن پڑھنے کا لطف باقی نہیں رہا (پہلے میں خوش الحانی سے قرآن پڑھا کرتا تھا اب گلے کی اور سینے کی بیماری کی وجہ سے میں ایسا نہیں کر سکتا)۔

(4) وہ نالہ جو کہ ضمیر میں سما نہیں سکتا کب تک میرے سینے میں قید رہے گا (مجھے صحت ہو جائے تو دل کی فریادیں زبان پر لاؤں)۔

(5) (میرے اس نالے کے لئے) ایک بے کنارہ فضا چاہیے + اس کے لئے نو آسمانوں کی یعنی ساری کائنات کی وسعت چاہیے (عام طور پر تو سات آسمان بتائے جاتے ہیں بعض اس کے ساتھ عرش و کرسی کو ملا کر نو کہہ دیتے ہیں)۔

چوتھا بند

آہ زاں دردے کہ در جان و تن است گوشہ چشم تو داروے من است
در نسازد با دواہا جان زار تلخ و بویش بر مشام ناگوار
کار ایں بیمار نتواں برد پیش من چو طفلاں نالم از داروے خویش
تلخی او را فریبم از شکر خندہ ہا در لب بدوزد چارہ گر
چوں بصیری ازتو می خواہم کشود تا بمن باز آید آں روزے کہ بود
مہر تو بر عاصیاں افزوں تر است در خطا بخشی چو مہر مادر است

با پرستاران شب دارم ستیز باز روغن در چراغ من بریز
اے وجود تو جہاں را نو بہار پر تو خود را دریغ از من مدار
خود بدانی قدر تن از جاں بود قدر جاں از پر تو جاناں بود'
(رومی)
تا ز غیر اللہ ندارم ہیچ امید یا مرا شمشیر گرداں یا کلید
فکر من در فہم دیں چالاک و چست تخم کردارے ز خاک من نہ رست
تیشہ ام را تیز تر گرداں کہ من محنتے دارم فزوں از کوہکن
مومنم' از خویشتن کافر نیم بر فسانم زن کہ بد گوھر نیم

*

(1) آہ اس تکلیف پر جو میرے جان و تن میں ہے + آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گوشہ چشم (میری اس تکلیف کی) دوائی ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ میری وہ بیماری دور کردے گی جس سے میرا بدن اور جان کی تکلیف میں ہے)۔

(2) (میری) جان زار (اب) دواؤں کی متحمل نہیں ہے + ان دواؤں کی کڑواہٹ اور بو میری قوت شامہ پر گراں ہے (سونگھنے کی قوت پر)۔

(3) (یہ دوائیاں) اس بیماری کے کام کو نہیں بنا سکتیں (صحت عطا نہیں کر سکتیں) + میں اپنے دارو (دوائی) سے بچوں کی طرح روتا ہوں (مجھ سے نہیں پی جاتیں)۔

(4) میں (ان دواؤں کی) تلخی کو شکر (کھا کر) دور کرتا ہوں + چارہ گر (میرا معالج) میری یہ حالت دیکھ کر زیر لب مسکراتا ہے۔

(5) امام بصیریؒ کی طرح (جن کی بیماری کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت عطا کی تھی) میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اپنی مشکل) کا حل چاہتا ہوں (چاہتا ہوں کہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے تندرست ہو جاؤں + تاکہ (میری زندگی) کا وہ زمانہ واپس آجائے جو کبھی تھا (یعنی میں دوبارہ تندرست ہو جاؤں اور اپنی مصروفیات کا پھر سے خوش اسلوبی سے آغاز کروں) امام بصیری وہ امام ہیں جن کا قصیدہ بردہ مشہور ہے۔

(6) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی گنہگاروں پر زیادہ ہے + آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطا بخشنے میں ماں کی (بچہ پر محبت) کی طرح ہیں۔

(7) میں رات کے پرستاروں سے جنگ میں ہوں + میرے چراغ میں تیل پھر سے ڈال دے (پرستاران شب سے مراد باطل کے پرستار ہیں جن سے اقبال نے ہمیشہ جنگ کی ہے اس لئے وہ عرض پرداز ہیں کہ میری ہمت کے چراغ کو جو بیماری کی وجہ سے گل ہو رہا ہے یا پھر سے تیل ڈال کر روشن کردے تاکہ میں باطل کی اندھیری رات میں حق کی روشنی پھر پھیلا سکوں)۔

(8) اے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود جہان کے لئے نو بہار ہے + اپنے سایہ کو مجھ سے دور نہ رکھیں (آپ تو سارے عالم کی زندگی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر خزاں کو بہار میں تبدیل کردیتے ہیں، مجھے بھی صحت عطا ہو)۔

Marfat.com

(9) (جیسا کہ مولانا رومی کے اس شعر سے ظاہر ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود جانتے ہیں کہ تن کی قدر جان سے ہوتی ہے + (اور) جان کی قدر جاناں (محبوب) کے سایہ سے ہوتی ہے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف کا سایہ میری جان اور میرے جسم کو آسودہ کر سکتا ہے)۔

(10) چونکہ میں غیر اللہ سے کوئی امید نہیں رکھتا + یا مجھے تلوار کردیں یا چابی تلوار سے مراد طاقت بدنی اور چابی سے مراد روحانی طاقت مراد ہے دفع تکلیف کے لئے دونوں میں سے کسی ایک کا تصرف عطا کر دیں)۔

(11) میری فکر دین کے فہم میں چالاک اور چست ہے + میری خاک سے ایک بیج بھی نہیں اگا (مراد ہے کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں دین کو جانتا اور سمجھتا تھا لیکن میں نے اس پر عمل سے کوتاہی کی)۔

(12) میرے شیشے کو زیادہ تیز کردیں میں + کوہکن (فرہاد) سے زیادہ محنت (والا کام رکھتا ہوں) یعنی مجھے دین پر خود عمل کرنا ہے اور اپنی قوم کو دین شناس کر کے اس پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرنا ہے اور یہ کام فرہاد کے پہاڑ سے نہر کھود کر لانے سے کہیں زیادہ مشکل ہے یہ کام میں اسی وقت کرسکوں گا جب مجھ میں صحت ہوگی۔

(13) میں مومن ہوں اور خود سے کافر نہیں ہوں + اپنی فسان پر (سان پر) (میری تلوار زندگی کو) لگا کر دیکھ لیں کہ میں بدگوہر یعنی خراب کاٹ یا دھار (والی تلوار نہیں ہوں)۔

پانچواں بند

گرچہ کشت عمر من بے حاصل است　　چیزکے دارم کہ نام او دل است
دارمش پوشیدہ از چشم جہاں　　کز سم شبدیز تو دارد نشاں!
بندۂ را کو نخواہد ساز و برگ　　زندگانی بے حضور خواجہ مرگ!
اے کہ دادی کرد را سوز عرب　　بندۂ خود را حضور خود طلب
بندۂ چوں لالہ داغے در جگر　　دوستانش از غم او بے خبر
بندۂ اندر جہاں نالاں چوں نے　　تفتہ جاں از نغمہ ہائے پے بہ پے
در بیاباں مثل چوب نیم سوز　　کارواں بگذشت و من سوزم ہنوز!
اندریں دشت و درے پہناورے　　بو کہ آید کاروانے دیگرے
جاں ز مہجوری بنالد در بدن　　نالہ من وائے من! اے وائے من

*

(1) اگرچہ میری عمر کی کھیتی بے حاصل ہے + (البتہ) میں ایک چھوٹی سی چیز رکھتا ہوں کہ جس کا نام دل ہے۔

(2) میں اسے جہان والوں کی آنکھ سے پوشیدہ رکھتا ہوں + کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کے سم کا نشان رکھتا ہے (مراد ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بستے ہیں اتنی قیمتی دولت کو میں کیسے سرعام رکھ سکتا ہوں اقبال نے شروع میں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہسوار کہہ کر خطاب

کیا تھا اس لئے یہاں گھوڑے کی علامت سے کام لیا ہے)۔

(3) وہ بندہ جو کہ دنیا کا کوئی سازو سامان نہیں چاہتا + اس کی زندگی (اپنے) آقا کے حضور میں نہ ہونے کی وجہ سے موت ہے (ایسے بندے کا سارا سازو سامان اس کا خواجہ ہی ہوتا ہے)۔

(4) اے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرد کو (کردستان کے علاقے کے ایک شخص کو) سوز عرب عطا کیا + اپنے بندے کو (یعنی مجھے) اپنے حضور طلب کرلے (شاید یہاں یہ خواہش ہے کہ اگر میری بیماری کو صحت نصیب نہیں ہوئی تو مجھے موت کے راستے سے گزار کر اپنی مجلس میں لے جا یا یہ کہ زندگی ہی میں مجھے مدینہ میں بلالے کہتے ہیں کہ کسی زمانہ میں کردستان کا ایک باشندہ تھا جس نے مدینہ کی آرزو کی تھی اسے نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں بلالیا بلکہ عربی زبان سے بھی آشنا کردیا)۔

(5) میں ایک ایسا بندہ ہوں جو لالے کے پھول کی طرح دل میں داغ رکھتا ہے + اس کے دوست اس غم سے بے خبر ہیں جس سے سینے میں داغ ہے)۔

(6) میں ایک ایسا بندہ ہوں جو جہان میں بنسری کی طرح فریاد کررہا ہے + (اس بنسری) کے پے در پے نغموں سے میری جان میں تپش ہے (تڑپ ہے بے قراری ہے)۔

(7) بیاباں میں آدمی جلی لکڑی کی طرح + میں ابھی تک جل رہا ہوں جب کہ کارواں گزر چکا ہے (میرے غم میں کوئی شریک نہیں ہے)۔

(8) اس دشت و در میں جو وسیع ہے + ہو سکتا ہے کہ کوئی اور کارواں آجائے (جو میرے نور جگر کو سمجھ سکے)۔

(9) میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر میں تن کے اندر رو رہی ہے + (میں ہوں) اور میرا نالہ ہے افسوس ہے مجھ پر افسوس ہے مجھ پر (کس کام کی یہ زندگی)۔

Marfat.com

مثنوی مسافر

تعارف: 1933ء میں علامہ محمد اقبال اپنے دو ساتھیوں سر راس مسعود اور علامہ سید سلیمان ندوی کے ساتھ افغانستان گئے تھے۔ افغانستان آنے کی دعوت انہیں اس وقت کے والی افغانستان نادر شاہ نے دی تھی۔ نادر شاہ جن کا نام نادر خاں تھا' اپنے سے پہلے والی افغانستان امان اللہ خان کے وزیر جنگ تھے۔ جب امان اللہ خان کو حالات کی بنا پر تخت چھوڑنا پڑا تو ملک افرا تفری کا شکار ہو گیا۔ اس کے جانشین عنایت اللہ خان کو بھی تخت سے دست بردار ہونا پڑا اور معمولی جدوجہد کے بعد بچہ سقہ نام کا ایک عام آدمی ملک کا حکمران ہو گیا۔ اس وقت نادر خان فرانس میں تھا۔ واپسی پر اس نے کچھ فوج منظم کی اور 1929ء میں بچہ سقہ کو جو امیر حبیب اللہ خان کا لقب اختیار کئے ہوئے تھا' شکست دے کر خود نادر شاہ کے لقب سے ملک کا حکمران بن گیا۔ اس نے ملک کو صحیح خطوط پر لانے اور چلانے کی پوری کوشش کی۔ لیکن 1933 میں وہ ایک افغان نوجوان کی گولی لگنے سے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ظاہر شاہ حکمران ہوا۔ جس کے عہد میں روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوئیں۔ اور حالات نے ایسا رخ اختیار کیا کہ ظاہر شاہ ملک سے چلا گیا اور روسی پشت پناہی سے کیمونزم (اشتراکیت) پسند حکمران آتے اور جاتے رہے۔ اس اثنا میں پاکستان کے اس وقت کے صدر اور فوج کے سپہ سالار جنرل ضیاء الحق شہید نے اپنے چند مخلص جرنیلوں سے مل کر جہاد کی ایسی حکمت عملی اختیار کی جس سے نہ صرف روس جیسی عظیم سلطنت کی عظیم فوج کو افغانستان سے بھاگنا پڑا بلکہ یہ شکست وریخت سے بھی دوچار ہو گئی۔ اور مشرقی یورپ اور وسط ایشیا کے بہت سے ملک روسی اقتدار سے آزاد ہو گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ کیمونزم کی یلغار کا جو خطرہ پاکستان کو اور یورپ کو تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ ضیاء الحق شہید اور اس کے ساتھی جرنیلوں کے اس کارنامہ پر دنیا انہیں ہمیشہ سلام کرتی رہے گی۔ نادر شاہ کا جلاوطن بیٹا ظاہر شاہ اب بھی زندہ ہے اور یورپ کے کسی ملک میں ہے۔ علامہ اقبال جب افغانستان سے واپس آئے تو انہوں نے وہاں کے تاثرات فارسی مثنوی مسافر کے نام سے قلم بند کئے۔ یہ مثنوی پہلے 1934ء میں الگ حیثیت سے شائع ہوئی تھی۔ بعد میں 1936ء سے یہ ان کی مثنوی "پس چہ باید کرد اے اقوام شرق" کے ساتھ شائع ہونے لگی۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز مثنوی

(1) نادر افغان شہ درویش خو
رحمت حق بر روان پاک او

(2) کار ملت محکم از تدبیر او
حافظ دین مبیں شمشیر او

(3) چوں ابوذر خود گداز اندر نماز
ضربتش ہنگام کیں خارا گداز!

(4) عہد صدیقؓ از جمالش تازہ شد!
عہد فاروقؓ از جلالش تازہ شد!

(5) از غم دیں در دلش چوں لالہ داغ
در شب خاور وجود او چراغ!

(6) در نگاہش مستی ارباب ذوق
جوہر جانش سراپا جذبو شوق

(7) خسروی شمشیر و درویشی نگہ
ہر دو گوہر از محیط لا الٰہ!

(8) فقر و شاہی واردات مصطفیٰؐ است
ایں تجلیہائے ذات مصطفیٰؐ ست!

(9) ایں دو قوت از وجود مومن است
ایں قیام و آں سجود مومن است

(10) فقر سوز و درد و داغ و آرزو ست
فقر را در خوں تپیدن آبرو ست

(11) فقر نادر آخر اندر خوں تپید
آفریں بر فقر آں مرد شہید!

(12) اے صبا اے رہ نورد تیز گام
در طواف مرقدش نرمک خرام

(13) شاہ در خواب است' پا آہستہ نہ
غنچہ را آہستہ تر بکشا گرہ

*

(1) افغان نادر یعنی ملک افغانستان کا والی نادر شاہ ایک درویشوں کی عادت والا بادشاہ (ہے)۔
اس کی پاک روح پر حق کی رحمت ہو۔

(2) اس کی تدبیر سے ملت کا کام مضبوط ہے۔
اس کی تلوار روشن دین یعنی دین اسلام کی حفاظت کرنے والی ہے۔

(3) مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کی مانند وہ خود کو نماز میں پگھلانے والا ہے یعنی عشق رسولؐ میں فنا ہو کر عبادت کرتا ہے۔
جنگ کے وقت اس کا وار سخت پتھروں کو پگھلا دینے والا ہے۔

(4) اس کے جمال سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عہد تازہ ہو گیا۔
اس کے جلال سے حضرت عمر فاروقؓ کا جلال تازہ ہو گیا۔ مراد ہے وہ مسلمانوں کے لئے نرم اور دشمنان اسلام کے لئے سخت ہے۔

Marfat.com

(5) دین کے غم کی وجہ سے اسکے دل میں لالہ کے پھول کی طرح کا داغ ہے۔
مشرق کی رات میں اس کا وجود چراغ کی طرح ہے۔

(6) اس کی نگاہ میں ذوق کی ربوبیت کرنے والوں یعنی اہل نظر و دل کی مستی ہے۔
اس کی جان کا جوہر (اس بنا پر) سراپا جذب و شوق ہے۔

(7) اس کی تلوار اس کی بادشاہت اور اس کی نگاہ اس کی درویشی ہے۔ یہ دونوں موتی لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ (کلمہ طیبہ) کے سمندر کے ہیں مراد ہے اگر کوئی حقیقی معنوں میں کلمہ طیبہ کا مظہر بن جائے تو وہ ان دونوں صفات کا مالک بن جاتا ہے۔ اس کی شمشیر اجسام پر اور اس کی نگاہ قلوب پر حکمران ہو جاتی ہے۔

(8) فقیری اور شاہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دو واردا تیں (شانیں) ہیں۔
یہ دونوں تجلیاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات سے متعلق ہیں۔ مراد ہے جب کوئی کلمہ طیبہ پڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے رنگ میں خود کو رنگ لیتا ہے تو اس میں یہ دونوں شانیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ شہنشاہ ہوتے ہوئے فقیر اور فقیر ہوتے ہوئے شہنشاہ ہوتا ہے۔

(9) یہ دونوں قوتیں مومن کے وجود کی وجہ سے ہیں۔ یعنی صرف کلمہ طیبہ پڑھنے والے اور اسے خود پر وارد کرنے والے کی ہیں کسی اور میں نہیں ہو سکتیں۔
یہ یعنی شاہی مومن کا قیام ہے اور وہ یعنی درویشی مومن کا سجدہ ہے۔ مراد ہے مومن ایک طرف حق کے لئے سراپا عمل اور دوسری طرف سراپا نیاز ہوتا ہے۔ وہ جلال و جمال کا مرقع ہوتا ہے۔

(10) فقر (کیا ہے؟) فقر سوز' درد' داغ اور آرزو کا نام ہے۔
فقر کی آبرو خون میں تڑپنے سے ہے۔ مراد ہے فقر سرتاپا عشق الٰہی اور اس کی جملہ کیفیات کا حامل ہوتا ہے۔ وہ اس عشق میں جگر کو خون اور دل کو لہو کرتا ہے اور اسی میں اپنی زندگی اور عزت سمجھتا ہے اور اگر محبوب کے لئے ظاہری خون میں بھی نہانا پڑے تو اس سے بھی گریز نہیں کرتا۔ وہ محبوب پر جان کو قربان کر دینے میں اپنی زندگی اور عزت سمجھتا ہے۔

(11) (نادر شاہ کو ایک افغان نوجوان نے چونکہ گولی مار کر شہید کر دیا تھا اس پس منظر میں کہا گیا ہے کہ) نادر شاہ کا فقر آخر خون میں تڑپا۔
اس مرد شہید کے فقر پر آفرین (شاباش) ہے۔

(12) اے صبا اے تیز قدم مسافر یعنی اے تیزی سے چلنے والی صبح کی نرم اور لطیف ہوا جب تو نادر شاہ کی مرقد پر پہنچے تو وہاں آہستہ چلنا۔

(13) بادشاہ سو رہا ہے آہستہ پاؤں رکھ۔
غنچہ کی گرہ بھی زیادہ آہستگی سے کھولنا (کہیں اس کے کھلنے کی آواز بھی اس کے سکون میں خلل انداز نہ ہو جائے)۔

Marfat.com

(14) از حضور او مرا فرماں رسید
آنکہ جان تازہ در خاکم دمید

(15) "سوختیم از گرمی آواز تو
اے خوش آں قومے کہ داند راز تو

(16) از غم تو ملت ما آشنا ست
می شناسیم ایں نوا ہا از کجا ست

(17) اے باغوش سحاب ما چو برق
روشن و تابندہ از نور تو شرق

(18) یک زماں در کوہسار ما درخش
عشق را باز آں تب و تابے بہ بخش

(19) تا کجا در بند ہا باشی اسیر
تو کلیمی راہ سینائے بگیر!"

(20) طے نمودم باغ و راغ و دشت و در
چوں صبا بگذشتم از کوہ و کمر

(21) خیبر از مردان حق بیگانہ نیست
در دل او صد ہزار افسانہ ایست!

(22) جادہ کم دیدم از و پیچیدہ تر
یاوہ گردد در خم و پیچش نظر

(23) سبزہ در دامان کہسارش مجوے
از ضمیر حش بر نیاید رنگ و بوے

(24) سرزمینے کبک او شاہیں مزاج
آہوئے او گیرد از شیراں خراج!

(25) در فضایش جرہ بازاں تیز چنگ
لرزہ بر تن از نہیب شاں پلنگ!

(26) لیکن از بے مرکزی آشفتہ روز
بے نظام و نا تمام و نیم سوز!

(27) فر بازاں نیست در پرواز شاں
از تدرواں پست تر پرواز شاں!

(28) آہ قومے بے تب و تاب حیات
روزگارش بے نصیب از واردات!

*

(14) اس کے یعنی نادر شاہ کے حضور سے مجھے حکم ملا۔
جس نے میری خاک میں سے تازہ جان کھلا دی۔ (اس شعر میں علامہ نے اس خط کی طرف اشارہ کیا ہے جو نادر شاہ نے اپنی زندگی میں افغانستان میں آنے کے لئے لکھا تھا)۔
(15) ہم تیری آواز کی گرمی سے جل گئے۔
خوش نصیب ہے وہ قوم جو تیرے راز کو جانتی ہے۔ یہ شعر اور اس کے بعد آنے والے چند شعر دراصل اس خط کے مضمون کا خلاصہ لئے ہوئے ہیں جو نادر شاہ نے علامہ اقبال کو لکھا تھا۔ اس شعر میں بادشاہ یہ کہتا ہے کہ اے اقبال میں نے تیری شاعری کا مطالعہ کیا ہے اور اس نے میرے اندر ایک خاص قسم کی حرارت اور تڑپ پیدا کر دی ہے۔ میں اس قوم کو خوش قسمت سمجھتا ہوں جو تیری شاعری کے راز کو جانتی ہے۔
(16) اے اقبال تیرے غم سے ہماری ملت واقف ہے۔
ہم جانتے ہیں کہ تیری نوا کہاں سے ہے (تیری شاعری کے محرکات اور رموز و اسرار سے ہم واقف ہیں)۔

Marfat.com

(17) اے وہ شاعر کہ جو ہمارے بادل میں بجلی کی مانند ہے۔
تیرے نور سے مشرق روشن اور تابندہ ہے۔(جس طرح اندھیرے میں بجلی چمک کر روشنی کرتی ہے تیری شاعری میری قوم کے لئے وہی کام کر رہی ہے)۔
(18) کچھ وقت کے لئے ہمارے پہاڑوں کے سلسلے میں بھی چمک۔
عشق کو پھر وہی حرارت اور تڑپ بخش جو کبھی اس میں تھی۔ مراد ہے ہمارے ملک میں آ اور اپنی شاعری اور اپنے پیغام سے ہمیں نور بخش۔
(19) تو کب تک بیڑیوں میں قید رہے گا یعنی مصروفیات میں الجھا رہے گا۔
تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی مانند ہے اور ہمارے پہاڑ سینا کی وادی کے پہاڑوں کی طرح ہیں۔ ان کی طرف گزر کر۔ مراد ہے ہماری وادیاں اور پہاڑ تیرے منتظر ہیں کہ تو ان کی طرف آئے اور وہاں کے لوگوں میں عشق کی تپش پیدا کرے۔(یہاں اس دعوت نامہ کا مفہوم شعری ختم ہو جاتا ہے۔ جو نادر شاہ نے علامہ کو کابل آنے کے لئے لکھا تھا۔ اور سفر کے حالات شروع ہو جاتے ہیں)۔
(20) (علامہ کہتے ہیں میں نے دعوت نامہ قبول کر لیا اور کابل کی طرف سفر کے لئے روانہ ہو گیا) میں نے باغوں' سبزہ زاروں' جنگلوں اور آبادیوں کو طے کیا۔
(اور) میں پہاڑوں اور گھاٹیوں سے صبح کی نرم و لطیف ہوا کی طرح گزر گیا۔ مراد ہے میں نے شوق منزل میں بڑی آسانی سے راستہ طے کر لیا۔
(21) خیبر کا علاقہ جو افغانستان کی سرحد سے ملحقہ ہے اللہ کے مردوں سے بیگانہ نہیں ہے۔
اس کے دل میں سو ہزار افسانے ہیں۔ مراد ہے اس علاقے نے تاریخ' تمدن' معاشرت' اور تہذیب و ثقافت کے بہت سے دور دیکھے ہیں اور ان کی کہانیاں اس کے اوراق پر ثبت ہیں۔ خاص طور پر مردان حق کے بزمی اور رزمی کارناموں سے اس کی فضا معمور ہے۔
(22) میں نے اس سے زیادہ بل دار رستہ کم دیکھا ہے۔
اس کے خم و پیچ یعنی بل دار رستوں میں نظر گم ہو کر رہ جاتی ہے۔
(23) اس کے پہاڑوں کے دامن میں سبزہ تلاش نہ کر یعنی وہاں کے پہاڑ خشک ہیں۔
اس کے ضمیر سے رنگ و بو باہر نہیں آتی مراد ہے وہاں رنگ اور خوشبو کی بہار دکھانے والے پھول نہیں ہیں۔
(24) وہ ایسی سرزمین ہے کہ جہاں کے تیتر یا چکور شاہیں مزاج ہیں مراد ہے یہاں کا بچہ اور کمزور نظر آنے والا شخص بھی طاقت ور اور بہادر ہے۔
اس کا ہرن شیروں سے خراج وصول کرتا ہے یعنی بڑے بڑے بہادر یہاں کے باشندوں کے آگے سر جھکاتے ہیں۔
(25) اس کی فضا میں تیز پنجوں والے نر باز ہیں (جو بڑی دلیری اور بے باکی سے شکار کرتے ہیں)۔
چیتے کے جسم پر ان کی ہیبت سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔(جرہ باز دراصل دلیر افغانوں کی طرف اشارہ ہے)۔
(26) (مذکورہ بالا چند شعروں میں افغانوں کی بہادری کا ذکر کرنے کے بعد شاعر کہتا ہے کہ المیہ یہ ہے کہ

Marfat.com

اس سب کچھ کے باوجود یہاں کے باشندے قبائل میں بٹے ہوئے ہیں) لیکن ایک مرکز پر جمع نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کے افغان آشفتہ روز (پریشان حال) ہیں۔

وہ بے نظام' ناکمل اور بے سوز لوگ ہیں۔ (مراد ہے وہ منظم بھی نہیں اور دوسری قوموں کے مقابلے میں ترقی یافتہ بھی نہیں)۔

(27) ان کی پرواز میں بازوں کی سی شان نہیں ہے۔

ان کی پرواز تیتروں سے بھی پست ہے۔ (مراد ہے وہ بہادر اور صلاحیتوں والے ضرور ہیں لیکن ان سے فائدہ نہیں اٹھا رہے)۔

(28) افسوس ہے اس قوم پر جو زندگی کی حرارت اور چمک نہیں رکھتی۔

اس کا روزگار واردات سے بے نصیب ہے۔ یعنی ان کی زندگی میں جمود ہے۔ وہ راہ عمل سے بیگانہ ہے۔ جہالت اور تنزلی کی زندگی پر قناعت کیے ہوئے ہے اس لئے ذلت کی زندگی گزار رہی ہے۔

Marfat.com

(29) آں یکے اندر سجود' ایں در قیام
کاروبارش چوں صلوٰت بے امام!

(30) ریز ریز از سنگ او مینائے او
آہ! از امروز بے فردائے او

خطاب بہ اقوام سرحد

(1) اے ز خود پوشیدہ خود را باز یاب
در مسلمانی حرام است ایں حجاب!

(2) رمز دین مصطفیؐ دانی کہ چیست
فاش دیدن خویش را شاہنشہی است!

(3) چیست دیں؟ دریافتن اسرار خویش
زندگی مرگ است بے دیدار خویش

(4) آں مسلمانے کہ بیند خویش را
از جہانے برگزیند خویش را

(5) از ضمیر کائنات آگاہ اوست
تیغ لا موجود الا اللہ اوست

(6) در مکان و لامکاں غوغائے او
نہ سپہر آوارہ در پہنائے او

(7) تا دلش سرے ز اسرار خدا ست
حیف اگر از خویشتن نا آشنا ست

(8) بندۂ حق وارث پیغمبراں
او نگنجد در جہان دیگراں

(9) تا جہانے دیگرے پیدا کند
ایں جہان کہنہ را برھم زند

(10) زندہ مرد از غیر حق دارد فراغ
از خودی اندر وجود او چراغ!

(11) پائے او محکم بہ زم خیر و شر
ذکر او شمشیر و فکر او سپر

(12) صبحش از بانگے کہ برخیز و ز جاں
نے ز نور آفتاب خاوراں!

(29) (افغانوں کی بے نظمی' بے مرکزی اور اور نفاق کی بات نماز کے استعارے میں کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے) کہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے اگر وہ سجدہ میں ہے تو یہ قیام میں ہے۔

ان کا کاروبار اس نماز کی طرح ہے جس کا امام نہ ہو۔

(30) (آپس میں لڑنے جھگڑنے کا نتیجہ استعارہ میں بیان کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے) اس کی مینا اس کے اپنے ہی پتھر سے ریزہ ریزہ (چور چور) ہے۔

آہ! (افسوس ہے) اس کے آج پر جس کی کوئی کل نہیں۔ یعنی جس کا کوئی اچھا مستقبل دکھائی نہیں دیتا۔ (کل اچھا تو تب آئے جب وہ آج عمل کے میدان میں قدم رکھے' وہ تو بالکل بے عمل ہے)۔

Marfat.com

افغانستان کی سرحد پر بسنے والی افغان اقوام سے خطاب

(1) اے خود سے پوشیدہ خود کو پا۔ خود کو پہچان۔ (تجھے اللہ تعالیٰ نے مسلمان پیدا کیا ہے اور مسلمان مغلوب نہیں' غالب رہ کر زندہ رہتا ہے)۔
مسلمانی میں یہ حجاب (پردہ) یعنی اپنی حقیقت پر پڑا ہوا پردہ قائم رہنا حرام ہے۔ (ایک مسلمان کو اپنی حقیقت سے آگاہ ہو کر جینا چاہیے)۔

(2) کیا تو جانتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین یعنی دین اسلام کی رمز کیا ہے۔
خود کو فاش دیکھنا یعنی اپنی معرفت حاصل کر لینا' یہی شہنشاہی ہے۔

(3) دین کیا ہے؟ (دین) اپنے بھید پا لینے کا نام ہے۔
زندگی اپنے دیدار (اپنی معرفت) کے بغیر زندگی نہیں موت ہے۔

(4) وہ مسلمان جو خود کو دیکھ لیتا ہے یعنی اپنی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔
وہ ایک جہان سے خود کو برگزیدہ کر لیتا ہے' خود کو چن لیتا ہے یعنی وہ اشرف المخلوقات کے زمرے میں آ جاتا ہے۔

(5) وہ کائنات کے ضمیر سے آگاہ ہے۔ یعنی اس کی حقیقت کو سمجھتا ہے وہ لا موجود الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی موجود نہیں) کی تلوار ہے۔ مراد ہے وہ وحدۃ الوجودی نظریہ کے مطابق یہ جانتا ہے کہ اصل وجود اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ موجود تو ہے اپنا وجود نہیں رکھتا۔ اور جو وجود دوسرے کے وجود کا مرہون منت ہو وہ لائق توجہ نہیں۔ اس لئے لائق توجہ اصلی وجود ہے اور وہ وجود صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یہی توحید خالص ہے اور یہی وہ نظریہ ہے جو بندہ کو اپنے آقا سے ربط و ضبط قائم رکھنے اور دوسری اشیا کو آقا کی مرضی کے مطابق استعمال کرنے پر مجبور کرتا ہے۔
لا موجود الا اللہ کا عقیدہ رکھنے والا ہر وجود غیر اللہ میں چونکہ اللہ کے وجود کا عمل دخل سمجھتا ہے اس لئے وہ ان کا صحیح' مناسب اور ضروری استعمال کرتا ہے۔ اور حرکت و عمل کی ایک قوی اور یقینی موج اس کے اندر پیدا کرتا ہے نہ کہ اسے عمل سے گریز سکھاتا ہے۔ جیسا کہ وحدۃ الوجود کی صوفیانہ حقیقت کو نہ سمجھنے والے لوگ کہتے ہیں۔ لا موجود الا ھو کا وحدۃ الوجودی نظریہ معاشرے میں اعتدال' توازن اور صحت قائم رکھنے کے لئے بھی لازمی ہے کیونکہ جب کائنات اور اس کے ذرہ ذرہ میں ہم خالق کائنات کی صفات کی جلوہ گری دیکھیں گے یا سمجھیں گے تو ان کو غلط استعمال کرنے کی جراءت نہیں کریں گے۔ اور نفاق انتشار' فساد وغیرہ کو بھی ہوا نہیں دیں گے اور صلح کل کے علم بردار رہیں گے۔

(6) مکان ہو یا لا مکان (یہ آسمان سے نیچے والی دنیا ہو یہ اس سے آگے کا کوئی جہان ہو) ہر جگہ اس کی دھوم مچی ہوئی ہے۔
نو آسمان اس کی وسعت کے اندر آوارہ پھر رہے ہیں (عام طور پر سات آسمان کہے جاتے ہیں بعض لوگ ان میں عرش اور کرسی کو شامل کر کے نو قرار دے لیتے ہیں)۔ مراد ہے کہ بندہ حق چونکہ زمان و مکان پر غالب آ جاتا ہے اس لئے ساری کائنات کا وہ محور بن جاتا ہے۔ وہ کائنات کا نہیں بلکہ کائنات اس کی

Marfat.com

مطیع ہو جاتی ہے۔

(7) چونکہ اس کا (بندۂ حق / مردِ مومن کا) دل خدا کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔

(جب صورت حال یہ ہے) تو افسوس ہے اگر وہ خود سے آشنا نہیں ہے۔ مراد ہے بندہ حق کا دل محض گوشت کا لوتھڑا نہیں ہوتا بلکہ حق کی جلوہ گری کا آئینہ ہوتا ہے۔

(8) بندہ حق پیغمبروں کا وارث ہوتا ہے۔ مراد ہے ان کے علوم و فیوض کا حامل ہوتا ہے۔

وہ دوسروں کے جہان میں نہیں سماتا۔ مطلب یہ ہے کہ اس کی زندگی پیغمبروں کے تعمیر کردہ جہان میں بسر ہوتی ہے نہ کہ دوسروں کے۔ ان کی ہر حرکت و سکون انہی کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوتی ہے۔

(9) تاکہ وہ ایک دوسرا جہان پیدا کرے (جو پیغمبروں کے دیئے ہوئے نقشہ کے مطابق ہو) (وہ لوگوں کے بنائے ہوئے) پرانے جہان کو برباد کر دیتا ہے۔ اور اس کی تخریب سے ایک نیا جہان تعمیر کرتا ہے۔

(10) زندہ مرد جو ہوتا ہے وہ غیر حق سے فارغ ہوتا ہے۔

اس کے وجود (کی رات) میں خودی کا چراغ جل رہا ہوتا ہے۔ (کہنے کو تو ہر کوئی سانس لے رہا ہوتا ہے اور زندہ کہلاتا ہے لیکن جب اس کا جسم' اس کی روح' اس کا دل اور اس کا ذہن اپنے خالق سے ناواقف ہو کر دوسرے کئی قسم کے خالقوں کا مطیع ہو جاتا ہے اور اپنے شرف آدمیت کو بھول جاتا ہے اور اپنی پہچان نہیں کرتا تو وہ زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہوتا ہے اور جب زندگی کی اندھیری رات میں وہ اپنی پہچان کا چراغ جلا لیتا ہے تو پھر وہ غیر حق سے پیچھا چھڑا کر حق کا ہو جاتا ہے اور جب وہ حق کا ہو جاتا ہے تو غیر حق جو کچھ بھی ہے اس کا طواف کرنے لگتا ہے۔

(11) نیکی اور بدی کی جنگ میں وہ مضبوطی سے قدم جمائے رکھتا ہے (بدی کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا ہے) اس جنگ میں اس کا ذکر اسکی تلوار اور اس کا فکر اس کی ڈھال ہوتی ہے۔ (وہ اللہ کے ذکر کی تلوار سے ابلیسی قوتوں پر وار کرتا ہے اور کائنات اور خود پر فکر کرنے کی ڈھال سے ان قوتوں سے مدافعت کرتا ہے۔ یاد رکھیں ذکر اور فکر صوفیانہ نظام کے دو اہم ستون ہیں)۔

(12) اس کی صبح اس اذان سے ہوتی ہے جو اس کی جان سے اٹھتی ہے (جو اذان رسمی نہیں ہوتی)۔

نہ کہ مشرق سے ابھرنے والے سورج کی روشنی سے۔ مراد ہے وہ صبح جو سورج کے طلوع ہونے سے پیدا ہوتی ہے وہ تو چرند' پرند' درند' حیوان' انسان' کافر' تمام مسلمان سب کے لئے ہوتی ہے لیکن وہ صبح جس سے انسان کی زندگی کی رات صبح میں بدلتی ہے وہ بندہ مومن کی اذاں سے بدلتی ہے۔ جب وہ اللہ اکبر کی صدا لگاتا ہے تو باطل کا ہر اندھیرا چھٹ جاتا ہے۔ سامع کے قلب و ذہن میں نور حق پھیل جاتا ہے۔ محمد الرسول اللہ ﷺ کی رسالت اس کی راہبر بن جاتی ہے۔ یہ صبح حقیقی صبح ہے۔

Marfat.com

(13) فطرت او بے جہات اندر جہات
او حریم و در طوافش کائنات

(14) ذرۂ از گرد را ہش آفتاب
شاہد آمد بر عروج او کتاب

(15) فطرت او را کشاد از ملت است!
چشم او روشن سواد از ملت است!

(16) اند کے گم شو بقرآن و خبر
باز اے ناداں بخویش اندر نگر

(17) در جہاں آوارۂ بیچارۂ
وحدتے گم کردۂ صد پارۂ

(18) بند غیر اللہ اندر پائے تست
داغم از داغے کہ در سیمائے تست

(19) میر خیل! از مکر پنہانی بترس
از ضیاع روح افغانی بترس!

(20) ز آتش مردان حق می سوز مت
نکتہ از پیر روم آموز مت

(21) "رزق از حق جو' مجو از زید و عمر
مستی از حق جو' مجو از بنگ و خمر

(22) گل مخر' گل را مخور گل را مجو
زانکہ گل خوار است دائم زرد رو

(23) دل بجو تا جاوداں باشی جواں
از تجلی چہرہ ات چوں ارغواں

(24) بندہ باش و بر زمیں رو چوں سمند
چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند!"

(25) شکوہ کم کن از سپہر لاجورد
جز بگرد آفتاب خود مگرد

(26) از مقام ذوق و شوق آگاہ شو
ذرۂ؟ صیاد مہر و ماہ شو!

(27) عالم موجود را اندازہ کن
در جہاں خود را بلند آوازہ کن

*

(13) اس کی فطرت اطراف (زمان و مکاں) میں بے اطراف (زمان و مکان سے آزاد) ہے۔
وہ کعبہ ہے اور کائنات کا طواف کرتی ہے (بندہ حق کائنات میں ہوتا ہوا کائنات سے بے نیاز ہے۔ وہ کائنات کا نہیں کائنات اس کی محتاج ہے)۔

(14) اس کے راستہ کی گرد کا ایک ایک ذرہ سورج ہے (اس کی ہر بات اور ہر عمل لوگوں کے لئے نور ہدایت ہے)۔
اس کے عروج (کمال) پر کتاب (قرآن) گواہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انتم الاعلون ان کنتم مومنین** اگر تم مومن ہو تو تم ہی غالب اور اعلیٰ رہو گے)۔

(15) اس کی فطرت کا اظہار ملت کی وجہ سے ہے یعنی وہ ملت سے بیگانہ نہیں ہوتا۔
اس کی آنکھوں کی پتلی کی روشنی ملت کی وجہ سے ہے (مرد حق جماعت میں اسی طرح ہے جس طرح آنکھ میں پتلی ہوتی ہے)۔

Marfat.com

(16) کچھ دیر قرآن واحادیث میں گم ہو (ان کو پڑھ کر دیکھ کہ ایک بندہ حق کی شان کیا ہے)۔
پھر اے نا سمجھ اپنے اندر جھانک (کیا تو واقعی ایسا ہے) یہاں سے صوبہ سرحد کے عہد حاضر کے افغانوں کو خطاب کر کے شاعران کی حالت سے آگاہ کرتا ہے)۔

(17) تو دنیا میں آوارہ اور بیچارہ ہے۔
تو نے مرکز گم کر دیا ہے۔ اور تو (قبیلوں کی صورت میں) سو ٹکڑے ہو گیا ہے۔ (تم واحد قوم نہیں رہے)۔

(18) تیرے پاؤں میں غیراللہ کی بیڑیاں ہیں۔
میں اس داغ سے داغ ہوں (زخمی ہوں) جو غیراللہ کے آگے جھکنے کی وجہ سے تیری پیشانی پر نظر آتا ہے۔

(19) اے قبیلے کے سردار چھپے ہوئے مکر (دغا و فریب) سے ڈر۔
اپنی افغانی روح کے برباد ہونے سے ڈر (دشمن اپنے مکرو فریب سے تمہیں قابو کر کے تمہارے ذریعہ قبیلہ کو قبیلہ سے جدا رکھنا چاہتا ہے اور افغانوں کی وحدت کو پارہ پارہ رکھنا چاہتا ہے۔ تو اس چال سے ہوشیار رہ)۔

(20) میں تمہیں مردان حق کی آگ سے جلانا یعنی تمہارے اندر حرارت زندگی اور گرمی عمل پیدا کرنا چاہتا ہوں۔

(اور) پیر روم (مولانا جلال الدین رومی) کی ایک باریک اور رمزی بات تمہیں سکھاتا ہوں۔

(21) (یہاں سے چار شعر مثنوی مولانا روم کے ہیں) رزق حق سے تلاش کر (کیونکہ وہی سب کا رازق ہے) زید و عمر یعنی غیراللہ سے تلاش نہ کر۔
مستی حق سے تلاش کر بھنگ اور شراب سے نہیں (اس وقت کا انگریز حاکم چونکہ سرحدی قبائل کو دولت اور وظائف دے کر اپنے مطلب کے لئے استعمال کر رہا تھا اس کی طرف اشارہ ہے)۔

(22) مٹی نہ خرید' مٹی نہ کھا' مٹی تلاش نہ کر۔
کیونکہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رو ہوتا ہے۔ (اس کا چہرہ پیلا ہوتا ہے) غیراللہ سے رزق تلاش کرنے اور محتاجی کا رزق ڈھونڈنے کو مٹی کھانے کے برابر کہا ہے۔

(23) دل تلاش کر (اپنے اندر دل پیدا کر) تاکہ تو ہمیشہ جوان رہے۔
(اور) نور یا تجلی سے تیرا چہرہ ارغوانی (سرخ) رہے (اہل دل نور حق کھاتا ہے اہل شکم کاہ و جو کھاتا ہے۔ نور سے چہرہ روشن اور کاہ و جو سے زرد رہتا ہے)۔

(24) (خدا کا) بندہ بن اور زمین پر گھوڑے کی مانند (اپنے پاؤں پر کسی کی محتاجی کے بغیر) چل۔
نہ کہ جنازے کی طرح جو لوگ گردن پر اٹھا کر لے جاتے ہیں۔

(25) نیلے آسمان کا شکوہ نہ کر (کہ اس کی وجہ سے یعنی تقدیر کے سبب میں ایسا ہو گیا ہوں اور ویسا ہو گیا ہوں)۔
اپنے آفتاب کے سوا کسی اور شے کے گرد نہ گھوم۔ مراد ہے کسی کی محتاجی کے بغیر اور تقدیر کا شکوہ کئے بغیر راہ عمل پر گامزن ہو۔ اور پھر دیکھ محتاجی اور تقدیر پامال ہوتی ہے یا نہیں۔

Marfat.com

(26) ذوق و شوق (عشق) کے مقام سے آگاہ ہو۔

اگر تو ایک ذرہ ہے تو (اپنے اندر عشق پیدا کر کے) سورج اور چاند کا شکاری بن (آج تو کائنات کا محتاج ہے کل کائنات تیری محتاج ہو گی)۔

(27) آج جو جہان موجود ہے اس کا اندازہ کر (اور اس کی دوڑ میں اس کے قدم بقدم چل)۔

(اس طرح) جہان میں خود کو بلند آوازہ (بڑی شہرت والا) والا بنا۔

Marfat.com

(28) برگ و ساز کائنات از وحدت است
اندریں عالم حیات از وحدت است
(29) در گذر از رنگ و بو ہاے کہن
پاک شو از آرزو ہاے کہن
(30) ایں کہن ساماں نیرزد باد و جو
نقشبند آرزوے تازہ شو
(31) زندگی بر آرزو دارد اساس
خویش را از آرزوے خود شناس
(32) چشم و گوش و ہوش تیز از آرزو
مشت خاکے لالہ خیز از آرزو
(33) ہر کہ تخم آرزو در دل نہ کشت
پائمال دیگراں چوں سنگ و خشت!
(34) آرزو سرمایہ سلطان و میر
آرزو جام جہاں بین فقیر
(35) آب و گل را آرزو آدم کند
آرزو ما راز خود محرم کند
(36) چوں شرر از خاک ما بر می جہد
ذرہ را پہناے گردوں می دہد!
(37) پور آزر کعبہ را تعمیر کرد
از نگاہے خاک را اکسیر کرد
(38) تو خودی اندر بدن تعمیر کن
مشت خاک خویش را اکسیر کن

(28) کائنات کا سارا سازو سامان وحدت (اکائی/ایکہ ہونا) میں ہے۔
اس جہان میں زندگی وحدت سے ہے (مل جل کر رہنے/ایک مرکز کے گرد رہنے کی وجہ سے ہے)۔
(29) پرانے رنگ اور پرانی خوشبو کو چھوڑ دے۔
پرانی آرزوؤں سے پاک ہو۔ مراد ہے پرانی رسم و رواج، پرانے خیالات و افکار اور پرانی امنگوں اور امیدوں کو چھوڑ کر جن کی وجہ سے تو محتاجی اور بے عملی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ اپنے اندر نئی آرزوئیں اور نئے افکار پیدا کر اور راہ عمل کے نئے راستے بنا۔
(30) یہ تیرا پرانا سامان دو جو کے برابر قیمت نہیں رکھتا۔

مسافر وارد می شود بہ شہر کابل و حاضری شود بحضور اعلیٰ حضرت شہیدؒ

(1) شہر کابل! خطہ جنت نظیر
آب حیواں از رگ تاکش بگیر!
(2) چشم صائب☆ از سوادش سرمہ چیں
روشن و پائندہ باد آں سرزمیں

نئی آرزو کا نقش پیدا کرنے والا بن۔
(31) زندگی آرزو پر بنیاد رکھتی ہے۔

Marfat.com

خود کو اپنی آرزو سے پہچان (اپنے اندر غیرت مندوں کی طرح جینے اور دین و دنیا میں سربلند ہونے کی آرزو پیدا کر)۔

(32) آنکھ اور کان اور ہوش آرزو سے تیز ہوتا ہے۔

مٹی کی ایک مٹھی آرزو کی وجہ سے لالہ کا پھول پیدا کرنے والی بن جاتی ہے (دیکھئے مٹی مٹی ہے بے حس اور بے جان۔ لیکن جب اس کے اندر جب حرکت اور حرارت کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو اسمیں سے نباتات پھوٹ پڑتی ہے)۔

(33) ہر وہ شخص جس نے کہ آرزو کا بیج دل میں نہیں بویا۔

وہ پتھر اور اینٹ کی مانند دوسروں کے پاؤں میں روندا جاتا ہے۔

(34) آرزو بادشاہ اور امیر کا سرمایہ ہے۔

آرزو فقیر کا جہان کو دیکھنے والا پیالہ (دل) ہے (ہر شے کے وجود و نمود کے پیچھے اس کی آرزو کی کارفرمائی ہے)۔

(35) آرزو مٹی کو آدم بناتی ہے۔

آرزو ہم کو اپنے آپ سے آشنا کرتی ہے (مٹی سے آدم بنانے سے یہ مراد نہیں کہ آرزو آدمی کا جسم تراشتی ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اس کے جسم میں صفات آدمیت پیدا کرتی ہے اور اسے اپنی پہچان کرا کر نائب خدا اور خلیفتہ الارض کا مقام دلاتی ہے)۔

(36) (آرزو) ہماری خاک سے چنگاری کی مانند ابھرتی ہے۔

(اور) ذرہ کو آسمانی کی وسعت عطا کرتی ہے۔

(37) (آذر حضرت ابراہیمؑ کی قوم کا بابا (سرراہ تھا) یہ غلط ہے کہ وہ ان کا باپ تھا۔ بعض کے نزدیک وہ ان کا چچا تھا۔ لیکن باپ ہرگز نہیں تھا۔ آذر بت پرست تھا۔ اس کی قوم میں یا خاندان میں حضرت ابراہیمؑ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے بت کدے توڑ کر ایک اللہ کی عبادت کرنے والا گھر یعنی خانہ کعبہ بنایا)۔ آذر کی اولاد (یا قوم) نے کعبہ تعمیر کیا۔

اور ایک نگاہ سے مٹی کو سونا بنا دیا۔ (وہ مٹی یا پتھر جس سے خانہ کعبہ بنایا گیا مومنوں کی طواف کی جگہ اور اللہ کا گھر بن کر قابل احترام بن گیا۔ ورنہ ہے تو وہ مٹی ہی۔ صاحب نظر کا ہاتھ لگنے سے سونا بن گئی)۔

(38) تو بدن میں خودی کو تعمیر کر۔

(اور کعبہ کی مٹی کی طرح) اپنی مٹی کو سونا بنا۔

مسافر یعنی خود اقبال افغانستان کے دارالحکومت کابل کے شہر میں وارد ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت شہید یعنی نادر شاہ والی افغانستان کے حضور جو اس وقت زندہ تھے، حاضر ہوتا ہے۔ شہید اس لئے کہا گیا ہے کہ علامہ کے سفر کے کچھ عرصہ بعد انہیں یعنی نادر شاہ کو کسی افغان نوجوان نے گولی مار کر شہید کر دیا تھا

Marfat.com

(1) کابل کا شہر جنت کی مثل ایک خطہ ہے۔
اس کی انگوروں کی بیل سے زندگی کا پانی حاصل کر مراد ہے یہاں کے انگوروں اور پھلوں کے رس زندگی بخش ہیں۔
(2) صائب کی آنکھ اس کی حدود یا گردونواح سے سرمہ چننے والی یعنی یہاں کی گرد کا سرمہ لگانے والی ہے۔

خدا کرے وہ سرزمین روشن اور ہمیشہ قائم رہنے والی رہے (مرزا صائب مشہور فارسی شاعر تھا۔ ولادت تبریز (ایران) میں ہوئی۔ تعلیم اصفہان (ایران) میں پائی۔ جس وقت ظفر خان مغلیہ حکومت کی طرف سے کابل کا صوبہ دار تھا وہ کابل پہنچا۔ اس کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا۔ ☆ اس وقت کے ہندوستان کے بادشاہ شاہجہان کے ساتھ بھی رہا۔ پھر وہ واپس ایران چلا گیا۔ ایران کے بادشاہ شاہ عباس نے اسے ملک الشعرا کا خطاب دیا۔ مرزا صائب 1040 میں ایران ہی میں فوت ہوا۔ مرزا صائب نے شہر کابل کی تعریف میں کہا تھا۔

خوشا وقتے کہ چشمم از سوادش سرمہ چیں گردد

علامہ نے اپنے شعر میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

Marfat.com

(3) در ظلام شب سمن زارش نگر
بر بساط سبزه می **غلطد** سحر!
(4) آں دیار خوش سواد آں پاک بوم
باد او خوشتر ز باد شام و روم
(5) آب او براق و خاکش تابناک
زنده از موج نسیمش مرده خاک
(6) ناید اندر حرف و صوت اسرار او
آفتاباں خفته در کہسار او
(7) ساکنانش سیر چشم و خوش گہر
مثل تیغ از جوہر خود بے خبر!
(8) قصر سلطانی که نامش **دلکشا** ست
زائراں را گرد راہش کیمیا ست
(9) شاه را دیدم دراں کاخ بلند
پیش سلطانے، فقیرے دردمند
(10) خلق او اقلیم دلہا را کشود
رسم و آئین ملوک آنجانه بود
(11) من حضور آں شه والا گہر
بے نوا مردے بدربار عمرؓ
(12) جانم از سوز کلامش در گداز
دست او بوسیدم از راه نیاز
(13) پادشاہے خوش کلام و ساده پوش
سخت کوش و نرم خوے و گرم جوش
(14) صدق و اخلاص از نگاہش آشکار
دین و دولت از وجودش استوار
(15) خاکی و از نوریاں پاکیزه تر
از مقام فقر و شاہی با خبر
(16) در نگاہش روزگار شرق و غرب
حکمت او رازدار شرق و غرب
(17) شہر یارے چوں حکیماں نکته داں
رازداں مد و جزر امتاں

*

(3) اس کی رات کی تاریکیوں میں چنبیلی کے سفید تختے دیکھ۔ (یوں معلوم ہوتا ہے کہ) سبزہ کی چادر سے صبح لپٹ رہی ہے۔

(4) وہ اچھی گرد و نواح والا شہر (اور) وہ پاک زمین۔ اس کی ہوا شام اور روم کے ملکوں کی ہوا سے زیادہ اچھی ہے۔

(5) اس کا پانی بجلی کی طرح چمکتا ہوا صاف شفاف ہے اس کی مٹی روشن ہے۔ اس کی نسیم کی موج سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے (سبزہ اور فصلیں اگ آتی ہیں۔ خشک زمین ہری بھری ہو جاتی ہے)۔

(6) اس کے بھید لفظ اور آواز میں نہیں آتے۔ اس کے پہاڑی سلسلہ میں سورج سوئے ہوئے ہیں۔ مراد اس علاقہ نے بڑے بڑے مشہور بادشاہ، فقیر، شاعر مجاہد وغیرہ پیدا کئے ہیں جو اس کی مٹی میں مدفون ہیں۔ ان کے رموز و اسرار حرف و صوت (تحریر و تقریر) میں نہیں سما سکتے۔

(7) اس کے رہنے والے سیر چشم (دولت کی بھوک نہ رکھنے والے۔ حوصلہ مند' فیاض) اور اچھی نسل اور خاندان کے لوگ ہیں۔

(لیکن) جس طرح تلوار خود اپنے جوہر (دھار کی کاٹ کی صلاحیت) سے بے خبر ہوتی ہے۔ وہ بھی اپنی صلاحیتوں سے بے خبر ہیں۔ تلوار کو اپنی دھار کی صفت کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب وہ کسی پر چلتی ہے۔ یہاں کے لوگوں کو بھی اپنی صفات کا اس وقت علم ہو گا جب وہ ان کو بروئے کار لائیں گے۔

(8) یہاں کا شاہی محل جس کا نام دلکشا ہے (یا جس کے نام سے ہی دل کی کلی کھل جاتی ہے)۔

اس کی زیارت کرنے والوں کے لئے اس کی راہ کی گرد کیمیا کا اثر رکھتی ہے (کیونکہ اس میں ایک ایسا بادشاہ رہتا ہے جو مومنانہ صفات رکھتا ہے)۔

(9) میں نے بادشاہ کو اس بلند محل میں دیکھا۔

(میں نے اس سے ملاقات کی اور ہماری ملاقات کی صورت یہ تھی کہ جیسے) ایک بادشاہ اور ایک دردمند فقیر کی ملاقات ہو رہی ہو۔

(10) اس کے حسن اخلاق نے دلوں کی سلطنت کو وسیع کر دیا۔

بادشاہوں کی سی رسم اور طریقہ وہاں نہ تھا۔

(11) میں اس اعلیٰ خاندان کے بادشاہ کے حضور ایسے تھا (جیسا کہ)۔

کوئی بے سروسامان حضرت عمرؓ کے دربار میں ہو (جس طرح حضرت عمرؓ اتنے جلیل القدر' عظیم المرتبت اور وسیع السلطنت حاکم ہونے کے باوجود کوئی شاہانہ تکلفات نہیں رکھتے تھے اور ہر کس و ناکس بے خوف ان تک رسائی حاصل کر سکتا تھا یہاں یہی صورت حال تھی)۔

(12) اس کے کلام کی حرارت سے میری جان گداز ہو رہی تھی (پگھل رہی تھی۔ میں بے حد متاثر ہو رہا تھا) میں نے نیازمندی کے طور پر اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

(13) وہ ایک اچھی گفتگو کرنے والا اور سادہ لباس پہننے والا۔

سخت محنت اور کوشش کرنے والا' نرم طبیعت اور محبت سے پیش آنے والا بادشاہ تھا۔

(14) اس کی نگاہ سے اس کا صدق اور اخلاص ظاہر ہے۔

اس کے وجود سے اس کی حکومت اور دین مضبوط بنیادوں پر استوار ہے (مضبوط ہے)۔

(15) وہ ہے تو مٹی کا بنا ہوا یعنی بنی نوع آدم میں سے ہے لیکن فرشتوں سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

وہ فقر اور شاہی کے مرتبہ سے باخبر ہے۔

(16) مشرق اور مغرب کا زمانہ یعنی حالات زمانہ اس کی نگاہ میں ہیں۔

اس کی حکمت مشرق اور مغرب کی رازدار ہے یعنی معاملات شرق و غرب کو خوب سمجھتی ہے۔

(17) وہ ایک بزرگ بادشاہ ہے جو حکیموں (اہل خرد) کی مانند باریک باتوں کو جاننے اور سمجھنے والا ہے۔

وہ قوموں کے اتار چڑھاؤ یعنی عروج و زوال (کے اسباب و نتائج) کا رازداں ہے۔

Marfat.com

(18) پردہ ہا از طلعت معنی کشود
نکتہ ہاے ملک و دیں را وا نمود

(19) گفت ازاں آتش کہ داری در بدن
من ترا دانم عزیز خویشتن

(20) ہر کہ او را از محبت رنگ و بو ست
در نگاہم ہاشم و محمود او ست

(21) در حضور آں مسلمان کریم
ہدیہ آوردم ز قرآن عظیم

(22) گفتم ایں سرمایہ اہل حق است
در ضمیر او حیات مطلق است

(23) اندرو ہر ابتدا را انتہا است
حیدرؓ از نیروے او خیبر کشا است

(24) نشہ حرفم بخون او دوید
دانہ دانہ اشک از چشمش چکید

(25) گفت "نادر در جہاں بے چارہ بود
از غم دین و وطن آوارہ بود

(26) کوہ و دشت از اضطرابم بے خبر
از غمان بے حسابم بے خبر

(27) نالہ با بانگ ہزار آمیختم
اشک با جوے بہار آمیختم

(28) غیر قرآں غمگسار من نہ بود
قوتش ہر باب را بر من کشود"

(29) گفتگوے خسرو والا نژاد
باز با من جذبہ سرشار داد

(30) وقت عصر آمد صداے الصلوت
آں کہ مومن را کند پاک از جہات

(31) انتہاے عاشقاں سوز و گداز
کردم اندر اقتداے او نماز

(32) راز ہاے آں قیام و آں سجود
جز ببزم محرماں نتواں کشود!

(18) اس نے معنی کے چہرے سے پردہ اٹھایا یعنی حقیقت معاملات کو دکھایا۔
اس نے ملک اور دین کی باریک باتوں کو کھولا۔

(19) (بادشاہ مجھ سے کہنے لگا) اس نے کہا کہ اس آگ کی وجہ سے یعنی آتش عشق کی وجہ سے جو تو اپنے بدن میں رکھتا ہے۔
میں تجھے اپنا عزیز (قریبی دوست) سمجھتا ہوں۔

(20) ہر وہ شخص کہ جس میں محبت کی رنگ و بو ہے۔
میری نگاہ میں وہ ہاشم اور محمود ہے۔ یعنی میرے بھائیوں کی طرح ہے۔ (یہ دونوں نام بادشاہ کے بھائیوں کے تھے)۔

(21) (جب نادر شاہ اپنی بات کر چکا تو اقبال کہتے ہیں کہ) اس کریم (لوگوں پر کرم کرنے والے) مسلمان کے حضور۔
میں قرآن عظیم (عظمت والے قرآن) کا تحفہ لایا یعنی اسے عظیم کتاب قرآن پیش کی (اس نے یہ ہدیہ قبول کر لیا)۔

(22) (جب شاہ کو اقبال نے تحفہ پیش کیا تو ساتھ ہی یہ بات کہی) میں نے کہا کہ (یہ قرآن) اہل حق کا سرمایہ ہے۔

اس کے ضمیر میں حیات مطلق ہے مراد ہے یہ مسلمانوں کا اصل سرمایہ ہے۔

اس کے اندر زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق ہدایات وضوابط موجود ہیں۔ حیات مطلق سے یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ قرآن پر عمل پیرا ہونے سے وہ زندگی حاصل ہو سکتی ہے جس کو فنا نہیں۔

(23) یہ وہ کتاب ہے جس کے اندر ہر چیز کی ابتدا اور انتہا موجود ہے۔

اس سے طاقت حاصل کر کے حیدر کرار حضرت علیؓ نے قلعہ خیبر کا (جو مدینتہ المنورہ کے قریب تھا) دروازہ اکھاڑ دیا تھا (حیدر کے لفظی معنی شیر کے ہیں حضرت علی کو شیر خدا یا اسد اللہ بھی کہتے ہیں)۔

(24) میری بات (کی شراب) کا نشہ اس کے یعنی بادشاہ کے خون میں دوڑ گیا۔

(اور) اس کی آنکھ سے دانہ دانہ (قطرہ قطرہ) آنسو گرنے لگے۔

(25) (جب امان اللہ خان کی حکومت کو' جس کا نادر خان وزیر جنگ تھا' بچہ سقہ نے ختم کیا اس وقت نادر ملک سے باہر فرانس کے علاقہ میں تھا۔ اور وہ دین کی خرابی اور وطن کی بربادی پر پردیس میں کڑھ رہا تھا۔ اس پس منظر میں بادشاہ نے علامہ کی بات کے جواب میں کہا) اس نے کہا کہ (ایک وقت تھا جب) نادر خان جہان میں بے چارہ تھا (ملک کی حکومت تبدیل ہو چکی تھی اور وہ فرانس میں بے یار ومددگار زندگی بسر کر رہا تھا۔

(اور) وہ دین اور وطن کے غم میں پریشان تھا۔ (اور ملک غیر میں بیٹھا آنسو بہا رہا تھا)۔

(26) (میرے وطن کے) پہاڑ اور جنگل میری بے قراری سے بے خبر تھے۔

(اور وہ) میرے بے حساب غموں سے بے خبر تھے۔ (مراد ہے میرے اہل وطن کو کچھ خبر نہ تھی کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے)۔

(27) (بے چارگی کے عالم میں' میں آبادی سے باہر نکل جاتا اور وہاں) اپنے نالوں کو بلبل کے نالوں کے ساتھ ملاتا اور یوں سمجھتا کہ میرا کوئی ہم نوا ہے۔

میں اپنے آنسو موسم بہار میں بہتی ہوئی ندی میں ملا دیتا اور دل کو تسلی دیتا کہ میں ہی نہیں یہ بھی کسی کے اضطراب میں رو رہی ہیں۔

(28) (اس عرصہ میں) قرآن کے سوا میرا کوئی غم کھانے والا نہ تھا (میں قرآن پڑھتا اس طرح میرے دل کو اطمینان ہوتا اور کچھ تدبیریں بھی ہاتھ آتیں)۔

اس کی (قرآن کی) قوت نے مجھ پر ہر دروازہ کھول دیا (اور میں وطن واپس آ گیا۔ میں نے قوت جمع کی اور بچہ سقہ کو شکست دے کر حکمرانی حاصل کر لی۔ یہ سب کچھ اس عظیم کتاب کے مطالعہ اور اس پر عمل کی وجہ سے ہوا جو اے اقبال آج تو مجھ کو پیش کر رہا ہے)۔

(29) اس عالی نسب (اعلیٰ خاندان) والے بادشاہ کی گفتگو نے۔

مجھے دوبارہ سرشاری کا جذبہ عطا کر دیا (میں وجد میں آ گیا)۔

(30) عصر کا وقت ہو گیا اور نماز کے بلاوے (اذان) کی آواز آئی۔

وہ نماز جو مومن کو اطراف (زمان ومکاں کی حدود) سے پاک کر دیتی ہے یعنی رنگ' نسل' وطن'

Marfat.com

خاندان' عہدہ' مرتبہ غرض کہ ہر قسم کے فرق کو مٹا کر اہل ایمان کو ایک صف میں کھڑا کر دیتی ہے۔

(31) عاشقوں کی انتہا سوز و گداز ہے۔

(بادشاہ نے امامت کی) اور میں نے اس کے پیچھے نماز ادا کی۔

(32) (ہندوستان میں انگریز حاکمیت کے دوران میں غلاموں کی طرح کی نماز پڑھتا تھا۔ بے سوز نماز بے گداز نماز۔ یہاں آکر میں نے آزاد فضا میں شریعت کے احکام کے مطابق بادشاہ کی امامت میں نماز ادا کی) اس نماز کے قیام اور سجدوں کے اندر جو راز پایا۔

وہ سوائے محرم لوگوں کی مجلس سے کہیں اور نہیں کھولا جا سکتا۔ (عام اور غلام لوگ اس کیفیت کو نہیں پا سکیں گے۔

بر مزار شہنشاہ بابر خلد آشیانی

شہنشاہ ظہیر الدین بابر کے مزار پر جس کا گھر جنت میں ہے

تعارف: ظہیر الدین بابر عمر شیخ مرزا (والی فرغانہ) کا بیٹا تھا۔ فرغانہ میں پیدا ہوا اور باپ کی وفات کے بعد پہلے فرغانہ کا بادشاہ بنا پھر مختلف علاقے فتح کرتا ہوا دلی پر قابض ہو گیا اور یہاں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ 937ھ میں آگرہ (ہند) کے مقام پر وفات پائی اور دفن کابل میں ہوا۔

(1) بیا کہ ساز فرنگ از نوا بر افتاد است
درون پردۂ او نغمہ نیست، فریاد است!

(2) زمانہ کہنہ بتاں را ہزار بار آر است
من از حرم نگذشتم کہ پختہ بنیاد است

(3) درفش ملت عثمانیاں دوبارہ بلند
چہ گونمت کہ بہ تیموریاں چہ افتاد است!

(4) خوشا نصیب کہ خاک تو آرمید اینجا
کہ ایں زمیں ز طلسم فرنگ آزاد است!

(5) ہزار مرتبہ کابل نکو تر از دلی است
کہ آں عجوزہ عروس ہزار داماد است،

(6) درون دیدہ نگہ دارم اشک خونیں را
کہ من فقیرم و ایں دولت خداداد است!

(7) اگرچہ پیر حرم ورد لا الٰہ دارد
کجا نگاہ کہ برندہ تر ز پولاد است!

(1) (چونکہ اس حصہ کے جملہ شعر غزل کے رنگ میں ہیں اس لئے استعاراتی انداز میں شاعر کہتا ہے) آکہ فرنگی کے ساز میں آواز ٹوٹ گئی ہے۔
اس ساز کے پردہ سے اب جو نغمہ نکل رہا ہے وہ نغمہ نہیں فریاد ہے۔ مراد ہے کہ ہندوستان میں انگریز حاکموں کی ہوا اکھڑ چکی ہے۔ تو آ اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنت ان سے واپس لے (شاعر اس صورت حال میں بابر جیسی کسی شخصیت کا پھر طلب گار ہے جو مسلمانوں کو ان کا کھویا ہوا اقتدار واپس دلا سکے)۔
(2) زمانے نے پرانے بتوں کو ہزار بار آزمایا۔

سفر بہ غزنی و زیارت مزار حکیم سنائیؒ

(1) از نوا ز شہاب سلطاں شہید
صبح و شام، صبح و شام روز عید

(2) نکتہ سنج خاوراں ہندی فقیر
میہماں خسرو کیواں سریر!

*

Marfat.com

میں نے کعبہ کو نہیں چھوڑا کیونکہ اس کی بنیاد مضبوط اور پکی ہے۔ مراد ہے زمانے نے طرح طرح کے غیر خدائی نظام آزمائے فلاح انسانیت کی نہیں نکلی۔ انہیں خود ہی اپنے نظریاتی بت توڑ توڑ کر نئے تراشنے پڑے۔ یہ صرف کعبہ کا پیغام ہی ہے جو ازلی و ابدی صداقت لئے ہوئے ہے۔ آپھر سے اس بت کدہ جہان میں حرم کے چراغ کی روشنی پھیلائیں اور تاریکی باطل پھیلانے والے نظریاتی بتوں کو توڑ دیں۔

(3) عثمانی ترکوں کا جھنڈا پھر بلند ہو گیا ہے۔ انہوں نے دنیا میں دوبارہ سربلندی حاصل کر لی ہے۔

میں تجھے کیا کہوں کہ آخر تیموریوں کو کیا ہو گیا ہے (جنگ عظیم اول میں عثمانی ترکوں نے شکست کھائی لیکن پھر زور بازو سے اپنی سلطنت قائم کر لی لیکن ان تیموریوں یعنی ہندوستان کے مغلوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ دوبارہ نہیں اٹھ رہے۔ (تیموریوں سے مراد ہندوستان کے مغل ہیں۔ امیر تیمور جو چنگیز خان کی اولاد سے تھا اور مسلمان گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ بابر اس کی اولاد سے تھا جس نے ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ بہادر شاہ ظفر اس خاندان کا آخری بادشاہ تھا جس سے انگریزوں نے حکومت چھینی)۔

(4) تو خوش نصیب ہے کہ تیری مٹی نے یہاں (کابل میں) آرام پایا یعنی تو یہاں (آزاد ملک میں) دفن ہوا۔

کیونکہ یہ زمین فرنگی جادوگری سے آزاد ہے (جس وقت اقبال کابل گئے ہیں اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی جو طرح طرح کے مکرو فریب اور حیلے بہانوں سے یہاں کے باشندوں کو غلام بنائے ہوئے تھے اور ان کی تہذیب و تمدن کو تباہ کر رہے تھے اور لوگ ان غاصبوں کی چالوں کو نہ سمجھتے ہوئے ان کا شکار ہو رہے تھے۔ ان کے اسی طرز فکر و عمل کو علامہ نے ان کی جادوگری کہا ہے)۔

(5) کابل دلی سے ہزار مرتبہ زیادہ اچھا ہے۔

کیونکہ یہ بوڑھی عورت (شہر دلی) ایک ایسی دلہن کی مانند ہے جس کے ہزاروں نئے نئے شوہر ہوئے ہوں (کیونکہ یہ یکے بعد دیگرے کئی حکمرانوں کے قبضہ میں خصوصاً بیرونی حکمرانوں کے قبضہ میں رہی ہے)۔

(6) میں اپنی آنکھوں میں خون بھرے آنسوؤں کو نگاہ میں رکھے ہوئے یعنی لئے ہوئے ہوں۔

کیونکہ میں فقیر ہوں اور یہ خدا کی دی ہوئی دولت ہے (یہ آنسو ملت کے غم میں ہیں اور میرا قیمتی سرمایہ ہے ورنہ آج کون ہے جو ملت کا غم کھا رہا ہے)۔

(7) اگرچہ حرم کا پیر (دین کا پیشوا، عالم دین) کلمہ لا الٰہ الا اللہ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں) کا ورد کرتا ہے (لیکن حقیقت یہ ہے کہ توحید پر وہ کاربند نہیں۔ زبان سے وہ اس کا اقرار تو کرتا ہے لیکن عملاً "غیر اللہ کے آگے جھکتا ہے۔ نفس کے بتوں کا پجاری ہے اسی لئے اس کے ورد کا نہ اس پر کوئی اثر ہے اور نہ اس کے حلقہ اثر میں لوگوں پر)۔

(صوفیا اور علما کی) وہ نگاہ کہاں ہے جو فولاد (کی تلوار) سے بھی زیادہ کاٹ رکھنے والی ہوتی ہے (جس سے باطل کی گردن کٹ جاتی ہے)۔

غزنی کا سفر اور حکیم سنائیؒ کی زیارت یعنی ان کے مزار کی زیارت

تعارف: غزنی کابل سے تقریباً 80 میل دور ایک شہر ہے جو سلطان محمود غزنوی کے حوالے سے اہل ہند میں خاص طور پر مشہور ہے۔ حکیم سنائی کا مزار یہاں ہے۔ حکیم سنائی کا نام مجدد' کنیت **ابو المجد** اور تخلص سنائی تھا۔ اس کی جائے ولادت بھی غزنی ہے اور اس کی جائے تدفین بھی غزنی ہے۔ سنائی بڑا عالم اور فاضل شخص تھا۔ بہرام شاہ غزنوی کی مدح میں قصیدے بھی لکھتا تھا۔ شراب نوش بھی تھا۔ قسمت اچھی تھی۔ ایک مجذوب بنام لائے خور کی نگاہ سے بدل گیا۔ توبہ کی اور شیخ یوسف ہمدانی کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک کی وہ منزلیں طے کیں کہ صوفیا کے حلقہ میں ان کی خاص شہرت ہے۔ چھٹی صدی ہجری کے وسط کے قریب وفات پائی۔

(1) سلطان شہید (نادر شاہ) کی نوازشوں سے (میرے دن اس طرح گزر رہے تھے کہ)۔
میری صبح اور میری شام عید کے دن کی صبح اور شام معلوم ہوتی تھی۔

(2) (علامہ اپنے متعلق کہتے ہیں کہ) مشرق کی قوموں (کے مزاج' حالات وغیرہ) کی باریکیوں کو سمجھنے والا ہندوستان کا فقیر
مہمان بنا ہوا ہے اس بادشاہ کا جو کیواں سریر ہے یعنی جس کا تخت ساتواں آسمان ہے (کیواں زحل ستارہ) جو فلک ہفتم پر ہے) یا ساتویں آسمان کی بلندی کا مرتبہ رکھتا ہے۔

Marfat.com

(3) تا ز شہر خسروی کردم سفر
شد سفر بر من سبک تر از حضر

(4) سینہ بکشا دم باں بادے کہ پار
لالہ رست از فیض او در کوہسار

(5) آہ غزنی آں حریم علم و فن
مرغزار شیر مردان کہن

(6) دولت محمود را زیبا عروس
از حنا بندان او دانائے طوس!

(7) خفتہ در خاکش حکیم غزنوی
از نوائے او دل مرداں قوی

(8) آں 'حکیم غیب' آں صاحب مقام
'ترک جوش' رومی از ذکرش تمام

(9) من ز 'پیدا' او ز 'پنہاں' در سرور
ہر دو را سرمایہ از ذوق حضور

(10) او نقاب از چہرۂ ایماں کشود
فکر من تقدیر مومن وا نمود

(11) ہر دو را از حکمت قرآں سبق
او ز حق گوید من از مردان حق

(12) در فضائے مرقد او سوختم
تا متاع نالہ اندوختم

(13) گفتم اے بینندۂ اسرار جاں
بر تو روشن ایں جہان و آں جہاں

(14) عصر ما وارفتۂ آب و گل است
اہل حق را مشکل اندر مشکل است

(15) مومن از افرنگیاں دید آنچہ دید
فتنہ ہا اندر حرم آمد پدید

(16) تا نگاہ او ادب از دل نخورد
چشم او را جلوۂ افرنگ برد

(17) اے 'حکیم غیب' امام عارفاں
پختہ از فیض تو خام عارفاں

*

(3) (بادشاہ کی نوازشوں نے ایسی سہولتیں مہیا کی تھیں یا شوق زیارت غزنی نے یہ کیفیت پیدا کر دی تھی) جب میں نے بادشاہ کے شہر یعنی کابل سے سفر اختیار کیا۔
تو یہ سفر مجھ پر قیام سے بھی زیادہ نرم اور آسان ہو گیا۔

(4) میں نے اپنا سینہ اس ہوا کے لئے کھول دیا کہ پچھلے سال
جس کے فیض سے پہاڑی سلسلہ میں لالہ کے (سرخ و شاداب) پھول کھلے ہوئے تھے۔

(5) آہ غزنی! وہ علم و فن کا گھر۔
پرانے شیر مردوں کا سبزہ زار (مراد ہے کہ یہ شہر کبھی اہل علم اور اہل تیغ کا شہر تھا۔ آج وہ ان بہادروں اور عالموں سے خالی ہے)۔

(6) (یہ شہر) سلطان محمود غزنوی کی سلطنت کی حسین دلہن تھا۔
اس دلہن کی حنابندی کرنے والوں (مہندی لگا کر اسے خوبصورت بنانے والوں) میں طوس کا دانا یعنی مشہور شاعر فردوسی بھی تھا (جو شہر طوس کا باشندہ تھا)۔

Marfat.com

(7) اس (شہر) کی مٹی میں غزنوی کا حکیم (یعنی حکیم سنائی) سویا ہوا ہے (اس کا مزار یہاں ہے)۔
(وہ حکیم) جس کی شاعری اور پیغام سے مردوں کے دل مضبوط ہوتے ہیں۔ (مردوں سے مراد وہ جو راہ حق میں ثابت قدم رہتے ہیں)۔
(8) (مولانا جلال الدین رومی حالانکہ بذات خود بہت بڑے عالم اور درویش گزرے ہیں انہوں نے حکیم سنائی کو حکیم غیب یعنی غیب کے اسرار و رموز کی حکمت جاننے والا کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ سنائی کے ذکر کے بغیر ہماری بات فضول ہے۔ مولانا روم کا شعر یہ ہے۔

ترک جوشی کردہ ام من نیم خام   از حکیم غزنوی بشنو تمام

ترجمہ: مجھ نیم خام نے تو ترک جوشی یعنی ناقص اور نامکمل باتیں کی ہیں۔
مکمل باتیں سننا ہو تو غزنوی حکیم یعنی حکیم سنائی سے سنو۔
علامہ نے اپنے اس شعر کو مولانا روم کے مذکورہ شعر کے پس منظر میں کہا ہے) وہ غیب (کے اسرار و رموز جاننے اور مشاہدہ غیب کرنے والا) حکیم (اور) وہ مقام و مرتبہ والا (درویش)
کہ جس کے ذکر سے رومی کا ناقص کلام مکمل ہوا۔
(9) میں ظاہر سے اور وہ باطن سے سرور حاصل کرتا ہے۔
ذوق حضور کا سرمایہ دونوں کے پاس ہے۔ یعنی ہم دونوں خدا کی حضوری میں ہیں۔ (اس شعر میں پیدا یا ظاہر سے مراد خدا کی صفات کے ذریعے ذات تک رسائی اور پنہاں یا باطن سے مراد ذات کا راست مشاہدہ ہے)۔
(10) اس نے ایمان کے چہرے سے نقاب اٹھایا۔
(اور) میری فکر نے مومن کی تقدیر کو کھول کر دکھایا۔ (سنائی نے ایمان کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے اور میں نے ایمان لانے والے کی تقدیر پر)۔
(11) ہم نے دونوں نے قرآن کی حکمت سے سبق لیا ہے۔
(فرق یہ ہے) وہ حق کے متعلق بات کرتا ہے اور میں مردان حق کے متعلق۔
(12) (میں نے حکیم سنائی کے مزار پر حاضری دی اور) اسکی قبر کی فضا میں (غم یا غم عشق میں) جلتا رہا۔
یہاں تک کہ میں نے نالہ (فریاد) کی دولت جمع کر لی۔ یعنی میرے اندر ایک ایسا نالہ پیدا ہو گیا کہ میں حکیم سنائی سے بات کرنے پر مجبور ہو گیا۔ علامہ نے جو بات کی وہ اگلے شعروں میں ہے)۔
(13) میں نے کہا اے جان کے بھیدوں کو جاننے والے۔
تجھ پر یہ جہان اور وہ (آنے والا یا پوشیدہ) جہان روشن ہے۔ (تو ان کے متعلق سب کچھ جانتا ہے)۔
(14) ہمارا زمانہ پانی اور مٹی کا (یعنی مادیت کا یا جسم پروری اور شکم پروری کا) دلدادہ ہے (جس کو دیکھو اسی کا فریفتہ ہے)۔
(اور) جو اہل حق ہیں ان کے لئے ایک کے بعد دوسری مشکل پیش آ رہی ہے۔
(15) مسلمانوں نے یورپ والوں سے دیکھا جو کچھ دیکھا یعنی اہل یورپ نے پچھلی چند صدیوں میں مسلمانوں کو سیاسی، علمی، روحانی، تہذیبی وغیرہ اعتبار سے جو نقصان پہنچایا ہے اسے کون نہیں جانتا۔

(ان کی مسلم کش اور اسلام دشمن سازشوں اور منصوبوں کی وجہ سے) کعبہ میں یعنی اسلام اور مسلمانوں میں کئی فتنے پیدا ہو گئے۔

(16) چونکہ اس کی (مسلمان کی) نگاہ نے دل سے ادب (کا طریقہ) نہیں سیکھا۔

(اس لئے) اس کی آنکھوں کو فرنگ کا جلوہ لے گیا مراد ہے مسلمان فرنگیوں کے علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کی جلوہ گری سے متاثر ہو کر اپنا شناختی سرمایہ کھو بیٹھا ہے۔ یعنی اس کی نگاہیں جلوۂ اسلام کی روشنی سے محروم ہو چکی ہیں۔ اور یورپ والوں کی جھوٹی چمک دمک اور ملمع سازی سے چندھیا گئی ہیں اور وہ دین کے اس خالص اور اصلی سونے کو جو اس کے پاس تھا تانبا اور لوہا سمجھ کر پھینک چکا ہے۔

(17) اے غیب کی حکمت جاننے والے اے عارفوں کے امام

تیرے فیض سے عارفوں کی ناپختگی پختہ ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

(18) آنچه اندر پردهٔ غیب است گوے
بو کہ آب رفتہ باز آید بجوے

(18) جو کچھ پردۂ غیب میں ہے کہہ

روح حکیم سنائیؒ از بہشت بریں جواب می دہد

حکیم سنائی کی روح بہشت بریں سے جواب دیتی ہے

(1) رازدان خیر و شر گشتم ز فقر
زندہ و صاحب نظر گشتم ز فقر

(2) یعنی آں فقرے کہ داند راہ را
بیند از نور خودی اللہ را

(3) اندرون خویش جوید لا الٰہ
در تہ شمشیر گوید لا الٰہ

(4) فکر جاں کن چوں زناں بر تن متن
ہمچو مرداں گوے در میداں فگن

(5) سلطنت اندر جہان آب و گل
قیمت او قطرۂ از خون دل

(6) مومناں زیر سپہر لاجورد
زندہ از عشق اندو نے از خواب و خورد

(7) می ندانی عشق و مستی از کجا ست؟
ایں شعاع آفتاب مصطفیٰؐ ست

(8) زندۂ تا سوز او در جان تست
ایں نگہ دارندۂ ایمان تست

(9) با خبر شو از رموز آب و گل
پس بزن بر آب و گل اکسیر دل

(10) دل ز دیں سرچشمہ ہر قوت است
دیں ہمہ از معجزات صحبت است

(11) دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب' دیں از نظر

(12) بو علی دانندۂ آب و گل است
بے خبر از خستگیہاے دل است

شاید کہ گیا ہوا یا بہا ہوا پانی پھر سے نہر میں آ جائے۔ مراد ہے شاید مسلمان پھر اسلام اور اس کی اقدار سے محبت کرنے لگے اور پھر سے سرافراز ہو جائے۔

(1) میں فقر کی وجہ سے خیر و شر (نیکی بدی) کا رازدان بن گیا۔
میں فقر سے زندہ اور صاحب نظر ہو گیا۔

(2) یعنی وہ ایک فقر جو راہ (راہ خدا) کو جانتا ہے۔
جو خودی کے نور سے اللہ کو دیکھتا ہے (اس کے علاوہ جو فقر ہے وہ فقر نہیں کچھ اور ہے)۔

(3) وہ لا الٰہ کو اپنے اندر تلاش کرتا ہے مراد ہے لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اس کا حال بن جاتا ہے۔

Marfat.com

تلوار کے سایہ میں بھی وہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے یعنی کوئی خوف اور کوئی طاقت یہاں تک کہ موت کی دھمکی بھی اسے توحید کے راستہ سے نہیں ہٹا سکتی۔

(4) جان (روح) کی فکر کر (اسے آراستہ کر) عورتوں کی طرح جسم کو زینت نہ دے۔

مردوں کی طرح گیند کو میدان میں پھینک۔ مراد ہے زندگی کے میدان عمل میں اتر اور مشکلات کا مقابلہ کر۔ جسم جاتا ہے تو جائے روح نہ مرنے پائے۔

(5) آب و گل (مٹی اور پانی کے یا مادی) جہان میں سلطنت

خون دل کے ایک قطرہ کی قیمت رکھتی ہے (دل کی دولت کے سامنے سلطنت ہیچ ہے)۔

(6) مومن نیلے آسمان کے نیچے یعنی دنیا میں عشق سے زندہ ہیں نہ کہ سونے اور کھانے سے (کھانا پینا اور سونا تو حیوانوں کی زندگی کا مقصد ہے) مومن زندہ رہنے کے لئے کھاتا ہے نہ کہ کھانے کے لئے زندہ رہتا ہے۔ وہ پیٹ کی خاطر روح اور دل کی موت مول نہیں لیتا۔

(7) (زندگی کی حقیقت علم سے نہیں عشق سے ہاتھ آتی ہے) کیا تو نہیں جانتا کہ عشق و مستی کہاں سے ہے۔

یہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سورج کی شعاع ہے (اور ہر مومن کا دل اس سے روشن ہے۔ اگر اس عشق کی کرن تیرے دل میں ہے تو پھر تو زندہ بھی ہے اور مومن بھی ورنہ زندہ اور مسلمان ہوتے ہوئے بھی نہ زندہ ہے نہ مسلمان)۔

(8) جب تک اس کا سوز تیری جان میں ہے تو زندہ ہے۔

یہ تیرے ایمان پر نگاہ رکھنے والا یعنی اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔

(9) (پہلے) مٹی اور پانی (جسم خاکی) کی رمزوں سے آگاہ ہو۔

پھر اس پر دل کی اکسیر لگا۔ مراد ہے دل کو اکسیر بنا لے اس طرح تیرا فنا ہونے والا مادی جسم بھی قائم و دائم ہو جائے گا۔

(10) دل کی وجہ سے دین ہر قوت کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔

دین سب کا سب (اہل نظر و دل) کی صحبت کے معجزات میں سے ہے۔

(11) اے بے خبر دین کو کتابوں میں تلاش نہ کر۔

کتابوں سے علم اور حکمت تو حاصل ہوتی ہے (دین حاصل نہیں ہوتا) دین (کسی صاحب نظر کی) نظر سے حاصل ہوتا ہے۔

(12) بو علی سینا مٹی اور پانی یعنی آدمی کے جسم کی خصوصیات کو جاننے والا ہے۔

وہ دل کی شکستہ حالی سے بے خبر ہے (عشق میں جو دل شکستہ ہو جاتا ہے اس کی قدر و قیمت اور اس کے اسرار و رموز کا اسے علم نہیں)۔

Marfat.com

(13) نیش و نوش بو علی سینا بہل
چارہ سازیہائے دل از اہل دل

(14) مصطفیٰ بحر است و موج او بلند
خیزو ایں دریا بجوئے خویش بند

(15) مدتے بر ساحلش پیچیدۂ
لطمہ ہائے موج او نا دیدۂ

(16) یک زماں خود را بد ریا در فگن
تا روان رفتہ باز آید بہ تن

(17) اے مسلماں جز براہ حق مرو
تا امید از رحمت عامے مشو

(18) پردہ بگذار آشکارائی گزیں
تا بہ لرزد از سجود تو زمیں

(19) دوش دیدم فطرت بیتاب را
روح آں ہنگامہ اسباب را

(20) چشم او بر زشت و خوب کائنات
در نگاہ او غیوب کائنات

(21) دست او با آب و خاک اندر ستیز
آں بہم پیوستہ و ایں ریز ریز

(22) گفتمش در جستجوے کیستی؟
در تلاش تار و پوے کیستی؟

(23) گفت از حکم خداے ذوالمنن
آدمے نو سازم از خاک کہن

(24) مشت خاکے را بصد رنگ آزمود
پے بہ پے تا بید و سنجید و فزود

(25) آخر و را آب و رنگ لالہ داد
لا الہ اندر ضمیر او نہاد

(26) باش تا بینی بہار دیگرے
از بہار پاستاں رنگیں ترے

(27) ہر زماں تدبیر ہا دارد رقیب
تا نگیری از بہار خود نصیب

*

(13) بو علی سینا کی کلفت اور راحت کی باتوں کو چھوڑ۔ دل کی چارہ سازیاں اہل دل سے ہوتی ہیں۔

(14) حضرت محمد مصطفیٰؐ ایک سمندر ہیں اور اس کی موجیں بہت بلند ہیں۔ اٹھ اور اس دریا کو اپنی نہر میں لے۔ مراد ہے آپؐ کی ذات ہر قسم کے کمالات لئے ہوئے ہے تو ان کو اپنے اندر سمو لے۔

(15) تو ایک عرصہ (اس سمندر) کے کنارہ پر چکر لگاتا رہا ہے۔ تو نے (اس میں اتر کر) اس کی موجوں کے تھپیڑوں کو نہیں دیکھا۔ مراد ہے تو زبانی عشق مصطفیٰؐ کا دعویٰ کرتا رہا ہے تو نے اس کا عملی مزہ نہیں چکھا۔ آ اور اس عشق کو عملاً اپنی زندگی بنا لے۔

(16) کچھ عرصہ خود کو (اس) دریا میں پھینک۔ تا کہ تیری جسم سے گئی ہوئی جان واپس جسم میں آ جائے (مراد ہے تو صحیح معنوں میں زندہ ہو جائے۔ جو زندگی نبی کریمؐ کی اتباع میں نہیں گزرتی وہ زندگی نہیں

Marfat.com

موت ہے۔ اصل زندگی وہ ہے جس پر ان کا رنگ چڑھا ہوا ہو)۔

(17) اے مسلمان حق کی راہ کے سوا کسی اور راہ پر نہ چل۔
(ور) اللہ تعالیٰ کی رحمت عام سے ناامید نہ ہو۔

(18) پردہ اٹھا دے اور ظہور و نمود اختیار کر۔
تاکہ تیرے سجدوں سے زمین لرز اٹھے۔ مراد ہے اپنی معرفت حاصل کر کے اپنی خودی کی طاقتوں کو آشکار کر اور پھر دیکھ تیرے دین میں کیا طاقت ہے۔

(19) کل میں نے بے قرار فطرت کو دیکھا۔
وہ فطرت جو اسباب کے ہنگامہ کی روح ہے۔ یعنی جس کی وجہ سے یہ عالم اسباب یعنی کائنات قائم ہے۔

(20) اس کی آنکھ کائنات کی اچھائی اور برائی پر ہے۔
اس کی نگاہ میں کائنات کے ہر قسم کے غیب کی باتیں ہیں۔

(21) اس کے ہاتھ پانی اور مٹی (عناصر کائنات) کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں۔
کہیں وہ ان کو اکٹھا کر کے چیزوں کو وجود دے رہے ہیں اور کہیں وجود شدہ چیزوں کو ریز ریز یعنی تباہ و برباد کر رہے ہیں۔

(22) میں نے اس سے کہا تو کس کی تلاش میں ہے۔
تو کس کے تانے بانے کی تلاش میں ہے۔

(23) اس نے کہا احسان کرنے والے خدا کے حکم سے۔
میں پرانی مٹی سے ایک نیا آدم بنا رہی ہوں۔

(24) اس نے (فطرت نے) خاک کی مٹھی کو سو رنگ سے آزمایا۔
وہ لگاتار تڑپی چمکی' اس نے ناپا تولا پرکھا اور ایک نئی مٹی بنائی۔

(25) آخر اسے لالہ کے پھول کا آب و رنگ دیا (عشق سے اسے گوندھا) اور لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کا جوہر) اس کے دل میں رکھ دیا۔

(26) ٹھہر تاکہ تو ایک اور بہار دیکھے۔
(وہ بہار) جو پچھلے سال کی بہار سے زیادہ رنگین ہے (مراد ہے فطرت جو ایک نیا آدم تراش رہی ہے وہ آج کے گئے گزرے آدم سے بہتر اور صحیح آدم ہو گا)۔

(27) (یاد رکھ) دشمن ہر وقت ایسی تدبیریں کر رہا ہے۔
کہ تو اس اپنی نوبہار سے فائدہ حاصل نہ کر سکے یا اپنا نصیب نہ بنا سکے (تجھے دشمن کی چالوں سے باخبر رہنے کی ضرورت ہے)۔

Marfat.com

(28) بر درون شاخ گل دارم نظر
غنچہ ہا را دیدہ ام اندر سفر!

(29) لالہ را در وادی و کوہ و دمن
از دمیدن باز نتواں دا شتن

(30) بشنود مردے کہ صاحب جستجو است
نغمہ را کو ہنوز اندر گلو است!

برمزار سلطان محمود علیہ الرحمتہ

(1) خیزد از دل نالہ ہا بے اختیار
آہ! آں شہرے کہ اینجا بود پار!

(2) آں دیار و کاخ و کو ویرانہ ایست
آں شکوہ و فال و فر افسانہ ایست

(3) گنبدے! در طوف او چرخ بریں
تربت سلطان محمود است ایں!

(4) آنکہ چوں کودک لب از کوثر بشست
گفت در گہوارہ نام او نخست!

(5) برق سوزاں تیغ بے زنہار او
دشت و در لرزندہ از یلغار او

(6) زیر گردوں آیت اللہ رانتش
قدسیاں قرآں سرا بر تربتش

(7) شوخی فکرم مرا از من ربود
تا نبودم در جہان دیر و زود

(8) رخ نمود از سینہ ام آں آفتاب
پردگیہا از فروغش بے حجاب

(9) مہر گردوں از جلالش در رکوع
از شعاعش دوش می گردد طلوع!

(10) وا رہیدم از جہان چشم و گوش
فاش چوں امروز دیدم صبح دوش

(11) شہر غزنیں! یک بہشت رنگ و بو
آبجو ہا نغمہ خواں در کاخ و کو

(28) میں شاخ گل کے اندر نظر رکھے ہوئے ہوں۔ میں نے وہاں غنچوں کو سفر میں دیکھا ہے۔ یعنی وہاں غنچے پھوٹنے کے لئے تیار ہیں۔ مراد ہے اگلی نوجوان نسل صحیح معنوں میں اسلام کا رنگ لئے ہوگی۔

(29) (دشمنان اسلام تو اس کوشش میں ہیں کہ دین اسلام کا احیا نہ ہو سکے لیکن اب صورت حال یہ ہو چکی ہے کہ) وادی' پہاڑ اور اجڑی ہوئی بستی میں لالہ (کے پھولوں) کو کھلنے سے باز نہیں رکھا جا سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ احیائے اسلام کا زمانہ شروع ہو چکا ہے اور امت مسلمہ میں اسلام کے احیا اور ترقی کے لئے اپنا خون تک دینے کے لئے جو نوجوان نسل پیدا ہو رہی ہے وہ ہر قسم کی مخالفت کے باوجود اپنا کام کرے گی۔

(30) وہ مرد جو جستجو والا ہے۔ یعنی باریک بینی سے حالات کا مطالعہ کر رہا ہے وہ سن رہا ہے۔ اس نغمہ کو جو ابھی تک گلے میں ہے مراد ہے مسلمانوں کے اس شاندار

مستقبل کو دیکھ رہا ہے یا اس کا اندازہ کر رہا ہے جس کے لئے اب حالات بن رہے ہیں۔

سلطان محمود علیہ الرحمتہ کے مزار پر

تعارف: محمود 970ھ میں غزنی میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ سبکتگین تھا۔ وہ برصغیر پاک و ہند کی شمالی سرحدوں کے آس پاس کے علاقہ کا حاکم تھا۔ غزنی اس کا دارالحکومت تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد جب محمود تخت نشین ہوا تو اپنے باپ کی طرح اسے بھی اپنی سلطنت سے ملحقہ ریاستوں کے ہندو راجاؤں کے حملوں کا خطرہ درپیش رہتا تھا جو اکثر غزنوی سلطنت کے علاقے میں لوٹ مار کر کے واپس چلے جاتے تھے۔ ان کی دہشت گردی کو روکنے اور اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے محمود نے ان پر کئی حملے کئے۔ سومنات کا مشہور مندر بھی انہی حملوں میں سے ایک میں اس کے ہاتھوں تباہ ہوا۔ اس وجہ سے وہ محمود بت شکن مشہور ہوا۔ محمود کو فتوحات سے زیادہ دین کی تبلیغ سے رغبت تھی۔ اس بنا پر وہ خلیفہ بغداد کی طرف سے امین اللہ اور یمین الدولہ کے خطابات سے بھی نوازا گیا۔ اس نے 1030ھ میں وفات پائی اور غزنی میں دفن ہوا۔

(1) دل سے بے اختیار نالے نکلتے ہیں۔
آہ وہ شہر جو اس جگہ پچھلے دور میں موجود تھا (عہد غزنوی میں موجود تھا جو بڑا پر رونق تھا اور آج کھنڈر ہے)۔

(2) وہ شہر، محل اور گلی کوچے (جو محمود کے زمانے میں تھے) ویراں ہو چکے ہیں۔
وہ شکوہ، اور شان و شوکت (جو محمود کے زمانے میں تھی) افسانہ بن چکی ہے (صرف کہانیوں میں باقی رہ گئی ہے)۔

(3) ایک گنبد جس کے طواف میں چکر کھانے والا بلند آسمان ہے۔
سلطان محمود کی یہی تربت ہے۔

(4) وہ محمود کہ جب کوئی بچہ کوثر سے یعنی اپنی ماں کے دودھ سے لب دھوتا تھا مراد ہے بولنے کے قابل ہو جاتا تھا تو ہنگھوڑے میں سب سے پہلے اس کا نام لیتا تھا۔

(5) اس کی وہ تلوار جس سے کسی کو پناہ نہ مل سکے جلا دینے والی بجلی کی مانند تھی۔
بیابان اور بستیاں اس کی یلغار سے لرزتی تھیں۔

(6) آسمان کے نیچے اسکا جھنڈا اللہ کی نشانی ہے۔
فرشتے اس کی قبر پر قرآن پڑھتے ہیں۔

(7) میرے فکر کی شوخی نے مجھ کو مجھ سے چھین لیا (میں بے خود ہو گیا)۔
یہاں تک کہ میں اس زمان و مکاں کے جہاں میں نہ تھا (تخیل میں کہیں اور پہنچ گیا)۔

(8) میرے سینے سے اس سورج نے چہرہ نمائی کی۔
کہ جس کے نور سے پردے میں چھپے ہوئے راز ظاہر ہو جاتے ہیں (مخفی باتیں بے پردہ ہو کر سامنے آ جاتی ہیں یعنی میں تخیل میں اس زمانے میں پہنچ کر جب غزنی محمود کا شہر تھا وہاں کے حالات و کوائف کا

Marfat.com

نظارہ کرنے لگا)۔

(9) آسمان کا سورج اس کے جلال سے رکوع میں ہے۔

اس کی شعاع سے گزری ہوئی کل طلوع ہو جاتی ہے (سامنے آجاتی ہے۔ حالات گذشتہ نظروں کے سامنے پھر جاتے ہیں)۔

(10) میں آنکھ اور کان کے جہان سے رہا ہو گیا یعنی ایک ایسے خیالی جہان میں پہنچ گیا جہاں کی باتیں سننے اور دیکھنے کے لئے ان ظاہری آنکھوں اور کانوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(اس لئے) میں نے آج کی مانند گزری ہوئی کل کی صبح کو بالکل صاف صاف دیکھا (حالات گذشتہ میرے سامنے آگئے)۔

(11) (میں نے دیکھا کہ محمود غزنوی کے زمانے کا) شہر غزنی ایک رنگ و بو کی بہشت تھا یعنی ہر طرف سبزہ، پھل، پھول اور ان کی خوشبوئیں تھیں۔

اس کے گلی کوچوں اور محلوں میں نہریں نغمہ گاتی پھرتی تھیں۔

(12) قصر ہائے او قطار اندر قطار
آسماں با قبہ ہایش ہم کنار
(13) نکتہ سنج طوس را دیدم ببزم
لشکر محمود را دیدم برزم
(14) روح سیر عالم اسرار کرد
تا مرا شوریدهٔ بیدار کرد
(15) آں ہمہ مشتاقی و سوز و سرور
در سخن چوں رند بے پروا جسور
(16) تخم اشکے اندراں ویرانہ کاشت
گفتگو ہا با خداے خویش داشت
(17) تا نبودم بے خبر از راز او
سوختم از گرمی آواز او

(12) اس کے محل قطار اندر قطار تھے۔ (بلند اتنے تھے کہ) کہ آسمان اس کے گنبدوں سے بغل گیر تھا۔

(13) میں نے شہر طوس کے نکتہ سنج (رمز اور باریک باتوں کو جاننے والے حکیم اور شاعر فردوسی کو) محفل میں دیکھا (کہ اپنے شعر سنا رہا ہے اور رموز و اسرار کی باتیں کر رہا ہے)۔ میں نے میدان جنگ میں سلطان محمود کے لشکر کو دیکھا کہ لڑائی میں مصروف ہے (میں نے زمانہ محمود کے شہر غزنی کے جمال و جلال کو خوب دیکھا)۔

(14) میری روح نے بھیدوں کے جہان کی سیر کی۔ (ابھی میں اس سیر میں مصروف تھا کہ) ایک شوریدہ نے یعنی ایک پریشان حال شخص نے یا ایک عاشق دیوانہ نے مجھے بیدار کر دیا (اور میں روحانی سیر کے جہان سے باہر نکل کر پھر اس عالم زمان و مکاں میں آ گیا۔ یہ شوریدہ علامہ کا ایک خیالی کردار ہے)۔

مناجات مرد شوریدہ در ویرانہ غزنی

(1) لالہ بہر یک شعاع آفتاب
دارد اندر شاخ چندیں پیچ و تاب
(2) چوں بہار او را کند عریان و فاش
گویدش جز یک نفس اینجا مباش!
(3) ہر دو آمد یک دگر را ساز و برگ
من ندانم زندگی خوشتر کہ مرگ!
(4) زندگی پیہم مصاف نیش و نوش
رنگ و نم امروز را از خون دوش!
(5) الاماں از مکر ایام الاماں
الاماں از صبح و از شام الاماں
(6) اے خدا اے نقشبند جان و تن
با تو ایں شوریدہ دارد یک سخن
(7) فتنہ ہا بینم دریں دیر کہن
فتنہ ہا در خلوت و در انجمن
(8) عالم از تقدیر تو آمد پدید
یا خداے دیگر او را آفرید!

Marfat.com

(15) وہ شوریدہ، سرتاپا سرور، سوز اور آرزو (یا عشق) تھا وہ باتوں میں ایک ایسے رند کی طرح تھا جو بے نیاز اور جراءت والا ہوتا ہے۔

(16) اس نے آنسو کا بیج اس ویرانے میں بویا (وہ رویا)۔
(اور) وہ اپنے خدا سے باتیں کر رہا تھا۔

(17) چونکہ میں اس شوریدہ سر (مجذوب/دیوانہ) کے راز سے بے خبر نہ تھا (مجھے معلوم تھا کہ ایسے لوگ کس مقام پر ہوتے ہیں اور ان کے کیا اوصاف اور صلاحیتیں ہوتی ہیں میں نے روحانی دنیا یا تخیلاتی دنیا کی سیر سے نکل کر اس کی طرف توجہ کی)۔
(اور) میں اس کی گرمی آواز سے جل اٹھا (وہ آواز کیا تھی اس کا ذکر اگلے عنوان کے تحت ملے گا)۔

شوریدہ مرد کی مناجات غزنی کے ویرانہ میں

(1) لالہ کا پھول سورج کی ایک شعاع کے لئے۔
پودے کی شاخ کے اندر کتنے پیچ و تاب کھاتا ہے یعنی کتنی کوشش کرتا ہے کہ اس شعاع کا فیض مجھ تک پہنچے اور میں شاخ سے نکل کر پھول بن جاؤں (زندگی پالوں)۔

(2) جب بہار اس کو ننگا اور ظاہر کر دیتی ہے یعنی وہ شاخ پر کھل جاتا ہے۔
تو بہار اسے یہ کہتی ہے کہ ایک سانس کے عرصہ کے سوا (زیادہ) یہاں نہ ٹھہر۔ مراد ہے جس زندگی کے لئے وہ پھول اتنے پیچ و تاب کھاتا ہے اس کی وہ زندگی جلد ہی خزاں کی نذر ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔

(3) دونوں یعنی لالہ کا پھول اور بہار (یا زندگی اور موت) ایک دوسرے کے لئے سازو سامان ہے۔
میں نہیں جانتا کہ زندگی زیادہ اچھی ہے کہ موت۔

(4) زندگی راحت اور رنج میں مسلسل جنگ کا نام ہے۔
اس کی آج میں جو رنگ اور تراوت ہے وہ گزری ہوئی کل کے خون کی ہے۔ (گزری ہوئی کل آج میں اور آج آنے والے کل میں بدل جاتا ہے اور زندگی یوں رواں دواں رہتی ہے)۔

(5) ایام (زمانہ) کے مکر سے (خدا) کی پناہ۔
اس کی صبح اور اس کی شام سے خدا کی پناہ۔ (جسے قرار نہیں اور زمانہ اپنی چال سے ان کو بدلتا رہتا ہے ہر دوش امروز کا اور ہر امروز مستقبل کی نذر ہو کر فنا ہو جاتا ہے۔ مستقبل پھر آج بن جاتا ہے)۔

(6) اے خدا اے جان اور تن کے نقش بنانے والے (اے خالق آدم یا خالق کائنات) یہ شوریدہ تجھ سے ایک بات کرنا چاہتا ہے (تجھ سے ایک گلہ کی بات کرنا چاہتا ہوں)۔

(7) میں اس پرانے جہان میں فتنے دیکھتا ہوں۔
خلوت میں فتنے انجمن میں فتنے۔ (ہر جگہ فتنے ہی فتنے)۔

(8) (یہ بتا کہ) یہ کائنات (جہان) تیری تقدیر (قدرت) سے ظہور میں آیا ہے۔

Marfat.com

(9) ظاہرش صلح و صفا، باطن ستیز
اہل دل را شیشہ دل ریز ریز!

(10) صدق و اخلاص و صفا باقی نماند
"آں قدح بشکست و آں ساقی نماند"

(11) چشم تو بر لالہ رویان فرنگ
آدم از افسون شاں بے آب و رنگ

(12) از کہ گیرد ربط و ضبط ایں کائنات؟
اے شہید عشوۂ لات و منات

(13) مرد حق آں بندۂ روشن نفس
نائب تو در جہاں او بود و بس

(14) او بہ بند نقرہ و فرزند و زن
گر توانی سومنات او شکن

(15) ایں مسلماں از پرستاران کیست؟
در گریبانش یکے ہنگامہ نیست!

(16) سینہ اش بے سوز و جانش بے خروش
او اسرافیل است و صور او خموش!

(17) قلب او نامحکم و جانش نژند
در جہاں کالائے او نا ارجمند

(18) در مصاف زندگانی بے ثبات
دارد اندر آستیں لات و منات

(19) مرگ را چوں کافراں داند ہلاک
آتش او کم بہا مانند خاک!

(20) شعلہ از خاک او باز آفریں
آں طلب، آں جستجو باز آفریں

(21) باز جذب اندروں او را بدہ
آں جنون ذو فنون او را بدہ

(22) شرق را کن از وجودش استوار
صبح فردا از گریبانش بر آر!

(23) بحر احمر را بچوب او شگاف
از شکوہش لرزۂ افگن بہ قاف!

*

(9) اس جہان کا ظاہر تو صلح و صفا پر مبنی ہے لیکن اس کا باطن جنگ کا سامان لئے ہوئے ہے۔
اہل دل کے دل کا شیشہ اس میں چور چور ہے (جو اہل دل نہیں ہیں اور اہل شکم ہیں اور جو تیری بجائے شیطان کے پیروکار ہیں وہ موجیں کر رہے ہیں)۔

(10) (جہان والوں میں) صدق، اخلاص اور وفا باقی نہیں رہی۔
وہ صراحی ٹوٹ گئی اور وہ ساقی نہ رہا۔ مراد ہے پہلے لوگوں میں تو یہ اوصاف موجود تھے آج کے دور میں نہیں ملتے۔ (لیکن پھر بھی ان کو عیش و عشرت کے سارے سامان مہیا ہیں۔ نیک اور صادق بدحال ہیں)۔

(11) (اے خدا) تیری نظر کرم تو یورپ کے لالہ کے پھول جیسے چہرے رکھنے والے لوگوں پر ہے۔
وہ جن کے جادو سے آدم بے آب اور بے رنگ ہو گیا ہے (فرنگیوں نے اپنے چہرہ کو سرخ کرنے کے لئے دوسری اقوام کا خون کیا ہے۔

Marfat.com

انہوں نے کمزور اقوام و ممالک کو لوٹ کر انہیں بے جان کر دیا ہے اور خود جاندار بن گئے ہیں)۔
(12) (فرنگیوں کی وجہ سے) کائنات جس طرح بے ربط و ضبط ہو چکی ہے۔ اب وہ کس سے ربط و ضبط حاصل کرے۔

(بتا) اے لات و منات (بتوں) پر فریفتہ اور قربان ہونے والے بتا۔ (مراد ہے تو تو بت پرست اور مشرک اقوام کو نواز رہا ہے لوگ اب کس کو پکاریں)۔
(13) (ایک امید تھی) مرد حق (مومن) جو روشن نفس بندہ ہے۔

جہان میں تیرا نائب ایک وہی تھا اور تو کوئی نہیں تھا (وہ اگر اپنی اصلیت پر قائم رہتا اور اپنے نائب خدا ہونے کا کردار ادا کرتا تو کائنات بے ربط و ضبط ہونے سے بچ جاتی اور اگر بے ربط و ضبط ہو گئی تھی تو اس کی توجہ سے سدھر جاتی لیکن اس کا حال یہ ہے جو اگلے شعروں میں ہے یہاں مرد حق سے وہ مرد مومن نہیں جو کلام اقبال کا بنیادی اور پسندیدہ کردار ہے بلکہ خدا کو ماننے والا اور خود کو اللہ کا بندہ کہنے والا وہ عالم اور صوفی ہے جو حق پرست کی بجائے نفس پرست ہے۔
(14) وہ سونے چاندی' عورت اور اولاد کے بندھنوں میں گرفتار ہے (حق سے منہ موڑ کر دنیا کے چکروں میں پڑا ہوا ہے)۔

اگر تجھ سے ہو سکے تو اس کے اس سومنات کو (دنیا کے بت کدے کو جو اس نے اپنے نفس میں بنایا ہوا ہے) توڑ دے۔
(15) یہ مسلمان (اس دور کے مسلمان) کس کو پوجنے والے ہیں (خدا کو چھوڑ کر دنیا کو پوجنے والے ہیں)۔

ان کے گریبان (سینہ) میں ایک بھی ہنگامہ نہیں ہے (کمزوروں' غلاموں اور مردوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں)۔
(16) اس کا سینہ بے سوز اور اس کی جان بے خروش ہے۔

وہ اسرافیل ضرور ہے لیکن اس کا صور خموش ہے (اسرافیل ایک فرشتہ کا نام ہے جو قیامت کے روز ایک قسم کا آلہ جس کا نام صور ہے' پھونکے گا تو مردے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ مراد ہے مسلمان کے پاس زندگی کو صحیح خطوط پر استوار کرنے والا دین موجود ہے لیکن وہ اس سے غافل ہے اسے اس کی طاقت کا علم نہیں)۔
(17) اس کا دل کمزور (اور) اس کی جان ذلیل و خوار (ہے)۔

جہان میں اس کی پونجی کی کوئی شان نہیں (یہ بے قیمت ہے)۔
(18) وہ زندگی کی جنگ میں ٹھہرنے والا (ثابت قدم رہنے والا) نہیں ہے۔

وہ اپنی آستین کے اندر لات و منات (طرح طرح کے بت) رکھتا ہے (یہ بت پتھر مٹی کے نہیں اس کے نفس کے پیدا کردہ بت ہیں)۔
(19) کافروں کی طرح موت کو زندگی ختم کرنے والی جانتا ہے۔

اس کی آگ مٹی کی طرح بے قیمت ہے۔ (اس کی روح اس کے جسم کی طرح مردہ ہو جاتی ہے)۔
(20) اس کی مٹی سے دوبارہ شعلہ پیدا کر۔

Marfat.com

وہ طلب اور وہ جستجو (جو کبھی اس میں تھی) دوبارہ اس میں پیدا کر (اس کے جسم میں روح کو پھر زندہ کر جو اس کے مرنے پر اس کے جسم کی طرح نہ مرجائے۔ دل زندگی اور روح زندگی کی تڑپ اس میں دوبارہ پیدا کر دے۔

(21) جذب اندروں (ذوق و شوق کا جذبہ) دوبارہ اس کو دے۔

وہ جنون ذو فنون (وہ دیوانگی جو طرح طرح کے رنگ اختیار کرتی ہے اور رنگ رنگ سے عمل کا ظہور کرتی ہے) اس کو دے (جو پہلے کبھی اس میں تھا)۔

(22) مشرق کو (جسے مغرب والوں نے اپنی طرح طرح کی لوٹ کھسوٹ سے بے جان کر دیا ہے) اس کے وجود سے قائم اور مضبوط کر۔

آنے والی کل کی صبح اس کے گریبان سے نکال یعنی اسے آنے والے دور کا معمار بنا۔ ایسا معمار جو پھر سے دنیا کو کعبہ اور جنت بنا سکے)۔

(23) اس کی لکڑی (لاٹھی) سے بحر احمر میں شگاف کر دے۔

اس کے دبدبے سے کوہ قاف پر لرزہ طاری کر دے۔ (بحر احمر کو جس طرح حضرت موسیٰؑ نے اپنے عصا سے دولخت کر دیا تھا اور فرعون سے بنی اسرائیل کو نجات دلانے میں کامیاب ہو گئے تھے اسی طرح آج کے مومن کے اندر بھی وہ طاقت پیدا کر دے کہ وہ آج کے فرعونوں سے نجات حاصل کر سکے اور مسلمانوں کے وہ علاقے جو روس میں کوہ قاف تک پھیلے ہوئے ہیں اور غیروں کے تسلط میں ہیں ان کو آزاد کرایا جا سکے اور مسلمانوں کو پھر سے عروج دلایا جا سکے)۔

Marfat.com

قندھار و زیارت خرقہ مبارک

قندھار اور خرقہ مبارک کی زیارت

(1) قندہار آں کشور مینو سواد
اہل دل را خاک او خاک مراد

(2) رنگ ہا بو ہا ہوا ہا آب ہا
آب ہا تابندہ چوں سیماب ہا

(3) لالہ ہا در خلوت کہسار ہا
نار ہا یخ بستہ اندر نار ہا

(4) کوے آں شہر است ما را کوے دوست!
ساربان بر بند محمل سوے دوست

(5) می سرایم دیگر از یاران نجد
از نواے ناقہ را آرم بوجد!

غزل

(1) از دیر مغاں آیم بے گردش صہبا مست!
در منزل لا بودم از بادۂ الا مست!

(2) دانم کہ نگاہ او ظرف ہمہ کس بیند
کرد است مرا ساقی از عشوہ و ایما مست!

(3) وقت است کہ بکشائم میخانہ رومی باز
پیران حرم دیدم در صحن کلیسا مست!

(4) ایں کار حکیمے نیست، دامان کلیمے گیر
صد بندۂ ساحل مست، یک بندۂ دریا مست!

(5) دل را بچمن بر دم از باد چمن افسرد
میرد بہ خیابانہا ایں لالہ صحرا مست!

(6) از حرف دلاویزش اسرار حرم پیدا
دی کافر کے دیدم در وادی بطحا مست!

*

تعارف: قندھار افغانستان کا ایک قدیم شہر ہے۔ یہاں پر حضرت محمد مصطفیٰ کا ایک خرقہ مبارک محفوظ ہے۔ علامہ اس کی زیارت کے لئے بھی گئے اور پھر احمد شاہ ابدالی کے مزار پر بھی جا کر فاتحہ پڑھی۔

(1) ۔ قندھار ایک ایسا علاقہ ہے جس کا گردونواح عالم علوی (جنت) کی طرح کا ہے۔
اہل دل کے لئے
یہاں کی مٹی مراد کی مٹی ہے (کیونکہ یہاں حضرت محمد مصطفیٰ کے بدن کا لباس مبارک محفوظ ہے جس کو اس کی زیارت ہو گئی اس کی مراد بر آئی۔

(2) (پوری فضا) رنگ لئے ہوئے، خوشبوؤں سے مہکی ہوئی اور زمین پانی کی گزرگاہوں اور ذخیروں کو لئے ہوئے ہے۔
یہاں کے پانی (اتنے صاف اور شفاف ہیں کہ) پارہ کی مانند معلوم ہوتے ہیں۔

Marfat.com

(3) اس کے پہاڑی سلسلے کے اندر لالہ کے پھول کثرت سے کھلے ہوئے ہیں۔
اس کے اناروں کے اندر آگ کی طرح کے سرخ دانے یخ بستہ (ایک دوسرے میں جمے ہوئے) ہیں۔ (قندھار کا سرخ انار دنیا بھر میں مشہور ہے)۔
(4) اس شہر کی گلی میرے لئے دوست کی گلی ہے (کیونکہ اس گلی میں میرے محبوب کی نشانی خرقہ مبارک کی صورت میں موجود ہے)۔
اے ساربان (اے اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے جانے والے) اونٹ کے کجاوے کو باندھ (تا کہ میں اس میں بیٹھوں اور اس طرح تو) میرے دوست کی طرف مجھے لے جا۔
(5) میں پھر نجد کے یاروں کی یاد میں نغمہ الاپتا ہوں۔
(اور اس طرح) نوا پیدا کر کے ناقہ (اونٹنی) کو وجد میں لاتا ہوں (تا کہ وہ میری طرح ذوق و شوق سے سفر طے کر سکے) (یاران نجد سے مراد عشاق اس لئے ہے کہ مشہور عاشق قیس جو مجنوں کے نام سے مشہور ہے اسی علاقہ نجد میں ہوا ہے جو عرب میں ہے)۔

غزل

تعارف: علامہ نے یہاں مثنوی کی عام طرز کو چھوڑ کر غزل کا رنگ اختیار کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خرقہ مبارک کی زیارت کے ذوق و شوق کی وجہ سے اس پر جو وجدانی کیفیت طاری ہو چکی ہے اس کا بہتر اظہار غزل کے پیرایہ ہی میں ہو سکتا ہے یہ صنف شاعری عشق و محبت' ذوق و شوق اور جذبہ و عقیدت کے اظہار کے لئے زیادہ موزوں ہے)۔
(1) میں دیر مغاں (شراب کشید کرنے والے کے مندر) سے بغیر شراب پئے مست چلا آ رہا ہوں۔
میں منزل لا ہی میں الا کی شراب سے مست تھا۔ دیر مغاں یہاں استعارہ ہے مرشد کی خانقاہ سے۔ مرشد عام طور پر پہلے لا (یعنی لا الہ کوئی معبود نہیں ہے) کا سبق دے کر ہر شے کی نفی کراتا ہے یہاں تک کہ اپنے آپ کی بھی۔ اسے نفی کا ذکر کہتے ہیں پھر الا (الا اللہ خدا کے سوا یعنی کوئی معبود نہیں ہے ہاں ایک ہے اللہ) کا سبق دے کر اللہ کا اثبات کراتا ہے اسے اثبات کا ذکر کہتے ہیں۔ لا و الا سے مراد یہاں یہی ذکر نفی و اثبات ہے۔ علامہ کہتے ہیں کہ دوست کی منزل تک رسائی کے ذوق و شوق کے جنوں نے مجھے منزل لا ہی میں الا کا مقام عطا کر دیا انہوں نے اسی کو کہا ہے کہ یہ میں بے پئے خانقاہ مرشد سے مست چلا آ رہا ہوں۔ جو کچھ مجھے الا کی شراب پی کر حاصل ہونا تھا وہ مجھے لا کا جام پینے ہی سے مل گیا۔
(2) میں جانتا ہوں کہ (پیر مغاں یا مرشد) کی نگاہ ہر کسی کا ظرف دیکھتی ہے اور اس کے مطابق اسے شراب پلاتی ہے۔
مجھے تو میرے ساقی نے (شراب پلائے بغیر صرف اپنے ناز' نخرہ اور اشارہ ہی سے مست کر دیا ہے۔ (اور جسے محبوب کی نگاہ پلا دے اور مست کر دے اس سے بڑا خوش نصیب میخوار اور کون ہے)۔
(3) یہ وقت ہے کہ میں (اپنے مرشد) مولانا رومؒ کا میخانہ کھولوں (تا کہ میرے ملا اور صوفی اس کی شراب پی کر دین و تصوف کے دائرہ حقیقی میں رہے ہیں)۔

Marfat.com

(یہ بات اس لئے ضروری ہے کہ) میں نے کعبہ کے پیروں یعنی ملاؤں اور صوفیوں کو (مسجد کی بجائے) گرجوں میں مست دیکھا ہے مراد ہے وہ دین اور تصوف کی روح کو چھوڑ کر اہل یورپ سے متاثر ہیں۔ انگریزوں کی وفاداری کا دم بھر رہے ہیں اور اسلام کی حقیقت سے روگردانی کر رہے ہیں۔

(4) (پیران حرم کو راہ راست پر لانا یا آج کے مسلمانوں میں عشق رسولؐ کی لذت پیدا کرنا) کسی حکیم (فلسفی یا اہل عقل) کا کام نہیں اس کے لئے کسی کلیم (حضرت موسیٰؑ کی طرح خدا سے باتیں کرنے والے) کا دامن پکڑ۔

ساحل پر مستی کرنے والے سو لوگوں کے مقابلے میں دریا کے اندر مستی کرنے والا ایک شخص بدرجہا بہتر ہے۔ اہل عقل کی مثال ساحل دریا پر مستی کرنے والوں کی سی ہے جو دریا میں اترے بغیر یعنی مشاہدہ حق کے بغیر محض دلیلی اور خیالی باتیں کرتے ہیں۔ دریا کی حقیقت کا اصل علم تو ان کو ہے جو دریا میں غوطہ زن ہیں یعنی جو مشاہدہ حق میں ہیں یہ لوگ اہل عشق ہوتے ہیں۔

(5) میں دل کو چمن میں لے گیا (محفلوں میں گیا کہ شاید اس کی بیقراری دور ہو) وہ چمن کی ہوا سے اور غمگین ہو گیا (محفل کی رونق بھی اسے خوشی نہ دے سکی)۔

سچ ہے پھولوں کی کیاریوں میں جا کر یہ لالہ جو صحرا کی فضا میں مست رہتا ہے مرجھا جاتا ہے مراد ہے اہل عشق کو انجمن نہیں خلوت پسند ہے اور اگر کوئی انجمن اس کو راس آتی ہے تو وہ صرف دوست کی انجمن ہے۔ قندھار کی کوئی شے بھی زائر کی تسلی کا باعث نہ بن سکی کیونکہ وہ تو دوست کے لباس کی زیارت کے لئے بیتاب تھا۔

(6) اس کے دل کو لبھانے والی بات سے کعبہ کے اسرار ظاہر ہو رہے تھے۔

کل میں نے ایک چھوٹے سے کافر کو بطحا کی وادی میں (جس میں مکہ ہے) مست دیکھا۔ اس کا کفر شریعت کا کفر نہیں تھا بلکہ عشق کا کفر تھا۔ وہ عشق کی باتیں اور معشوق کی باتیں کر رہا تھا اور مست تھا۔ دراصل عشق رسولؐ کی مستی ہی اصل مستی ہے۔ اسی مستی سے دین و شرع کی حقیقت ہاتھ آتی ہے۔ بے عشق رسول ﷺ دین ایک تحریک بن جاتا ہے دین نہیں رہتا۔ آج مسلمان کی خرابی اس کے اندر اسی عشق کے نہ ہونے سے ہے۔

Marfat.com

(7) سینا است کہ فاران است؟ یا رب چہ مقام است ایں؟
ہر ذرۂ خاک من چشمے است تماشا مست؟

(1) خرقہ آں "برزخ لا یبغیان"
دید مش در نکتہ "لی خرقان"

(2) دین او آئین او تفسیر کل
در جبین او خط تقدیر کل

(3) عقل را او صاحب اسرار کرد
عشق را او تیغ جوہر دار کرد

(4) کاروان شوق را او منزل است
ما ہمہ یک مشت خاکیم او دل است

(5) آشکارا دیدنش 'اسرائے' ما ست
در ضمیرش مسجد اقصائے ما ست

(6) آمد از پیراہن او بوے او
داد ما را نعرۂ اللہ ھو

(7) بادل من شوق بے پروا چہ کرد!
بادۂ پر زور با مینا چہ کرد!

(8) رقصد اندر سینہ از زور جنوں
تا ز راہ دیدہ می آید بروں!

(9) گفت من جبریلم و نور مبیں'
پیش ازیں او را ندیدم ایں چنیں!

(10) شعر رومی خواند و خندید و گریست
یا رب ایں دیوانہ فرزانہ کیست!

(11) در حرم با من سخن رندانہ گفت
از مے و مغ زادہ و پیمانہ گفت!

(12) گفتمش ایں حرف بیباکانہ چیست
لب فروبند ایں مقام خامشی است

(13) من ز خون خویش پرور دم ترا
صاحب آہ سحر کردم ترا

(14) بازیاب ایں نکتہ را اے نکتہ رس
عشق مرداں ضبط احوال است و بس

*

(7) یہ جگہ جہاں خرقہ مبارک رکھا ہوا ہے وادی سینا کا مقام ہے یا کوہ فاران کی جگہ ہے (وادی سینا وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر اپنی تجلی فرمائی تھی اور فاران وہ پہاڑ ہے جہاں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور نبوت چمکا تھا۔ زائر کے نزدیک خرقہ مبارک کا یہ مقام اللہ اور اس کے رسولؐ کی تجلیات و انوار لئے ہوئے ہے)۔

میری مٹی (جسم) کا ہر ذرہ اک تماشہ مست (نظارہ میں مست رہنے والی) آنکھ بن گیا ہے۔ (اہل عقل کے لئے تو وہ خرقہ مبارک محض ایک لباس ہے مگر اہل عشق کے لئے وہ صاحب لباس کی خوشبو اور تجلیات لئے ہوئے ہے اس کی زیارت صاحب لباس کی زیارت ہے اس لئے اقبال کہتے ہیں کہ میرے جسم کا ایک ایک مسام ایک ایک بال آنکھ بن کر اس کا نظارہ کر رہا ہے)۔

Marfat.com

یہاں غزل کے سات اشعار ختم ہو جاتے ہیں اور پھر سے مثنوی کے اصل مضمون پر مشتمل اشعار شروع ہو جاتے ہیں)۔

(1) اس برزخ **لا یبغیان** کا خرقہ۔

میں نے اس کو **لی خرقتان** کی باریک رمز میں دیکھا۔ پہلے مصرع میں آیت **مرج البحرین یلتقین ٥ بینھما برزخ لا یبغیان ٥** کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ ہے (خدا نے) دو دریا مل کر چلنے والے بنائے۔ ان دونوں میں ایک پردہ ہے تاکہ ایک دریا دوسرے دریا پر زیادتی نہ کرے۔ دوسرے مصرع میں حدیث **لی خرقتان الفقر و الجہاد** کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ (نبی کریم ﷺ کہتے ہیں) میرے لئے دو خرقے یعنی دو شانیں ہیں۔ ایک فقر اور دوسرا جہاد (مراد ہے ان کی زندگی ان دو پہلوؤں پر مشتمل ہے پہلی شان کے مطابق جب آپ ﷺ پر فقیری یا درویشی خرقہ ہوتا ہے تو آپ ﷺ ساری کائنات سے لاتعلق اللہ سے تعلق پیدا کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ دوسری شان کے مطابق جب آپ ﷺ جہاد کے لئے زرہ بکتر کا خرقہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں تو دنیا کو قانون خداوندی کے تحت لانے میں پوری طرح سرگرم عمل ہوتے ہیں۔ علامہ نے یہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس آیت اور حدیث کے مطابق برزخ سے تعبیر کیا ہے۔ برزخ وہ شے ہوتی ہے جو دو چیزوں کے درمیان اس طرح حائل ہو کہ اس کا ایک سرا ایک شے سے اور دوسرا سرا دوسری شے سے ملتا ہو۔ دونوں میں رابطہ بھی رکھے ہوئے ہو اور دونوں کو الگ الگ بھی کئے ہوئے ہو۔ اس اعتبار سے صوفیا نے نبی کریم ﷺ کی شان کو حقیقت محمدی یا برزخیت محمدی ﷺ بھی کہا ہے یعنی وہ خدا اور بندہ' خالق و مخلوق اور واجب و ممکن کے درمیان اس طرح ہیں کہ دونوں کو الگ الگ بھی کئے ہوئے ہیں اور دونوں سے متصل بھی ہیں (اور اس طرح ان میں دونوں کی شانیں موجود ہیں یعنی ادھر مخلوق میں شامل اور ادھر اللہ سے واصل-----

(2) اس کا دین اور اس کا آئین کل کی تفسیر ہے۔

اس کی پیشانی میں کل کی تقدیر کا خط ہے۔ مراد ہے آپ کے دیئے ہوئے دین اسلام اور آئین قرآن میں سب کچھ ہے اس میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اس میں ہر شے موجود ہے آپ ﷺ ساری کائنات اور اس کی ہر شے کی تقدیر اس لحاظ سے ہیں کہ ساری کائنات خالق نے اپنے محبوب کے لئے پیدا کی ہے اس لئے کائنات اور اس کے ذرہ ذرہ کی غرض پیدائش نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہے کیونکہ جو شے اپنے وجود میں یا اپنے موجود ہونے میں جس شے کی محتاج ہوتی ہے اس کی اطاعت اس پر فرض ہوتی ہے۔

(3) عقل کو اس نے بھیدوں کا جاننے والا بنا دیا۔

عشق کو اس نے جوہر رکھنے والی تلوار کر دیا۔ مراد ہے جس نے عقل کو ٹامک ٹوئیاں مارنے کی تکلیف سے نکال کر صاحب اسرار کرنا ہو اور جس نے عشق کو پر تاثیر بنانا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کو صاحب اسرار اور پر تاثیر کرنے والے کی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرے۔ یہ دونوں قوتیں یعنی عقل اور عشق اگر مرتبہ کمال کو پہنچ سکتی ہیں تو صرف نبی کریم ﷺ یا ان کے دین اور آئین کی اطاعت سے پہنچ سکتی ہیں اگر ایسا نہیں ہو گا تو دونوں خام رہیں گی۔

(7) سینا است کہ فاران است؟ یا رب چہ مقام است ایں؟
هر ذرۂ خاک من چشمے است تماشا مست؟

(1) خرقہ آں "برزخ لا ببغیان"
دیدمش در نکتہ "لی خرقان"

(2) دین او آئین او تفسیر کل
در جبین او خط تقدیر کل

(3) عقل را او صاحب اسرار کرد
عشق را او تیغ جوهر دار کرد

(4) کاروان شوق را او منزل است
ما همہ یک مشت خاکیم او دل است

(5) آشکارا دیدنش 'اسرائے' ماست
در ضمیرش مسجد اقصائے ماست

(6) آمد از پیراہن او بوے او
داد ما را نعرۂ اللہ ھو

(7) بادل من شوق بے پروا چہ کرد!
بادۂ پر زور با مینا چہ کرد!

(8) رقصد اندر سینہ از زور جنوں
تا ز راہ دیدہ می آید بروں!

(9) گفت 'من جبریلم و نور مبیں'
پیش ازیں او را ندیدم ایں چنیں!

(10) شعر رومی خواند و خندید و گریست
یا رب ایں دیوانہ فرزانہ کیست!

(11) در حرم با من سخن رندانہ گفت
از مے و مغ زادہ و پیمانہ گفت!

(12) گفتمش ایں حرف بیباکانہ چیست
لب فروبند ایں مقام خامشی است

(13) من ز خون خویش پروردم ترا
صاحب آہ سحر کردم ترا

(14) بازیاب ایں نکتہ را اے نکتہ رس
عشق مرداں ضبط احوال است و بس

*

(7) یہ جگہ جہاں خرقہ مبارک رکھا ہوا ہے وادی سینا کا مقام ہے یا کوہ فاران کی جگہ ہے (وادی سینا وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر اپنی تجلی فرمائی تھی اور فاران وہ پہاڑ ہے جہاں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور نبوت چمکا تھا۔ زائر کے نزدیک خرقہ مبارک کا یہ مقام اللہ اور اس کے رسولؐ کی تجلیات و انوار لئے ہوئے ہے)۔

میری مٹی (جسم) کا ہر ذرہ اک تماشہ مست (نظارہ میں مست رہنے والی) آنکھ بن گیا ہے۔ (اہل عقل کے لئے تو وہ خرقہ مبارک محض ایک لباس ہے مگر اہل عشق کے لئے وہ صاحب لباس کی خوشبو اور تجلیات لئے ہوئے ہے اس کی زیارت صاحب لباس کی زیارت ہے اس لئے اقبال کہتے ہیں کہ میرے جسم کا ایک ایک مسام ایک ایک بال آنکھ بن کر اس کا نظارہ کر رہا ہے)۔

یہاں غزل کے سات اشعار ختم ہو جاتے ہیں اور پھر سے مثنوی کے اصل مضمون پر مشتمل اشعار شروع ہو جاتے ہیں)۔

(1) اس برزخ **لا یبغیان** کا خرقہ۔

میں نے اس کو لی خرقتان کی باریک رمز میں دیکھا۔ پہلے مصرع میں آیت **مرج البحرین یلتقین ٥ بینھما برزخ لا یبغیان ٥** کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ ہے (خدا نے) دو دریا مل کر چلنے والے بنائے۔ ان دونوں میں ایک پردہ ہے تاکہ ایک دریا دوسرے دریا پر زیادتی نہ کرے۔ دوسرے مصرع میں حدیث **لی خرقتان الفقر و الجہاد** کی طرف اشارہ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ (نبی کریم ﷺ کہتے ہیں) میرے لئے دو خرقے یعنی دو شانیں ہیں۔ ایک فقر اور دوسرا جہاد (مراد ہے ان کی زندگی ان دو پہلوؤں پر مشتمل ہے پہلی شان کے مطابق جب آپ ﷺ پر فقیری یا درویشی خرقہ ہوتا ہے تو آپ ﷺ ساری کائنات سے لا تعلق اللہ سے تعلق پیدا کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ دوسری شان کے مطابق جب آپ ﷺ جہاد کے لئے زرہ بکتر کا خرقہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں تو دنیا کو قانون خداوندی کے تحت لانے میں پوری طرح سرگرم عمل ہوتے ہیں۔ علامہ نے یہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اس آیت اور حدیث کے مطابق برزخ سے تعبیر کیا ہے۔ برزخ وہ شے ہوتی ہے جو دو چیزوں کے درمیان اس طرح حائل ہو کہ اس کا ایک سرا ایک شے سے اور دوسرا سرا دوسری شے سے ملتا ہو۔ دونوں میں رابطہ بھی رکھے ہوئے ہو اور دونوں کو الگ الگ بھی کئے ہوئے ہو۔ اس اعتبار سے صوفیا نے نبی کریم ﷺ کی شان کو حقیقت محمدی یا برزخیت محمدی ﷺ بھی کہا ہے یعنی وہ خدا اور بندہ' خالق و مخلوق اور واجب و ممکن کے درمیان اس طرح ہیں کہ دونوں کو الگ الگ بھی کئے ہوئے ہیں اور دونوں سے متصل بھی ہیں (اور اس طرح ان میں دونوں کی شانیں موجود ہیں یعنی ادھر مخلوق میں شامل اور ادھر اللہ سے واصل-----

(2) اس کا دین اور اس کا آئین کل کی تفسیر ہے۔

اس کی پیشانی میں کل کی تقدیر کا خط ہے۔ مراد ہے آپ کے دئے ہوئے دین اسلام اور آئین قرآن میں سب کچھ ہے اس میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ اس میں ہر شے موجود ہے آپ ﷺ ساری کائنات اور اس کی ہر شے کی تقدیر اس لحاظ سے ہیں کہ ساری کائنات خالق نے اپنے محبوب کے لئے پیدا کی ہے اس لئے کائنات اور اس کے ذرہ ذرہ کی غرض پیدائش نبی کریم ﷺ کی اطاعت ہے کیونکہ جو شے اپنے وجود میں یا اپنے موجود ہونے میں جس شے کی محتاج ہوتی ہے اس کی اطاعت اس پر فرض ہوتی ہے۔

(3) عقل کو اس نے بھیدوں کا جاننے والا بنا دیا۔

عشق کو اس نے جوہر رکھنے والی تلوار کر دیا۔ مراد ہے جس نے عقل کو ٹامک ٹوئیاں مارنے کی تکلیف سے نکال کر صاحب اسرار کرنا ہو اور جس نے عشق کو پر تاثیر بنانا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کو صاحب اسرار اور پر تاثیر کرنے والے کی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرے۔ یہ دونوں قوتیں یعنی عقل اور عشق اگر مرتبہ کمال کو پہنچ سکتی ہیں تو صرف نبی کریم ﷺ یا ان کے دین اور آئین کی اطاعت سے پہنچ سکتی ہیں اگر ایسا نہیں ہو گا تو دونوں خام رہیں گی۔

Marfat.com

(4) شوق کے قافلے کی وہ منزل ہے۔
ہم سب مٹی کی ایک مٹھی ہیں (جسم خاکی) ہیں وہ دل ہے۔ مراد ہے آپ کو مخلوق سے وہی نسبت ہے جو دل کو جسم خاکی سے ہے جس طرح دل کے بغیر آدمی مردہ ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کے شوق یا عشق کے بغیر آدمی ناکارہ ہے۔ آدمی کی قدر و قیمت عشق محمد ﷺ سے ہے اور جس کا سامان عشق مصطفیٰ ﷺ ہے اس کے گوشہ داماں میں بحر و بر ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو محبوب بنایا اس کو خدا نے محبوب بنا لیا اور جس کو خدا نے محبوب بنا لیا ہر شے اس کی ہو گئی۔ قرآن کریم کی آیت ہے کہ اے رسول ﷺ آپ مسلمانوں کو آگاہ کر دیں کہ اگر تو اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔

(5) اس کو اشکارا دیکھنا ہماری اسریٰ ہے۔
اس کے ضمیر میں ہماری مسجد اقصیٰ ہے۔ اس شعر میں شب معراج کے واقعات کی طرف تلمیح ہے دو مصرعوں میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے **سبحان الذی اسری بعبدہ.... الخ** (پاک ہے اللہ جو لے گیا راتوں رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی کعبہ سے مسجد اقصیٰ کی طرف۔ علامہ نے اس سے یہ رمز اخذ کی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے سفر میں اپنا دیدار ان کو کرایا اسی طرح ہماری معراج یہ ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کا دیدار کریں جس نے ان کا دیدار کر لیا اس نے خدا کا دیدار کر لیا۔ آپ ﷺ کا دیدار ایک تو آپ کی صورت کا دیدار ہے دوسرا دیدار جو دیدار اصلی ہے وہ آپ ﷺ کی حقیقت محمدی ﷺ سے آگاہ ہونا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم فنائی الرسول کا مقام حاصل کر لیں یعنی اپنی مرضی کو نبی کریم ﷺ کی مرضی میں گم کر کے ان کے جملہ جمالات کا عکس بن جائیں۔

(6) (قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کے خرقہ کا ذکر ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کے بھائی خرقہ کو لے کر مصر سے کنعان گئے تو حضرت یعقوب نے جو اس وقت نابینا ہو چکے تھے خرقہ کے قریب آتے ہی کہا کہ اس میں سے یوسف کی خوشبو آتی ہے اور پھر جب حضرت یوسفؑ کے فرمان کے مطابق وہ خرقہ حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں پر پھیرا گیا تو ان کی بینائی لوٹ آئی اس سے لباس اور صاحب لباس کی نسبت کا علم ہوتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کی خوشبو کو سونگھنے کے لئے حضرت یوسفؑ کے بھائی کی نہیں باپ کے مرتبہ کے شخص کی ضرورت ہے۔ اس لئے جو کچھ علامہ کے ذوق و شوق نے سونگھا اور جو کچھ ان کی آنکھوں نے دیکھا چونکہ دوسرے اس کے اہل نہیں اس لئے ان کو علامہ کی بات پر یقین کر لینا چاہئے۔ اس شعر میں وہ کہتے ہیں) مجھے اس کے (نبی کریم ﷺ کے) لباس سے نبی کریم ﷺ کی خوشبو آئی۔
جس کو سونگھ کر میں نے اللہ ھو کا نعرہ لگایا۔ (اس خوشبو نے مجھے مست کر دیا اور مجھ میں اللہ بس اور باقی ہوس کی کیفیت پیدا ہو گئی)۔

(7) شوق بے پروا نے میرے دل کے ساتھ کیا کیا۔
پر زور شراب نے صراحی کے ساتھ کیا کیا (میرے بے پرواہ شوق نے میرے اندر ایسا جوش پیدا کر دیا کہ خود کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا۔ جس طرح بہت تیز شراب صراحی کو پگھلا دیتی ہے یا ریزہ ریزہ کر دیتی ہے میرے دل کی صورت بھی ایسی ہو گئی میں بے خود و مست ہو کر رقص کرنے لگا اور اللہ ھو کے

Marfat.com

نعرے لگانے لگا)۔

(8) میرا دل میرے سینے میں جنوں کے زور کی وجہ سے رقص کر رہا ہے۔
تاکہ وہ آنکھوں کے راستے باہر آ جائے۔ (مجھ سے میرے دل کی سنبھال مشکل سے ہو رہی ہے)۔

(9) اس نے یعنی دل نے مجھ سے کہا کہ میں جبریل اور ظاہر نور ہوں۔
میں نے اس سے پہلے اسے یعنی اپنے دل کو اس حالت میں کبھی نہیں دیکھا تھا (یہ خرقہ مبارک کی زیارت کا نتیجہ تھا کہ میرا دل پاکی اور قرب خداوندی کے لحاظ سے جبریل فرشتہ کی طرح کا اور اللہ کے نور یا قرآن کی مانند ہو گیا)۔

(10) میرا دل مولانا رومؒ کے شعر پڑھ رہا تھا کبھی ہنس رہا تھا اور کبھی رو رہا تھا۔
یا رب یہ فرزانہ (عقل مند) دیوانہ کون ہے (مجھ سے یہ کیسی کیسی باتیں کر رہا ہے اور کیسی کیسی حرکتیں اس سے سرزد ہو رہی ہیں)۔

(11) (یہ تو مقام حرم ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کا خرقہ مبارک ہے) دل نے اس مقام حرم میں مجھ سے رندوں کی سی باتیں کیں۔
مستی کے عالم میں شراب' پیالہ اور شراب دینے والے بچوں کی باتیں کیں۔ (یہ استعارے ہیں جن سے مراد شراب معرفت یا شراب عشق اور اس سے متعلقات ہیں)۔

(12) میں نے اس سے کہا کہ یہ بے باک گفتگو کیا ہے۔
ہونٹ سی لے یہ تو خاموشی کا مقام ہے۔ (مقام ادب ہے نبی کریم ﷺ کے خرقہ کا مقام ہے)۔

(13) میں نے تیری اپنے خون سے پرورش کی۔
تجھے سحر کے وقت کی آہ نکالنے کے قابل بنایا یعنی تجھے غم عشق سے آشنا کیا۔

(14) اے باریک بات کو پا جانے والے (کیوں بھول گیا ہے) اس باریک بات کو پھر سے پا۔
کہ مردوں کا عشق ضبط احوال کا نام ہے اور بس۔ (جو مرد ہوتے ہیں وہ اپنے احوال عشق کو قابو میں رکھتے ہیں اس کا کسی طرح سے حرکاتی و سکناتی یا صوتی و حرفی اظہار نہیں کرتے)۔

Marfat.com

(15) گفت عقل و ہوش آزار دل است!
مستی و وارفتگی کار دل است!

(16) نعرہ ہا زد تا فتاد اندر سجود
شعلہ آواز او بود' او نبود!

برمزار حضرت احمد شاہ بابا علیہ الرحمتہ
موسس ملت افغانیہ

(1) تربت آں خسرو روشن ضمیر
از ضمیرش ملتے صورت پذیر

(2) گنبد او را حرم داند سپہر
با فروغ از طوف او سیمائے مہر

(3) مثل فاتح آں امیر صف شکن
سکہ زد ہم با قلیم سخن

(4) ملتے را داد ذوق جستجو
قدسیاں تسبیح خواں بر خاک او

(5) از دل دوست گہر ریزے کہ داشت
سلطنت ہا برد و بے پروا گذاشت

(6) نکتہ سنج و عارف و شمشیر زن
روح پاکش با من آمد در سخن

(7) گفت می دانم مقام تو کجا ست
نغمہ تو خاکیاں را کیمیا ست

(8) خشت و سنگ از فیض تو دارائے دل
روشن از گفتار تو سینائے دل

(9) پیش ما اے آشنائے کوئے دوست
یک نفس بنشیں کہ داری بوئے دوست

(10) اے خوش آں کو از خودی آئینہ ساخت
و ندراں آئینہ عالم را شناخت

(11) پیر گردید ایں زمین و ایں سپہر
ماہ کور از کور چشمیہائے مہر

(15) (دل نے میری نہ مانی۔ میرے قابو نہ آیا) اس نے کہا کہ یہ عقل اور ہوش (کی باتیں جو تو کر رہا ہے) دل کو تکلیف پہنچاتی ہیں۔
دل کا کام تو مستی کرنا اور وارفتہ رہنا ہے (تو ہوش اور صبر کی تلقین کر رہا ہے یہ دونوں متضاد باتیں ہیں)۔

(16) (یہ کہہ کر) اس نے نعرے مارے تا آنکہ سجدے میں گر گیا۔
(اس وقت اس کی حالت یہ تھی کہ) وہ ایک آواز کا شعلہ رہ گیا تھا خود نہ تھا مراد ہے آتش عشق میں جل کر فنا ہو گیا تھا ہاں جس طرح جلتی ہوئی لکڑی سے آواز آتی ہے ایک آواز ضرور آ رہی تھی۔ عشق کی آگ میں فنا ہو جانے والے کی آواز یا محبوب------

احمد شاہ بابا علیہ الرحمتہ کے مزار پر جو ملت افغانیہ کے بانی ہیں

تعارف: احمد خان نام' زمان خان کا بیٹا پٹھانوں کے سدوزئی قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔ زمان خان ہرات (افغانستان) کے رہنے والے تھے کسی سبب سے ملتان آ گئے تھے۔ احمد خان کی پیدائش یہیں کی ہے۔ کچھ عرصہ بعد زمان خان پھر ہرات چلے گئے۔ جب 1747 میں نادر شاہ (ایران کا بادشاہ) قتل ہو گیا تو افغانوں نے احمد خان کو جو اس وقت نادر شاہ کا باڈی گارڈ تھا اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ جس نے افغانستان کو ایران کے قبضہ سے چھڑایا اور افغان ملت کی الگ شناخت کرائی۔ اسی احمد خان کو احمد شاہ ابدالی یا درانی کہتے ہیں۔ بادشاہ بننے کہ بعد اس نے نہ صرف افغانستان کے پورے علاقہ پر قبضہ کر لیا بلکہ ہندوستان پر بھی کئی حملے کئے۔ ان کا سب سے مشہور حملہ وہ ہے جس میں پانی پت کے میدان میں اس نے مرہٹوں کو شکست دے کر ہمیشہ کے لئے ان کا زور توڑ دیا۔ اس نے 1772ء میں وفات پائی۔

(1) یہ اس روشن ضمیر بادشاہ کی قبر (ہے)
جس کے ضمیر سے ایک ملت نے صورت اختیار کی (افغانیوں کو ایک قوم کی حیثیت دی)۔

(2) آسمان اس کے (مزار کے) گنبد کو حرم جانتا ہے (جھک کر سلام کرتا ہے)۔
سورج کی پیشانی اس کے طواف کی وجہ سے چمک رہی ہے (یعنی سورج اس کے طواف سے روشنی حاصل کر رہا ہے۔ مبالغہ کے مضامین ہیں مراد احمد شاہ کی شان بیان کرنا ہے)۔

(3) قسطنطنیہ کے فاتح سلطان محمد فاتح ترک کی طرح اس صف شکن (دشمنوں کی صفیں الٹ دینے والا) امیر نے بھی۔
شعر و شاعری کی ولایت میں اپنا سکہ جمایا۔ مراد ہے وہ بھی سلطان فاتح کی طرح علوم و فنون کا قدردان تھا۔

(4) اس نے ایک قوم کو جستجو کا ذوق عطا کیا۔ (ملت افغانیہ میں اپنی انفرادیت اور ترقی کا جذبہ پیدا کیا)۔
فرشتے اس کی خاک (قبر) پر تسبیح پڑھتے ہیں (مراد ہے وہ ایک درویش منش اور نیک احوال بادشاہ تھا)۔

(5) اس نے گوہر لٹانے والے ہاتھ اور دل سے۔
بہت سی سلطنتوں کو فتح کیا لیکن ان کو بے پروائی سے چھوڑ دیا (جس طرح کہ اس نے پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو شکست دینے اور ہندوستان کا بہت سا علاقہ فتح کرنے کے باوجود یہاں اپنا پایہ تخت نہیں بنایا)۔

(6) وہ باریک بات کو تولنے والا' معرفت حق رکھنے والا اور تلوار چلانے والا (بادشاہ تھا)۔
اس کی پاک روح مجھ سے بات کرنے لگی۔

(7) اس نے کہا (اے اقبال) میں جانتا ہوں تیرا مرتبہ کیا ہے۔
تیری شاعری مٹی کے بنے ہوئے انسانوں کے لئے کیمیا کا اثر رکھتی ہے (ان کو سونا بنا سکتی ہے)۔

(8) اینٹ اور پتھر (کی طرح کے انسان) تیرے فیض سے دل رکھنے والے (صاحب دل) ہو گئے۔

Marfat.com

تیری باتوں سے دل کی وادی سینا میں تجلی ہو گئی۔ (دل روشن ہو گئے۔ تجلی خداوندی کے قابل ہو گئے)۔

(9) اے دوست کے کوچے سے آشنا میرے سامنے
ایک لحہ کے لئے بیٹھ کہ تو دوست کی خوشبو رکھتا ہے (تیرے اندر عشق رسول ﷺ ہے)۔

(10) وہ شخص خوش بخت ہے کہ جس نے (خود کو یا اپنے دل کو) خودی سے (اپنی معرفت سے) آئینہ بنا لیا ہے۔
اور اس آئینہ کے اندر جہان کو پہچان لیا (اس کے رموز و اسرار سے آگاہ ہو گیا ہے)۔

(11) یہ زمین اور یہ آسمان بوڑھے (بہت پرانے) ہو گئے ہیں۔
سورج کی آنکھوں کے اندھا ہونے کی وجہ سے چاند تاریک ہو گیا ہے (سورج کی روشنی اتنی پرانی ہو چکی ہے کہ چاند کو روشن نہیں کر سکتی)۔

Marfat.com

(12) گرمی ہنگامہ می بایدش
تا بختیں رنگ و بو باز آیدش
(13) بندۂ مومن سرافیلی کند
بانگ او ہر کہنہ را برہم زند
(14) اے ترا حق داد جان نا شکیب
تو ز سر ملک و دیں داری نصیب
(15) فاش گو با پور نادر فاش گوے
باطن خود را بہ ظاہر فاش گوے

(12) ان کے لئے گرمی ہنگامہ چاہئے۔ تا کہ ان کی پہلی خوشبو اور ان کا پہلا رنگ واپس آسکے۔
(13) بندۂ مومن تو سرافیلی کرتا ہے یعنی اسرافیل فرشتے کی طرح صور پھونک کر

خطاب بہ پادشاہ اسلام اعلیٰ حضرت ظاہر شاہ ایدہٗ اللہ بنصرہ

(1) اے قبائے پادشاہی بر تو راست
سایہ تو خاک ما را کیمیا ست
(2) خسروی را از وجود تو عیار
سطوت تو ملک و دولت را حصار
(3) از تو اے سرمایہ فتح و ظفر
تخت احمدؒ شاہ را شانے دگر
(4) سینہ ہا بے مہر تو ویرانہ بہ
از دل و از آرزو بیگانہ بہ
(5) آنچناں تیغے کہ داری در کمر
نیم شب از تاب او گردد سحر
(6) نیک می دانم کہ تیغ نادر است
من چہ گویم باطن او ظاہر است
(7) حرف شوق آوردہ ام از من پذیر
از فقیرے رمز سلطانی بگیر

*

(1) اے نگاہ تو ز شاہیں تیز تر
گرد ایں ملک خدا دادے نگر
(2) ایں کہ می بینم از تقدیر کیست؟
چیست آں چیزے کہ می بانست و نیست؟

قیامت تک کے لئے سونے والوں کو جگاتا ہے۔ (مردوں کو زندہ کرتا ہے)۔ اس کی آواز ہر پرانی روش کو اکھاڑ دیتی ہے۔
(14) اے کہ تجھے حق نے بے قرار جان بخشی ہے۔ (تیری جان سوز و گداز عشق سے آشنا ہے)۔ تو ملک اور دین کے بھید سے نصیب رکھتا ہے یعنی جانتا ہے۔
(15) صاف کہہ نادر شاہ شہید کے بیٹے سے صاف کہہ۔ اپنے باطن کو (اس کے بیٹے) ظاہر سے صاف کہہ (دین اور سیاست کے جن رموز و اسرار سے تو آگاہ ہے ان سے اسے آگاہ کردے)۔

Marfat.com

خطاب بہ پادشاہ اسلام اعلیٰ حضرت ظاہر شاہ

تعارف: ظاہر شاہ اعلیٰ حضرت نادر شاہ شہید والی افغانستان کا (جس نے علامہ اقبال کو افغانستان آنے کی دعوت دی تھی) بیٹا تھا۔ باپ کے شہید کئے جانے کے بعد تخت نشین ہوا۔ احمد شاہ ابدالی کے مزار سے اشارہ ملنے پر اقبال نے ظاہر شاہ کو پادشاہ اسلام سمجھتے ہوئے خصوصی پیغام دیا۔ مگر افسوس ہے روسی فوجوں کے افغانستان میں داخلے کے سبب ملک چھوڑنے تک وہ علامہ کی امیدوں پر پورا نہ اترا۔ آج کل یورپ کے کسی علاقہ میں گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہے)۔

پہلا بند

(1) اے کہ شاہی لباس تیرے موافق ہے (یعنی تو واقعی بادشاہت کے لائق ہے)۔

تیرا سایہ ہماری مٹی کے لئے کیمیا کا اثر رکھتا ہے مراد ہے تیری بادشاہی میں مسلمان جو اب بے قیمت و بے اہمیت ہیں قیمت و اہمیت حاصل کر سکتے ہیں۔

(2) بادشاہت کو تیرے جود سے معیار یا کسوٹی ملی ہے یعنی تیری بادشاہت ایک معیار ہے اس بات کا کہ شاہی کیا ہوتی ہے تو واقعی بادشاہی صفات کا حامل ہے۔

ملک اور حکومت کے لئے تیری ہیبت حصار (قلعہ) ہے (دشمن کو ہمت نہیں کہ تیرے ملک اور حکومت کی طرف دیکھ سکے)۔

(3) اے کامیابی اور تسخیر دشمن کے سرمایہ تجھ سے۔

احمد شاہ ابدالی کے تخت کو ایک نئی شان ملی ہے۔ (اس کے باپ نادر شاہ شہید کی بجائے علامہ نے احمد شاہ ابدالی کے تخت کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ اس سے پہلے افغان ملک اور قوم کا کوئی الگ وجود نہ تھا۔ یہ دونوں دوسروں کے تابع تھے۔ احمد شاہ نے افغانوں کو ایک قوم کی حیثیت دی)۔

(4) تیری محبت کے بغیر جو سینے ہیں وہ ویران ہی رہیں تو بہتر ہے۔

وہ آرزو اور دل سے بیگانہ ہی رہیں تو زیادہ اچھا ہے۔

(5) وہ چمکتی ہوئی تلوار جو تو کمر میں باندھے ہوئے ہے۔

اس کی چمک سے آدھی رات صبح میں بدل جاتی ہے مراد ہے تیرے پاس وہ طاقت ہے کہ جس سے تو ذلت کو عزت اور شکست کو فتح دے سکتا ہے۔ اور باطل کو حق میں تبدیل کر سکتا ہے۔

(6) میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ (تیرے باپ) نادر شاہ مرحوم کی تلوار ہے۔

میں کیا کہوں اس کا باطن ظاہر ہے (ظاہر کو ذو معنی استعمال کیا گیا ہے اس سے ایک مراد تو یہ ہے کہ جو جوہر تیرے باپ نے اس تلوار سے دکھائے تھے وہ تیری کمر میں لٹکی ہوئی تلوار سے ظاہر ہیں دوسرے یہ کہ نادر شاہ تو مرحوم ہو گیا وہ پردۂ دنیا سے غائب ہو گیا البتہ اس کی صفاتی شکل میں تو ظاہر شاہ کے نام سے ظاہر میں موجود ہے)۔

(7) میں تیرے لئے محبت کا پیغام لے کر آیا ہوں اس کو قبول کر۔
ایک فقیر سے سلطانی (بادشاہ کون ہوتا ہے اور بادشاہی کیا ہوتی ہے) کی رمز حاصل کر۔

دوسرا بند

(1) اے وہ (بادشاہ) جس کی نگاہ شاہین سے بھی تیز ہے۔
تو اس خدا کے دیئے ہوئے ملک کے گرد دیکھ (اپنے ملک اور بیرون ملک کے حالات کا جائزہ لے)۔

(2) یہ جو کچھ ہم (اپنے گرد و پیش) دیکھ رہے ہیں یہ کس کی تقدیر ہے۔
وہ کون سی چیز ہے جو چاہئے اور نہیں ہے۔ یعنی تو اس بات پر غور کر کہ قوموں کی تقدیر کیا ہے۔ یہ کس طرح بنتی ہے۔ تیرے ملک کو کن حالات کی ضرورت ہے وہ کون سی چیزیں ہیں جو اس میں نہیں اور اس کو چاہئیں ان کو پیدا کر اور یوں ملک و قوم کو ترقی دے۔

(3) روز و شب آئینہ تدبیر ما ست
روز و شب آئینہ تقدیر ما ست

(4) با تو گویم اے جوان سخت کوش
چیست فردا؟ دختر امروز و دوش!

(5) ہر کہ خود را صاحب امروز کرد
گرد او گردد سپہر گرد گرد

(6) او جہان رنگ و بو را آبرو ست
دوش ازو، و امروز ازو، فردا ازو ست!

(7) مرد حق سرمایہ روز و شب است
زاں کہ او تقدیر خود را کوکب است

(8) بندۂ صاحب نظر پیر امم
چشم او بینائے تقدیر امم

(9) از نگاہش تیز تر شمشیر نیست
ما ہمہ نخچیر! او نخچیر نیست!

(10) لرزد از اندیشہ آں پختہ کار
حادثات اندر بطون روزگار!

(11) چوں پدر اہل ہنر را دوست دار
بندۂ صاحب نظر را دوست دار

(12) ہمچوں آں خلد آشیاں بیدار زی
سخت کوش و پُر دم و کرار زی

(13) می شناسی معنی کرار چیست؟
ایں مقامے از مقامات علیؓ است

(14) امتاں را در جہان بے ثبات
نیست ممکن جز بکراری حیات

(15) سرگشت آل عثماں را نگر
از فریب غربیاں خونیں جگر

(16) تا ز کراری نصیبے داشتند
در جہاں دیگر علم افراشتند

(17) مسلم ہندی چرا میداں گذاشت؟
ہمت او بوئے کراری نداشت!

*

(3) دن اور رات (زمانہ) ہماری تدبیر کا آئینہ ہیں۔
دن اور رات (ایام) ہماری تقدیر کا آئینہ ہیں۔ (یہ ہماری تدبیر کے مطابق ڈھلتے اور ہماری تقدیر بناتے ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا ہماری تقدیر کا بننا اور فائدہ نہ اٹھانا ہماری تقدیر کا بگڑنا ہے اس لئے ایام یا زمانہ سے فائدہ اٹھانے کی ہر ممکن تدبیر کرنی چاہئے ورنہ یہ تو گزر جائے گا اور ہم ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

(4) اے سخت جدوجہد کرنے والے نوجوان (بادشاہ) میں تجھے بتاتا ہوں۔
آنے والی کل (زمانہ مستقبل) کیا ہے؟ یہ آج اور گزری ہوئی کل کی بیٹی ہے۔ (جس نے جس طرح اپنے گزرے ہوئے کل اور اپنے آج کو استعمال کیا اس کے مطابق اس کا مستقبل ہو گا۔ اس لئے آج کو اہم جانو اس سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ)۔

(5) جس نے خود کو امروز کا مالک بنا لیا (زمانہ حال کو قابو میں لا کر اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا)۔

Marfat.com

یہ چکر پر چکر کھانے والا آسمان اس کے گرد گھومنے لگتا ہے (حالات اس کی آرزو کے موافق اور تقدیر اس کی تدبیر کے مطابق ہو جاتی ہے)۔

(6) وہ رنگ و بو کے جہان (اس دلکش مگر فانی جہان) کی عزت ہوتی ہے۔

گزری ہوئی کل' گزرتا ہوا آج اور آنے والی کل اس کی منشا کے مطابق ہوتی ہے۔

(7) اللہ کا بندہ روز و شب (زمانہ) کا سرمایہ ہوتا ہے۔

(وہ حق مرد ہوتا ہے) اس لئے وہ اپنی تقدیر کا آپ ستارہ ہوتا ہے (وہ کسی ستارہ کو اپنی تقدیر بنانے والا نہیں سمجھتا۔ جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا جس کا اللہ ہو گیا اس کی قدرت میں سب کچھ آگیا)۔

(8) مرد حق صاحب نظر بندہ ہوتا ہے (اس کے پاس ظاہر و باطن اور دوش و فردا کو دیکھنے والی نظر ہوتی ہے) وہ قوموں کا پیر (راہنما) ہوتا ہے۔ (اس لئے کہ) اس کی آنکھ قوموں کی تقدیر کو دیکھ رہی ہوتی ہے۔

(9) تلوار اس کی نگاہ سے زیادہ تیز نہیں ہے۔

ہم سب (حالات' زمانہ اور تقدیر کے) شکار ہو جاتے ہیں (لیکن) وہ (مرد حق) شکار نہیں ہوتا (بلکہ ان کو شکار کر لیتا ہے)۔

(10) اس پختہ کار (آزمودہ کار یا تجربہ کار) کی فکر سے لرزتے ہیں۔

وہ حادثات زمانہ جو ابھی زمانہ (کی ماں) کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔

(11) (اے ظاہر شاہ) اپنے باپ کی طرح اہل ہنر کو دوست رکھ۔

(اور) صاحب نظر بندہ (نظر آئے) تو اسے دوست رکھ۔

(12) اس جنت میں گھر بنائے ہوئے (اپنے مرحوم باپ) کی طرح بیدار (ہر طرح سے ہوشیار) ہو کر زندگی گزار۔

سخت محنت کرنے والا' بڑی ہمت اور حوصلہ والا اور کرار (دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنے والا) بن کر جی۔

(13) کیا تو جانتا ہے کہ کرار کے کیا معنی ہیں۔

یہ حضرت علیؓ کے مقامات میں سے ایک مقام ہے۔ (حضرت علیؓ چونکہ دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملہ کرنے اور ان کو کاٹ دینے کی صفت رکھتے تھے اس لئے کرار مشہور تھے اسی صفت کی بنا پر وہ شیر خدا اور اسد اللہ بھی کہلاتے ہیں۔ ان معنوں میں حیدر کرار کا لقب بھی استعمال ہوتا ہے)۔

(14) قوموں کے لئے اس فانی جہان میں

کراری کے سوا زندہ رہنا ممکن نہیں ہے (کراری کے لئے شعر 12 اور 13 دیکھئے)۔

(15) عثمانی ترکوں کی سرگذشت دیکھ۔

وہ مغربی اقوام کی فریب کاری کی وجہ سے جگر کو خون کئے ہوئے تھے۔ (مصائب و آلام کا شکار تھے ان کی سلطنت کو جنگ عظیم اولی میں ان کی شکست کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تھا اور ان کو ذلت سے دوچار کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے استعمال کئے گئے تھے)۔

(16) (ترکوں نے جنگ عظیم اول میں شکست کھانے کے باوجود ہمت نہ ہاری) چونکہ کراری کی صفت ان کے نصیب میں تھی۔

Marfat.com

انہوں نے جہان میں دوبارہ اپنا جھنڈا بلند کر لیا (اور 1922 میں مصطفیٰ کمال پاشا کی قیادت میں نئے ترک ملک اور حکومت کی بنیاد رکھی) (کراری کے لئے شعر 12 اور 13 دیکھئے)۔

(17) (ترکوں نے تو دوبارہ فتوحات حاصل کر کے اپنی سلطنت پھر سے قائم کر لی لیکن) ہندوستان کے مسلمانوں نے کیوں میدان چھوڑ دیا (اور ہمیشہ کے لئے شکست تسلیم کر کے دوسروں کے کیوں مغلوب ہو گئے۔ حالانکہ انہوں نے یہاں آٹھ سو سال تک حکومت کی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ)

ان کی ہمت میں کراری کی بو نہیں تھی۔ یہاں کے مغل شکست کھانے کے بعد پھر نہ اٹھ سکے۔ وجہ صرف یہ کہ انہوں نے کراری ہمت چھوڑ دی اور ذلت کو تسلیم کر لیا) (کراری کے لئے دیکھئے شعر 12 اور 13)۔

Marfat.com

(18) مشت خاکش آنچناں گردیدہ سرد
گرمی آواز من کارے نکرد!

(19) ذکر و فکر نادری در خون تست
قاہری با دلبری در خون تست

(20) اے فروغ دیدۂ برناؤ پیر
سر کار از ہاشم و محمود گیر

(21) ہم ازاں مردے کہ اندر کوہ و دشت
حق ز تیغ او بلند آوازہ گشت

(22) روز ہا شب ہا تپیدن میتواں
عصر دیگر آفریدن میتواں

(23) صد جہاں باقی است در قرآں ہنوز
اندر آیاتش یکے خود را بسوز

(24) باز افغاں را ازاں سوزے بدہ
عصر او را صبح نو روزے بدہ

(25) ملتے گم گشتہ کوہ و کمر
از جبینش دیدہ ام چیزے دگر

(26) زانکہ بود اندر دل من سوز و درد
حق ز تقدیرش مرا آگاہ کرد

(27) کاروبارش رانکو سنجیدہ ام
آنچہ پنہان است پیدا دیدہ ام

(28) مرد میداں زندہ از اللہ ہو ست
زیر پاے او جہان چار سو ست!

(29) بندۂ کو دل بہ غیر اللہ نہ بست
می تواں سنگ از زجاج او شکست

(30) او نگنجد در جہان چون و چند
تہمت ساحل بایں دریا مبند

(31) چوں زروے خویش بر گیرد حجاب
او حساب است او ثواب است' او عذاب!

*

(1) برگ و ساز ما کتاب و حکمت است
ایں دو قوت اعتبار ملت است

(18) ان کی (ہندی مسلمانوں کی) مٹی اتنی سرد ہو چکی ہے۔ کہ میری شاعری کی گرم آوازی نے بھی ان کے اندر کوئی اثر نہیں کیا۔

(19) (اے ظاہر شاہ) تیرے خون میں نادر شاہ مرحوم کے ذکر اور فکر کی تاثیر موجود ہے۔ (اپنے باپ کی طرح) قاہری (جلال) دلبری (جمال) کے ساتھ تیرے خون میں موجود ہے (تو بزم اور رزم دونوں کی ضروریات و آداب سے آگاہ ہے)۔

(20) اے جوانوں اور بوڑھوں کی آنکھوں کی روشنی اپنی سلطنت کے کاموں کے اسرار (نشیب و فراز کو اپنے چچاؤں) ہاشم اور محمود سے حاصل کر (ظاہر شاہ چونکہ ابھی کم عمر تھا اس کے دونوں چچا اس کے رہبر و مددگار تھے)۔

(21) اس مرد سے بھی (جس کا نام شاہ ولی خان ہے اور جو تیرا چچا ہے) اور پہاڑوں' بیابانوں اور جنگلوں میں

Marfat.com

جس کی تلوار کی وجہ سے حق کا تسہرہ ہوا ہے۔(اعانت اور راہبری حاصل کر)۔

(22) راتوں کو اور دنوں کو گرمایا جا سکتا ہے یا ان میں تڑپا جا سکتا ہے مراد ہے ان کو سخت جدوجہد میں گزارا جا سکتا ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ راتوں اور دنوں کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

ایک نیا زمانہ پیدا کیا جا سکتا ہے یعنی انقلاب لایا جا سکتا ہے۔

(23) قرآن میں ابھی تک سو ہزار جہان باقی ہیں (جو دریافت نہیں ہوئے)۔

تو اے ظاہر شاہ اس کی آیتوں میں خود کو جلا (ان پر غور کر اور ان سے سبق لے کر حکومت کے کاروبار کو چلا اور اپنی قوم کو عزت کی منزل تک لے جانے کے لئے کام کر)۔

(24) افغانیوں کو پھر وہی سوز عطا کر (جو کبھی مردان حق میں تھا)۔

(اس طرح) ان کے زمانے کو ایک نئے دن کی صبح بخش (ان کو زندہ قوموں کی صف میں لا)۔

(25) یہ موجود افغان قوم ایک ایسی قوم ہے جو افغانستان کے پہاڑوں اور وادیوں (گھاٹیوں) میں گم ہے (زمانہ کہاں پہنچ گیا ہے اسے کچھ خبر نہیں)۔

میں نے اس کے ماتھے سے ایک نئی چیز دیکھی ہے (اس کی تقدیر میں لکھی ہوئی ایک نئی بات معلوم کی ہے)۔

(26) چونکہ میرے دل میں (افغاں قوم کے لئے) سوز اور درد تھا۔

(اس لئے) حق نے مجھے اس کی تقدیر سے آگاہ کر دیا۔

(27) میں نے اس کے کاروبار (حالات و معاملات) کو اچھی طرح پرکھا ہے۔

جو کچھ چھپا ہوا ہے اسے میں نے ظاہرا طور پر دیکھ لیا ہے۔

(28) جو میدان کا یعنی (اللہ کے لئے جدوجہد کرنے اور لڑنے بھڑنے والا) مرد ہوتا ہے وہ اللہ ھو سے زندہ ہے۔

(اس بنا پر) اس کے قدموں کے نیچے یہ جہان چار سو (چاروں اطرف والا یا زمان و مکان والا) جہان ہوتا ہے۔ (اللہ ھو کے لفظی معنی ہیں اللہ وہی ایک ہے یہاں مراد ہے توحید کا دلوں میں جاگزیں ہونا اور عشق الٰہی کا بس جانا اور اس کیفیت میں ہر وہ قدم اٹھانا جو نقش اللہ جہان کے صفحہ پر قائم کرنے کے لئے ضروری ہو)۔

(29) وہ بندہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے دل نہ لگایا۔

اس کے شیشے سے پتھر کو توڑا جا سکتا ہے۔

(30) وہ جہان چون و چند (اسباب کے جہان میں) نہیں سما سکتا۔

اس دریا پر ساحل کی تہمت نہ لگا۔ (مراد ہے وہ لا محدود قوتوں کا مالک ہوتا ہے اور دریا کے اس پانی کی طرح جس کا کوئی ساحل نہ ہو جس طرح چاہے جس طرف چاہے نکل جاتا ہے۔ وہ اس طرح نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی تقدیر بھی بناتا ہے)۔

(31) جب وہ اپنے چہرے سے نقاب اٹھالیتا ہے (اپنی پوشیدہ قوتوں کو بروئے کار لاتا ہے)۔

تو وہ حساب ہے ثواب ہے اور عذاب ہے (وہ پہلے اپنا اور پھر دوسروں کا حساب کرتا ہے اور جو لوگ یا اقوام راہ راست پر ہوتی ہیں یا آ جاتی ہیں ان کو ثواب یعنی عزت و سرخروئی سے سرفراز کرتا ہے

Marfat.com

اور جو لوگ اور اقوام اللہ کے نافرمان ہوتے ہیں ان کے لئے وہ عذاب بن جاتا ہے)۔

تیسرا بند

(1) ہماری (زندگی کا) سازو سامان اللہ کی کتاب قرآن اور حکمت (علم دانش) ہے۔
یہ دو قوتیں ملت کا اعتبار ہیں۔ (ان سے ملت معتبر ہے)۔

(2) آں فتوحات جہان ذوق و شوق
ایں فتوحات جہان تحت و فوق

(3) ہر دو انعام خدائے لا یزال
مومناں را آں جمال است' ایں جلال!

(4) حکمت اشیا فرنگی زاد نیست
اصل او جز لذت ایجاد نیست

(5) نیک اگر بینی مسلماں زادہ است
ایں گہر از دست ما افتادہ است

(6) چوں عرب اندر ار و پا پر کشاد
علم و حکمت را بنا دیگر نہاد

(7) دانہ آں صحرا نشینا کاشتند
حاصلش افرنگیاں برداشتند

(8) ایں پری از شیشہ اسلاف ما ست
باز صیدش کن کہ او از قاف ما ست

(9) لیکن از تہذیب لا دینے گریز
زاں کہ او با اہل حق دارد ستیز

(10) فتنہ ہا ایں فتنہ پرداز آورد
لات و عزیٰ در حرم باز آورد

(11) از فسونش دیدۂ دل نا بصیر
روح از بے آبی او تشنہ میر!

(12) لذت بیتابی از دل می برد
بلکہ دل زیں پیکر گل می برد

(13) کہنہ دزدے غارت او برملا ست
لالہ می نالد کہ داغ من کجا ست!

*

(1) حق نصیب تو کند ذوق حضور
باز گویم آنچہ **گفتم** در زبور

(2) "مردن و ہم زیستن اے نکتہ رس
ایں ہمہ از اعتبارات است و بس

(3) مرد کر سوز نوا را مردۂ
لذت صوت و صدا را مردۂ

(2) وہ یعنی قرآں ذوق و شوق کی فتوحات حاصل کرتا ہے یعنی اس سے اللہ اور اس کے رسولؐ اور ان کی متابعت کا ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے اور یہ یعنی حکمت (فلسفہ/ سائنس وغیرہ) پست و بلند جہان یعنی مادی جہان کو فتح کرتی ہے (اس لئے ملت کو با اعتبار بنانے کے لئے ان دونوں کی ضرورت ہے)۔

(3) دونوں خدائے لا یزال (ہمیشہ رہنے والے خدا) کے انعام ہیں۔
مومنوں کے لئے وہ (قرآن) جمال اور یہ (حکمت) جلال ہے۔

(4) اشیا کی حکمت (نئی نئی چیزیں معرض وجود میں لانے کا علم یا سائنس) فرنگی زاد یعنی یورپ والوں کی پیدا کردہ میراث نہیں ہے۔
اس کی اصل ایجاد کی لذت کے سوا کچھ نہیں جو شخص یا قوم بھی نئی نئی چیزیں اختراع کرنے کا عملی ذوق اپنے اندر رکھتی ہے یہ اس کی لونڈی ہے۔

(5) اگر درست اور صحیح دیکھے تو یہ یعنی حکمت (فلسفہ و سائنس) مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والا علم ہے۔

Marfat.com

یہ موتی انہی کے ہاتھ سے گرا ہے (جو اوروں نے اٹھالیا ہے)۔

(6) جب عرب (تاجروں، عالموں اور فاتحوں) نے یورپ میں پر کھولے یعنی وہاں پہنچے۔
تو انہوں نے علم اور حکمت کی نئی بنیاد رکھی۔

(7) اس کا دانہ ان صحرانشینوں (عربوں) نے بویا۔
اس کا حاصل یورپ والوں نے کاٹا۔

(8) یہ پری ہماری ہی پرانے بزرگوں کے شیشہ کی ہے۔
اس کو دوبارہ قابو میں کر (شکار کر) کہ وہ تمہارے کوہ قاف سے گئی ہوئی ہے (کوہ قاف پریوں کے لئے مشہور ہے)۔

(9) (حکمت ضرور حاصل کر) لیکن اس کے ساتھ فرنگیوں نے جو لادینی تہذیب پیدا کی ہے اس سے بھاگ
کیونکہ یہ تہذیب اہل حق کے خلاف جنگ ہے۔

(10) یہ فتنہ پرداز (فتنہ پیدا کرنے والی مغربی تہذیب جہاں جاتی ہے ساتھ) فتنے لے جاتی ہے۔
(اور) کعبہ سے نکالے ہوئے لات اور عزیٰ کے بت پھر کعبہ میں واپس لاتی ہے مراد ہے اللہ سے دور کر کے غیر اللہ کا پجاری بناتی ہے۔

(11) اس کے جادو سے دل کی آنکھ اندھی (ہو جاتی ہے)۔
اس کے پاس پانی نہ ہونے کی وجہ سے روح پیاسی مرجاتی ہے (وہ مادیت کی طرف مائل کر کے آدمی کو روح سے بیگانہ کر دیتی ہے)۔

(12) وہ دل سے بے قراری کی (ذوق و شوق مستی) لذت لے جاتی ہے۔
بلکہ اس پیکر خاکی سے دل ہی لے جاتی ہے۔

(13) وہ ایک پرانا چور ہے اور اس کی لوٹ کھسوٹ ظاہرا (کھل کھلا) ہے لالہ کا پھول فریاد کر رہا ہے کہ میرا داغ کہاں ہے (مسلمان کے سینہ سے دل اور دل سے عشق کے لے اڑنے کو لالہ اور اس کے اندر سینے کے داغ کو لے اڑنے سے واضح کیا ہے۔ تہذیب جدید نے مسلمان کو عشق رسول ﷺ سے خالی کر دیا ہے اور اب وہ اسے جس طرح چاہتی ہے استعمال کر رہی ہے)۔

چوتھا بند

(1) (اے ظاہر شاہ) خدا تیرے نصیب میں ذوق حضور کرے یعنی اللہ کے حضور میں یا اس کی معیت میں رہنے کا ذوق عطا کرے۔
میں دوبارہ کہتا ہوں جو کچھ میں نے اپنی کتاب زبور عجم میں کہا ہے (اس کے بعد کے چند شعر زبور عجم کے عنوان مذہب غلاماں سے لئے گئے ہیں)۔

(2) اے نکتہ کی تہ تک پہنچنے والے مرنا (موت) اور جینا (زندگی)
یہ سب اعتبارات میں سے ہے اور بس۔ مراد ہے کہ یہ اعتباری ہیں اعتباری وہ چیز ہوتی ہے جو

ایک کی نظر میں کچھ ہو اور دوسرے کی نظر میں کچھ (اس کی تشریح میں چند مثالیں اگلے شعروں میں دی گئی ہیں)۔

(3) بہرہ شخص، نغمہ کے سوز کے اعتبار سے مردہ ہے۔

صوت و صدا (آواز) کے لحاظ سے مردہ ہے یعنی جو کچھ دوسروں کے لئے آواز ہے اس کے لئے وہ بے آواز ہے۔

Marfat.com

(4) پیش چنگے مست و مسرور است کور
پیش رنگے زندہ درگور است کور
(5) روح با حق زندہ و پایندہ است
ورنہ ایں را مردہ آں را زندہ است
(6) انکہ حی لا یموت آمد حق است
زیستن با حق حیات مطلق است
(7) ہر کہ بے حق زیست جز مردار نیست
گرچہ کس در ماتم او زار نیست"

*

(1) بر خور از قرآں اگر خواہی ثبات
در ضمیرش دیدہ ام آب حیات
(2) می دھد ما را پیام لا تخف
می رساند بر مقام لا تخف
(3) قوت سلطان و میر از لا الٰہ
ہیبت مرد فقیر از لا الٰہ
(4) تا دو تیغ لا و الا داشتیم
ما سوااللہ را نشاں نگذاشتیم!
(5) خاوراں از شعلہ من روشن است
اے خنک مردے کہ در عصر من است
(6) از تب و تابم نصیب خود بگیر
بعد ازیں ناید چو من مرد فقیر!
(7) گوہر دریائے قرآں سفتہ ام
شرح رمز صبغۃ اللہ گفتہ ام
(8) با مسلماناں غمے بخشیدہ ام
کہنہ شاخے را نمے بخشیدہ ام
(9) عشق من از زندگی دارد سراغ
عقل از صہبائے من روشن ایاغ
(10) نکتہ ہائے خاطر افروزے کہ گفت؟
با مسلماں حرف پر سوزے کہ گفت؟
(11) ہمچو نے نالیدم اندر کوہ و دشت
تا مقام خویش بر من فاش گشت

(4) چنگ (ایک قسم کا ساز) کے سامنے اندھا مست' اور مسرور ہے۔
(لیکن) رنگ کے سامنے وہ زندہ درگور ہے (مردہ ہے اسے رنگ کا کچھ علم نہیں کہ کیا ہے)۔
(5) روح (اگر) حق کے ساتھ ہے تو زندہ اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔
ورنہ اس کے لئے (جو حق کے ساتھ نہیں) مردہ ہے اور اس کے لئے (جو حق کے ساتھ ہے) زندہ ہے۔
(6) وہ ہستی جو زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گی وہ حق ہے۔
(اس لئے) حق کے ساتھ جینا حیات مطلق (نہ مرنے والی زندگی) کا حاصل کرنا ہے۔
(7) جو کوئی حق کے بغیر جیا وہ مردار کے سوا کچھ نہیں۔
اگرچہ کوئی اس کے ماتم میں رنجیدہ و غمزدہ نہیں (کیونکہ وہ بہ ظاہر زندہ ہے) (یہاں زبور کے اشعار ختم ہو گئے)۔

Marfat.com

پانچواں بند

(1) اگر تو ثبات (ہمیشہ کی زندگی) چاہتا ہے تو قرآن سے پھل کھا (فائدہ اٹھا)۔
میں نے اس کے ضمیر میں زندگی کا پانی دیکھا ہے۔

(2) وہ ہمیں **لا تخف** (مت ڈر) کا پیغام دیتا ہے۔
وہ ہمیں **لا تخف** (خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرنے) کے مقام تک پہنچا دیتا ہے (**لا تخف** قرآن کی ایک آیت کا جز ہے۔ جس میں حضرت موسیٰؑ کو فرعون سے اور عصا کے بنے ہوئے اژدہا سے نہ ڈرنے کے لئے کہا گیا ہے)۔

(3) بادشاہ اور امیر کی قوت (اللہ کی منشا کے مطابق طاقت) لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) سے ہے۔
مرد فقیر کے اندر جو دبدبہ ہوتا ہے وہ بھی اسی لا الٰہ کی وجہ سے ہے۔ (جس کا معبود و مقصود صرف اللہ ہو گیا اور اس نے ہر غیر اللہ کی نفی کر دی وہی صحیح طاقت' دبدبہ اور شان و شوکت رکھتا ہے چاہے تخت پر ہو اور چاہے بوریا پر)۔

(4) جب تک ہم لا اور الا کی یہ دو تلواریں رکھتے تھے۔
ہم نے غیر اللہ کا نشان نہیں چھوڑا تھا (لا الٰہ: کوئی معبود نہیں کہہ کر ہر غیر اللہ کی نفی کر رکھی تھی اور الا اللہ: اللہ کے سوا کہہ کر اللہ کا اثبات کر رکھا تھا)۔

(5) (اقبال اپنے متعلق کہتے ہیں کہ) مشرق کے علاقے میری (شاعری اور پیغام کے) شعلہ سے روشن ہیں۔
مبارک ہے وہ مرد جو میرے زمانہ میں ہے۔

(6) (اے ظاہر شاہ) تو میری تب و تاب (حرارت اور سوز) سے اپنا نصیب حاصل کر۔
میرے بعد مجھ جیسا مرد فقیر نہیں آئے گا۔

(7) میں نے اپنے کلام میں قرآن کے دریا سے موتی نکال کر پروئے ہیں۔
میں نے اس میں صبغتہ اللہ (اللہ کے رنگ) کی رمز کی شرح بیان کی ہے یعنی مسلمانوں کو وہ طریقہ بتایا ہے جس کی بدولت وہ خود کو اللہ کے رنگ میں رنگ سکتے ہیں (اپنے شب و روز کو اللہ کی منشا کے مطابق گزار سکتے ہیں)۔

(8) میں نے مسلمانوں کو (عشق کا) غم عطا کیا ہے۔
ان کی پرانی شاخ کو جو بے نم ہو گئی تھی میں نے نم بخشا ہے (اسے ہرا بھرا کیا ہے)۔

(9) میرا عشق زندگی کا سراغ بہم پہنچاتا ہے۔
عقل کا پیالہ میری شراب کی وجہ سے روشن ہے مراد ہے میں نے لوگوں کو عشق اور عقل کا صحیح مفہوم بتایا ہے۔

(10) (میرے سوا) مسلمانوں کو خاطر افروز (دل منور کرنے والی) باریک باتیں کس نے بتائی ہیں۔

Marfat.com

پر سوز (عشق بھری) باتیں ان سے کس نے کی ہیں۔

(11) میں بانسری کی طرح پہاڑوں اور بیابانوں میں روتا رہا۔

تب جا کر مجھ پر اپنا مقام ظاہر ہوا۔ (مجھے اپنے مقام کی معرفت یونہی حاصل نہیں ہو گئی اس میں قرآن کے معارف اور عشق رسول ﷺ کا ہاتھ ہے)۔

Marfat.com

(12) حرف شوق آموختم وا سوختم
آتش افسردہ باز افروختم!

(13) با من آہ صبحگاہے دادہ اند
سطوت کوہے بکاہے دادہ اند

(14) دارم اندر سینہ نور لا الہ
در شراب من سرور لا الہ

(15) فکر من گردوں مسیر از فیض او ست
جوے ساحل نا پذیر از فیض او ست

(16) پس بگیر از بادۂ من یک دو جام
تا درخشی مثل تیغ بے نیاز!

(12) میں نے حرف شوق سیکھا (عشق رسولؐ اپنے اندر پیدا کیا) اس میں جلا (خود کو رسول اللہؐ کے رنگ میں ڈھالا)۔
(تب جا کر میں اس قابل ہوا کہ) میں نے ... میں بجھی ہوئی آگ کو دوبارہ روشن کیا (اس کے اندر حرکت و عمل کا جذبہ اور عشق کی حرارت پیدا کی)۔

*

(13) مجھے صبح کے وقت کی آہ عطا کی گئی ہے (میرے اندر عشق کی نعمت ودیعت کی گئی ہے)۔
ایک گھاس کے تنکے کو پہاڑ کی ہیبت اور دبدبہ عنایت کر دیا گیا ہے۔

(14) میں اپنے سینہ کے اندر کلمہ طیبہ (لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ) کا نور رکھتا ہوں۔
میری شراب میں (زندگی کی شراب میں) اس لا الہ کا سرور ہے۔ مراد ہے میرا سینہ توحید کا امین ہے وہ توحید جس کی تصدیق محمد الرسول اللہ ﷺ کی رسالت نے کی ہے۔

(15) میری فکر جو آسمان کی بلندی کو اسیر کرتی ہے اسی کے فیض سے ہے۔
میری ندی جو بے کنار ہو گئی ہے وہ اسی کے فیض کی بنا پر ہے مراد ہے میری فکر (میری شاعری اور میرے پیغام) کی رفعت اور وسعت اسی کے فیض سے ہے۔

(16) پس مجھ سے میری شراب کے ایک دو جام لے (اور لے کر پی)۔
تاکہ تو (اس کو پی کر) ننگی تلوار کی طرح چمکے۔
(شراب سے مقصود علامہ کی شاعری اور اس کا پیغام ہے) اگر اے مخاطب تو میرے دیے گئے پیغام کے مطابق اپنی زندگی ڈھال لے گا تو حق کی ایسی تلوار بن جائے گا جس کے سامنے کوئی باطل نہیں ٹھہر سکتا۔ ایسی طاقت بن جائے گا کہ ہر مخالف قوت کو زیر کر لے گا)۔

ختم شد
الحمد للہ

Marfat.com

Marfat.com

کلام اقبال

فارسی متن اردو ترجمہ کے ساتھ

اسرار و رموز

جاوید نامہ

زبور عجم

ارمغان حجاز

پیام مشرق

مثنوی پس چہ بائد معہ مسافر

مترجمین

ڈاکٹر الف - د - نسیم ڈاکٹر غلام جیلانی مخدوم ڈاکٹر سعادت سعید

شیخ محمد بشیر اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب

چوک اردو بازار لاہور

Marfat.com